اسلام کے حقیقی و بنیادی خط و خال

جلد دوم

ترتیب نزول قرآن کریم

پروفیسر محمد اجمل خاں ایم۔ اے
(مصنف مقدمۂ فلسفہ۔ سیاسیات۔ بنیادی ہندستانی وغیرہ)

قیمت مجلد پانچ روپیہ
کتاب گھر
الٰہ آباد

Marfat.com

۲۹۷.۶۱۱
ت ۲۸۶۳
۱۰۳۶۲
۷-۲
DATA ENTERED

جملہ حقوق محفوظ

کتاب گھر۔ الٰہ آباد نے اسٹار پریس سے چھپوا کر شائع کیا

Marfat.com

ج

DATA ENTERED

رائے گرامی

شارح حکمت ولی اللّٰہی مجاہد جلیل حضرت الحاج مولانا عبید اللہ سندھی دامت فیوضہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمان قرآن حکیم کو انسانیت کے لئے آخری پیام ربانی مانتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہیے کہ اس عقیدے کو آج کی ذہنیت سے قریب لائیں تو کہیں گے قرآن دنیا کو انٹرنیشنل انقلاب کا پروگرام دیتا ہے اس طرح مطالعہ کرنیوالے کی فکری ضرورت کا خیال رکھا جائے تو سب سے پہلی اس تحریک کا نصب العین معین ہونا چاہیے۔ جسے ہم ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ میں مضمر دیکھتے ہیں۔ (ناظرین سے ہم سفارش کرتے ہیں کہ وہ اس آیت کی تفسیر ازالۃ الخفاء کی جلد اول کے ابتدائی صفحات میں ضرور مطالعہ کریں)

اس کے ساتھ ساتھ پارٹی پروگرام کی ضرورت ہوگی جسے قرآن کی متعدد سورتوں میں حزب اللہ کیلئے تفصیلی احکام دے کر مکمل کر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد ایک مرکزی جماعت کی تشکیل ضروری ہوگی جو اس پروگرام کو چلانے کی ذمہ داری قبول کرے اور اسے ہر نشیب و فراز کی مناسب تبدیلی کا پورا اختیار ہو۔ ہماری نظر میں "السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ" میں اسی جماعت کا اثبات مقصود ہے۔

ان مفکرین کو دوسرے درجہ میں ایسی سوسائٹی کی ضرورت محسوس ہوگی جو تمام انقلابی نظریات پر حاوی ہو چکی ہو۔ اس سوسائٹی کے کارکن جس وقت موقعہ دیکھیں گے۔ انقلابی گورنمنٹ قائم کر لیں گے۔ جو پرانی حکومتوں کو توڑے گی۔ اپنے پروگرام پر نئی حکومت پیدا کرے گی۔ اسلامی عقائد و اخلاق اور اسلامی حکومت کی درمیانی کڑی یہی انقلابی سوسائٹی ہے۔ اس کے احکام و نظریات مشتبہ رہنے سے تسلسل فکر قائم نہیں رہتا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہر زمانے کے مناسب پروگرام بنانے میں قرآن حکیم سے مدد نہیں مل سکتی۔ ہمارے فقہا گورنمنٹ کے احکام بھی عقائد و اخلاق کی طرح ضبط کر دیتے ہیں جس سے ایک قسم کا جمود پیدا ہو جاتا ہے۔ اکثر اہل علم اگرچہ اس

نمبر ۱ ایک پروگرام مرتبہ حضرت مولانا اسی مقدمہ میں درج ہے۔

Marfat.com

اس ساری داستان میں صرف اس قدر یاد رکھنے ہیں کہ زانی کا رجم اور چور کا ہاتھ کاٹنا ضروری ہے تاہم ان کی کوشش تفصیلی احکام کے جمع کرنے میں بہت زیادہ قابل قدر و شکر ہے جزاہم اللہ۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ کوئی بندۂ خدا اس انقلابی سوسائٹی کے احکام جدا کر دیتا جو گورنمنٹ کیلئے بمنزلہ علت موجبہ ہے تو مفکرین کی ساری مشکلات حل ہو جاتیں۔

گورنمنٹ اور سوسائٹی کے احکام ممتاز کرنے کیلئے قرآن عظیم کی مکی اور مدنی صورتوں کا معین کر لینا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکی زندگی میں یہی کام کیا کہ عدم تشدد (اہنسا) کی پابندی سے ایک ایسی عالیشان اجتماعی انقلابی جماعت طیار کر دی۔ جس کی نظیر پھر دنیا نہیں دیکھ سکے گی۔

جن لوگوں کو المہاجرین کا لقب دیا گیا ہے وہ تو مکہ کے رہنے والے تھے۔ آپ تعجب کریں گے کہ مدینہ کے الانصار بھی مکی زمانے ہی میں طیار ہوئے۔ انھیں دو عنصروں سے مستقل مرکزی جماعت بن سکی ہے جن نے مدینہ میں اسلامی حکومت پیدا کر دی۔

قرآن عظیم کی ہر سورت کے متعلق مفسرین کے پاس روایتیں موجود ہیں کہ وہ مکہ میں نازل ہوئی یا مدینہ میں لیکن متعدد سورتوں کے متعلق روایتیں اس قدر مختلف ہیں جن کی تطبیق و ترجیح آسانی ممکن نہیں۔ بعض احکام کی تاریخ ان روایتوں کی تغلیط کرتی ہے۔ محقق مفسرین اپنے مسلمہ نظریات کی مدد سے ان روایتوں کی خلاف ورزی کرتے رہے ہیں۔ اس لئے یہ روایتی سلسلہ ناقابل اطمینان ہو گیا ہے۔

مولانا محمد اجمل خان بالتقابہ کا ان مفسرین پر ہمیشہ احسان رہے گا۔ انھوں نے اندرونی شہادت کی مدد سے مکی سورتوں کے معین کرنے کا راستہ کھول دیا ہے۔ اور روایات کے اختلاف سے جو اغلاق پیدا ہوا تھا اسے دور کرنے کی پوری کامیاب کوشش کی ہے۔

مولانا محمد اجمل نوجوان مسلمان کیلئے قابل تقلید نمونہ ہیں۔ وہ گیتا کا ترجمہ کرتے ہیں۔ وہ قرآن کے احکام میں طبعی نظام پیدا کرنے کیلئے جدوجہد میں معروف ہیں۔ اس طرح وہ ہندوستانی مسلمان کے لئے نیا پروگرام معین کرنے کی صلاحیت پیدا کر رہے ہیں۔ خدا کرے کہ ہمارا نوجوان جو بے انتہا قوت عمل کا مالک ہے شعر و شاعری سے پروگرام سوچنے میں مصروف ہو گئے اس کا نصب العین دھندلا ہے۔ وہ اسلامیت اور ہندوستانیت میں تطبیق نہیں دے سکتا۔ اس گرد و غبار کو قرآنی نظریات ہی سے صاف کرنا ہوگا۔ جیسے مولانا اجمل خان نے شروع کیا ہے۔

اگر جامعہ ملیہ کبھی قرآنی تحقیقات کے لئے فیکلٹی قائم کرے تو میں اس کے سامنے شہادت دینے کو طیار ہوں کہ مولانا محمد اجمل خان کو ڈاکٹر مان لیا جائے۔ واللہ ہو الموفق

عبید اللہ

۲۳ دسمبر ۱۹۴۰ء سندھی

بیت الحکمۃ جامعہ نگر دہلی

Marfat.com

نوٹ

حضرت الحاج پروفیسر محمد اجمل خاں نے اپنی تحقیق کا یہ اہم مقالہ انگریزی میں تحریر فرمایا تھا اور 'وشوا بھارتی' شانتی نکیتن (بنگال) کی طرف سے اس کی اشاعت ۱۹۳۶ء میں ہونے والی تھی۔ لیکن موصوف نے مناسب سمجھا کہ علاوہ تجزیۂ سورۃ کے، 'ترتیب قرآن کریم کے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا تھا وہ اردو کے سب سے زیادہ کثیر الاشاعت اخبار "مدینہ" میں شائع کر دیا جائے۔ لہٰذا جناب مولوی ابو سعید صاحب بزمی (ایم' اے) مدیر جریدہ مدینہ نے مندرجۂ ذیل نوٹ کے ساتھ چند قسطوں میں اسے شائع فرمایا۔

"کئی سال کے مسلسل مطالعہ اور تحقیق کے بعد جناب پروفیسر محمد اجمل خاں صاحب "مؤلف "بیانیات" "مقدمہ فلسفہ"، وغیرہ نے اسلام کی حقیقت اور اس کی بنیادی صداقتوں کے متعلق چند مقالات انگریزی میں تحریر فرمائے ہیں۔ اس علمی و مذہبی کوشش میں آپ نے تین سال شانتی نکیتان (بنگال) میں بھی صرف کئے۔ جہاں نہ صرف سکون اور شانتی ہے (بلکہ شاہان اسلام کی مدد سے عربی' فارسی کا ایک بیش بہا کتب خانہ بھی مہیا ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہر مذہب اور ہر زبان کے محقق بھی علمی مذاکرہ کیلئے موجود ہیں۔ موصوف نے انگریزی مقالات کو ابھی شائع نہیں کیا۔ لیکن وہ چاہتے ہیں اردو دان حضرات ایک اہم مقالہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں اور اس کے ختم ہونے پر اپنے نقد و تبصرہ سے استفادہ کا موقعہ دیں تاکہ اصل کتاب یعنی The Original Aspects of Islam انگریزی داں اور خصوصیت سے یورپ کے سامنے پیش کرنے سے پہلے ہندوستان کے ارباب علم و فضل اس پر غور کر سکیں۔

ہم ممنون ہیں کہ پروفیسر صاحب نے اپنی تحقیق کی نتائج کا اظہار فرمانے کیلئے مدینہ اور قارئین مدینہ کو سب سے پہلے موقعہ دیا۔" (ایڈیٹر مدینہ بجنور ۲۴ دسمبر ۴۰ء)

اس مقالہ کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ملک کے گوشہ گوشہ نے جناب مصنف کو اس تحقیق پر مبارکبادی اور اکثر حضرات نے پورے مقالہ کو مع تجزیۂ سوَر و حواشی مفیدہ کتابی شکل میں شائع کئے جانے پر اصرار کیا۔ ہم شکر گزار ہیں کہ جناب موصوف نے پورے مکی اور مدنی دور کی فہرستیں اردو میں مرتب کر دیں اور ہمیں اس مقالہ کو کتابی صورت میں شائع کرنے کی اجازت دی۔ ہم یہاں یہ بھی عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ موقر اخبار مدینہ کے ہزاروں خریداروں اور لاکھوں پڑھنے والوں میں سے صرف ایک صاحب نے مقالہ کے ختم ہونے سے پہلے، اور عدم فہم کا اقرار کرتے ہوئے، مناظرانہ رنگ میں بجائے ترتیب قرآن کے جمع قرآن پر ایک طویل مضمون مدیر مدینہ کو بھیج دیا اور ساتھ ہی یہ بھی درخواست کی تھی کہ مقالہ آیندہ شائع نہ کیا جائے۔ لیکن اخبار مدینہ نے اس قسم کی اہم علمی تحقیق سے اپنے قارئین کو محروم رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ بہرحال ہمیں ہدایت ہے کہ اب بھی اگر کوئی اہل علم کوئی ترمیم اس ترتیب میں پیش فرمائے تو اسے آیندہ اشاعت میں شامل کر دیا جائے۔

ناشران

کتاب محل

الہ آباد
۱۰ فروری ۱۹۴۱ء

Marfat.com

ترتیب نزول قرآن کریم

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
رائے گرامی حضرت الحاج مولانا عبید اللہ سندھی دامت برکاتہم	ج
نوٹ ناشران	ہ
فہرست مضامین	و
مقدمہ مصنّف	ح
(۱) تمہید	۱
(۲) اب تک اس سلسلہ میں کیا کیا ہوا	۸
مصحف علیؓ بن ابی طالب	۱۱
مصحف عبداللہ بن العباس	۱۳
مصحف حسینؓ بن علی وعکرمہؓ	۱۶
مصحف محمد بن نعمان بن بشیر	۱۸
(۳) ترتیب نزول قرآن کے سلسلہ میں مستشرقین کی ناکام کوششیں	۱۹
وائل	۲۰
نوئل ڈیکے	۲۳
ایچ گرم	۲۵
ہارٹ وگ ہرشفلڈ	۲۶
راڈول	۲۷
مرزا ابوالفضل	۲۷
(۴) قرآن کی سورتوں کی فہرستیں	۳۰

مضمون	صفحہ
فہرست 'الف' مختلف محققین کی دی ہوئی ترتیب نزول	۳۰
فہرست 'ب' محققین کی ترتیب نزول کا مصحف عثمانی کی ترتیب سے مقابلہ	۳۸
تخمینی ترتیب نزول از ہارٹ وگ ہرشفلڈ	۴۲
(الف) مکی اور مدنی سورتوں میں امتیاز کرنے کا طریقہ	۴۷
تاریخی ترتیب تنزیلی کے اصول	۴۹
(۱) اصول ارتقا	۴۹
(۲) اصول ادبی	۵۰
(۳) اصول تاریخی	۵۰
(ب) مکی سورتوں کا خصوصیات تعلیم کے اعتبار سے تجزیہ	۵۰
(ج) سیرت رسول اللہ صلعم ایام جاہلیہ میں	۵۲
(د) رسالت کے بعد آنحضرت کے زندگی کے مختلف مدارج	۵۸
(۱) امام ربّ	۵۹
(۲) منذر و مزکی	۵۹
(۳) نبی و بشیر - - - - - - - - - -	۶۰
(۴) رسول (تیاری رسالت)	۶۰
(۵) رسول	۶۰
ہماری ترتیب نزول	۶۱
مسائل اوہام و شکوک متعلق اسلام	۶۱
اخلاقیات قرآن	۶۲
سیاسیات قرآن	۶۳
فہرست کتب	۶۵
(۱) دعوت سراً امام	۶۶
(۲) دعوت جہراً - منذر و مزکی	۶۷
(۳) (منذر) مذکر - مبشر - مرسل - ہادی	۶۷
(۴) تیاری رسالت کا زمانہ (شعب ابو طالب)	۸۰
(۵) قبائل (تبلیغ فی القبائل الی ہجرۃ یثرب)	۸۱
مدنی قرآن کی ترتیب نزول	۸۶
یورپ کے مستشرقین کی غلط فہمیاں	۸۷
ہماری ترتیب کی خصوصیات	۸۷
ترتیب نزول قرآن کریم بعد ہجرت الی وفات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۸۸

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۂ مصنّف

اقوام و ملل تاریخ بناتی ہیں اور اپنے نقش و نگار مورخوں کے لئے چھوڑ جاتی ہیں۔ لیکن اکثر مورخ صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ تصویر کے ایک ہی پہلو پر روشنی ڈالیں۔ حالانکہ ان کا یہ عمل آنے والی نسلوں کے لئے "حجابِ اکبر" بن جاتا ہے۔ اسی لئے فلسفۂ تاریخ، تاریخ سے بلند تر درجہ رکھتا ہے۔ وہ نہ صرف قوموں اور ملتوں کے سیاسی، جماعتی اور اخلاقی پہلوؤں کو نمایاں کرتا ہے۔ بلکہ اُس کی حقیقی روح کے ارتقا کی ایسی مکمل تصویر کھینچتا ہے جو پس منظر کی موجودگی کی وجہ سے آرٹ کا بہترین نمونہ بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرین جمالیات پس منظر کو تصویر کا جزو لاینفک سمجھتے ہیں۔

اسلام کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلی اور ضروری چیز وہ پس منظر ہے، جس نے ایک خاص زمانہ میں اسلام کو نمایاں کیا۔ حقیقت تک پہونچنے کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم کسی مذہب کے عقائد کی تحقیق کریں۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم یہ جانیں کہ اس کے عقائد و اعمال کس طرح اور کیوں وجود میں آئے۔ نفوذ نے پھر ترقی کی یا ناقابل عمل قرار پائے۔ بغرض کہ اس ارتقاء و ارتجاع کے فلسفۂ تاریخ کو پورے طور پر بنا دی پس منظر کے ساتھ ظاہر کرنا ایک انسانی خدمت ہے۔ لیکن محقق کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ذاتی عقائد اور رحجانات الناس کے رحجانات سے الگ ہو کر کام کرے۔ اس کا مقصد یہ نہ ہونا چاہئے کہ اپنے عواطف و احساسات کو لوگوں پر ظاہر کرنے کا نام تحقیق سمجھے یا عوام کے رحجانات سے اثر پذیر ہو کر درباری شاعر بن جائے۔ بلکہ حقائق تک پہنچنے کے لئے تعصبات کو ترک کر دینا شرطِ اوّل ہے۔

اسلام کے پس منظر کو موجودہ مقالہ سے پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں نہ صرف عرب جاہلیہ کی معاشرت اور تہذیب پہ روشنی ڈالی گئی ہے بلکہ عرب اور بیرونِ عرب کے جملہ مذاہب کا وہ نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے جس سے عرب قبل از اسلام اثر پذیر ہوا۔ اور جس نے اسلام کے نمایاں ہونے کے لئے زمین تیار کی۔

پس منظر کے مطالعہ کے بعد سب سے ضروری اور بنیادی چیز تاریخ اسلام ہے جو قرآنِ کریم کے تاریخی مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے اس مطالعہ میں نہ صرف اسلامی لٹریچر سے مدد مل سکتی ہے بلکہ زمانۂ جاہلیہ کا جو کچھ بھی ذخیرہ معلومات ہے وہ ہماری رہنمائی کر سکتا ہے۔ اگرچہ خود قرآنِ کریم کی داخلی شہادت کافی ہے کہ ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف لے جائے اور اس کی تاریخی روشنی میں ہم اسلام اور اسلامی تعلیم کا سچا حقیقی نقشہ ذہن نشین کر سکیں۔

اس غرض کے لئے ہمیں سب سے پہلے قرآن مجید کو ترتیبِ نزول کے مطابق مرتب کرنا ہوگا۔ گو قدیم زمانہ کے مقابلہ میں آجکل اسلام اور دیگر مذاہب کی ہر قسم کی کتابیں آسانی سے فراہم ہو سکتی ہیں۔ اور مطبوعات کی ارزانی کی وجہ سے ان کی قیمتیں بھی عام دسترس سے باہر نہیں، لیکن اس قسم کے علمی مشاغل کے لئے جب تک توفیقِ الٰہی شاملِ حال نہ ہو صرف کتب خانوں سے کام نہیں چل سکتا۔ مقام شکر ہے اور مجھے بجا طور پر فخر ہے کہ اسلامی تاریخ کی تیرہ صدیوں کے گذر جانے کے بعد مکہ مکرمہ میں اللہ کے ایک مقبول بندے کی

نظر کیا اثر نے میرے ارادوں میں پختگی پیدا کی اور میں وہ کام کر سکا جس کی دنیا کو سخت ضرورت تھی۔ یہی نہیں بلکہ سنا تنی نکیتن کے قیام میں اور وہاں کام ختم کرنے کے بعد بھی خدا نے ایسی عمدہ صحت کا سامان میسر کر دیا جس سے بہتر ہونا شاید دنیا میں مشکل ہے۔

جس زمانہ میں یہ ترجمہ اخبار "مدینہ" کو بھیجا جا رہا تھا اسی زمانہ میں پنجاب میں جو ہندوستان کا ایک اسلامی خطہ کہا جا سکتا ہے، قرآن کریم کے متعلق وہاں کی مجلس قانون ساز میں ایک دلچسپ بحث چھڑ گئی تھی۔ اس میں جن لوگوں نے حصہ لیا۔ وہ تعلیم یافتہ حضرات ہیں اسلام، اور قرآن کے متعلق جو باتیں ہوئیں وہ ایک اخبار کے خلاصے سے یہاں اس لئے درج کی جاتی ہیں کہ آپ اندازہ کر سکیں کہ مسلمان اور ان کے ہوش مند کس درجہ تفاسیر بالرائے کرنے والوں کے خیالات سے اثر پذیر ہیں۔ نیچے لکھے ہوئے جملوں پر غور فرمائیے اور مسلمانان ہند کی عام ذہنیت کا اندازہ لگائیے۔

"قرآن مجید کے ترجمے پر کسی دو مسلمان کا اتفاق نہیں" (سر شہاب الدین)

"ان مولویوں نے کافی لوگوں کو تعلیم کی روشنی سے محروم رکھا ہے" (میاں عبدالحی)

پھر یہ دیکھئے کہ جس مذہب کی ابتدا اقرأ باسم ربک سے ہوئی ہے اس کے افراد کا تعلیم کے متعلق کیا طرز عمل ہے۔

لاہور ۹ جنوری ۱۹۴۰ء آج پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں آنریبل میاں عبدالحی وزیر تعلیم پنجاب نے تحریک پیش کی کہ پرائمری ایجوکیشنل بل پر غور کیا جائے۔ اس پر خواجہ غلام صمد صاحب (یونینسٹ) نے مخالفت کرتے ہوئے تحریک کی کہ اسے یکم فروری ۱۹۴۰ء تک رائے عامہ حاصل کرنے کے لئے شائع کیا جائے۔ کیونکہ اس میں پردے کا انتظام نہیں کیا گیا۔ جو مسلمانوں کے لئے مذہباً لازم ہے۔

وزیر تعلیم۔ مدرسوں میں چھ سے گیارہ سال کی عمر تک کی لڑکیاں اور چھ سے چودہ سال کی عمر تک کے لڑکے اکٹھے پڑھ سکیں گے اتنی چھوٹی عمر کے بچوں میں بداخلاقی کا کوئی اندیشہ نہیں ہو سکتا۔

خواجہ عبدالصمد نے ایک آیت پردے کے متعلق پڑھی اور بتایا کہ پردے کی پابندی مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔

بیگم شاہنواز نے کہا۔ کہ خواجہ صاحب غلط کہہ رہے ہیں۔ اسلام میں پردے کی پابندی لازم نہیں اور کہا کہ خواجہ صاحب اسلام کو سمجھتے ہی نہیں۔

صدر اسمبلی (سر شہاب الدین) نے خواجہ صاحب کو قرآن مجید کا ترجمہ کرنے سے روک دیا اور کہا کہ قرآن مجید کو بحث میں نہ لایا جائے کیونکہ دو مسلمان کسی ایک ترجمے پر متفق نہیں۔

باجی رشیدہ لطیف نے کہا کہ خواجہ صاحب کو قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

بیگم شاہنواز۔ خواجہ صاحب قرآن مجید کا غلط ترجمہ کر رہے ہیں۔ اگر انہیں ترجمہ کرنے کا موقعہ دیا جائے تو ہمیں بھی صحیح ترجمہ کرنے کا موقعہ ملنا چاہئیے۔

(آواز، قرآن ہی ہماری رہنمائی کر سکتا ہے)

صاحب صدر نے کہا کہ قرآن کریم کی آیات پر بحث نہ کی جائے۔

وزیر تعلیم نے کہا۔ کہ آپ "مولوی صاحب" کو بولنے دیجئے۔ میں ان کو سب باتوں کا جواب دے سکتا ہوں۔

بیگم شاہنواز نے پھر کہا کہ اسلام میں پردے کی پابندی لازم نہیں۔

اس کے بعد صاحب صدر نے قرآن مجید کے متعلق کوئی بات کہنے سے روک دیا اور کہا کہ اگر ایک ممبر کو کسی آیت کا ترجمہ کرنے دیا جائے تو دوسرے ممبر کا حق ہو جائے گا کہ وہ اس آیت کا ترجمہ اپنے خیالات کے مطابق کرے۔

Marfat.com

خواجہ عبدالصمد نے کہا کہ میں اپنے دلائل کی تائید میں قرآن پیش کرنے کا حق رکھتا ہوں یہ قانون (ایجوکیشنل بل) ہماری تہذیب وتمدن پر حملہ کر رہا ہے۔ اسلام نے مخلوط تعلیم کی سخت ممانعت کی ہے۔ ہم موجودہ گورنمنٹ کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ ہمارے مذہب پر حملہ کرے۔

سر سکندر وزیر اعظم نے کہا۔ ہمارے ملک میں مسجدوں میں بچے اور بچیاں اکٹھی پڑھتی چلی آئی ہیں۔ پردہ کرنے یا نہ کرنے کے سوال میں آپ نے کہا کہ اس صوبے کی ۹۰ فی صدی عورتیں پردہ نہیں کرتیں۔ اسلام کی تاریخ میں ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا جب عورتوں کو اس وقت سخت پردے کا حکم دیا گیا ہو جتنا آج ہمارے مولوی صاحبان کے ذہن میں ہے۔

چودھری کرشن گوپال دت (مخالف پارٹی) نے کہا کہ میں مذہب کو موجودہ شکل میں ہندوستان کے لئے لعنت سمجھتا ہوں۔ اس قسم کی بیہودہ باتیں جس مذہب کے نام پر کی جاری ہیں مجھے اس کی حالت پر رحم آتا ہے۔

نواب مظفر خاں۔ صدر صاحب! آنریبل ممبر اسلام پر حملہ کر رہے ہیں۔

چوہدری کرشن گوپال دت۔ معاف کیجئے میں نے اسلام پر کوئی حملہ نہیں کیا۔ صرف اتنا کہا ہے کہ اگر اسلام وہی ہے جس کے پردے میں آج مولوی عبدالصمد اچھل رہے ہیں تو مجھے اس پر ضرور رحم آئے گا۔ اسلام کو درمیان میں نہ لائیے اور عوام کو تعلیم کی روشنی حاصل کرنے دیجئے۔

باجی رشیدہ (پر جوش لہجے میں) اسلام ہماری بنیاد ہے اسلام سیاست سے الگ نہیں۔ ہماری تمام حرکات وسکنات مذہب اسلام کے مطابق ہونی چاہئیں۔

میجر فرمان علی نے کہا کہ عورتوں کو پڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں یہ تو گھوڑیاں ہیں اگر یہ لکھ پڑھ جائیں گی تو بے لگام ہو جائیں گی۔ ان کے منہ میں تو ہر وقت لگام رہنی چاہئے۔ پڑھنے والی عورت یا لڑکی کا اخلاق درست نہیں رہ سکتا۔ پردہ کے بغیر یہ لڑکیاں باہر جاتی ہیں تو لڑکوں کو خراب کرتی ہیں۔

وزیر تعلیم (میاں عبدالحی) جناب یہ قانون دس دس گیارہ گیارہ سال کی بچیوں کے لئے ہے۔

باجی رشیدہ۔ یہ قانون پاس ہو گیا تو کئی ہیر رانجھے اور سسی پنوں پیدا ہو جائیں گے۔

وزیر اعظم۔ وہ پردے میں رہ کر زیادہ پیدا ہو سکتے ہیں۔

وزیر تعلیم نے کہا کہ میں پکا مسلمان ہوں میں اپنے اسلام کو اپنی تربیت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ میں خواجہ عبدالصمد کے اسلام کو اسلام نہیں سمجھتا۔ ہندوستان کی آبادی کا ایک حصہ ان مولویوں کی مہربانی سے تعلیم کی روشنی سے محروم رہ گیا۔"

(زمزم لاہور)

مسلمانوں کو جو دشواریاں قرآن کے سمجھنے اور حقائق اسلام تک رسائی حاصل کرنے میں پیدا ہو رہی ہیں اس کا ایک ہی حل ہے یعنی قرآن کو اس ترتیب سے سمجھا جائے جس ترتیب سے خود خدا نے اسے نازل فرمایا ہے۔ پنجاب اسمبلی کے فاضل قانون ساز غالباً یہ جانتے ہونگے کہ ہر قرن میں سینکڑوں نہیں ہزاروں اہل علم نے قرآن کریم اور اسلام کو سمجھنے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور انھوں نے پوری دیانت کے ساتھ یہ کوشش بھی کی ہے کہ اپنی عمریں صرف کرنے کے بعد جو کچھ وہ سمجھے ہیں، اسے دوسروں کو بھی سمجھا دیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ہر زمانے میں ایسے بزرگ بھی رہے ہیں جنھوں نے اپنے زمانے کی علمی (سائنسی) ترقی کے ساتھ قرآن کے نظریۂ کائنات و اخلاق کو ہم آہنگ بنانا چاہا ہے۔

Marfat.com

گویا حقائق قرآنی کی کسوٹی سائنس و علوم مادیہ ہی ہیں۔ مثال کے طور پر ہم ذیل میں وہ تبصرہ درج کرتے ہیں جو جدید قرآنی لٹریچر کے سلسلہ میں ۳ر جون ۱۹۴۷ء کو "مدینہ" میں شائع ہوا ہے اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم طریقوں پر حقائق و معارف قرآن تک پہنچنے کی کوشش اب تک جاری ہے۔

"یہ کتابی سائز کے ۲۷ صفحات کا ایک رسالہ ہے اور مولانا فراہی کے ان تین اہم رسالوں میں سے ایک ہے جو انھوں نے قرآنی مشکلات کو حل کرنے کے لئے تصنیف فرمائے تھے اور جو صحیح معنوں میں کلید قرآن کہے جا سکتے ہیں۔ قرآن مجید کا تحقیقی مطالعہ کرنے والوں کو جن ابتدائی دشواریوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے وہ زیادہ تر الفاظ، اسالیب اور تاویل سے تعلق رکھتی ہیں۔ جب تک الفاظ کے معنی اس طرح معلوم نہ ہوں کہ ان کے حدود و لوازم اور اضداد و متشابہات وغیرہ کے امتیاز میں کوئی دشواری نہ ہو سکے، اسالیب قرآن سے اتنی گہری واقفیت نہ ہو کہ ان کے باریک فرقوں کی اچھی طرح تمیز کی جا سکے اور سب سے آخر میں جب تک تاویل و تفسیر کی گمراہیوں اور اس کے اصول اور طریقوں پر مبصرانہ نظر نہ ہو اس وقت تک ناممکن ہے کہ قرآن کا کوئی مطالعہ کرنے والا اس کی کسی ایک آیت کا صحیح مفہوم متعین کر سکے۔

اسی چیز کو پیش نظر رکھ کر مولانا فراہی نے مفردات القرآن، اسالیب القرآن اور اصول التاویل کے نام سے یہ تین رسالے تصنیف کئے تھے"

غرضکہ ایک طرف تو یہ عالم ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل اسلام کے بنیادی کتاب کے تاریخی ارتقاء سے ناواقف ہیں۔

دوسری طرف علماء کرام بھی جو کوششیں کر رہے ہیں وہ صرف یہاں تک ہیں کہ اردو زبان میں قدیم مفسروں کے خیالات کو ادا کریں۔ اور اُن ہی راہوں کی پیروی کریں جو آج کل کے اقتصادی اور تاریخی نظریات سے کسی طرح ہم آہنگ نہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ ہندوستان میں ایک نئی آواز سوتوں کو جگانے کے لئے بلند ہو چکی ہے۔ اور ان اوراق کے پریس میں جانے سے پہلے ایک پروگرام بھی عامۃ الناس کے سامنے آگیا ہے مجھے یقین ہے کہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فلسفہ میں کافی شہادت اس چیز کی پائی ہوگی کہ قرآن کریم کا سمجھنا بغیر ترتیب نزول جانے ہوئے ناممکن ہے۔ اس لئے کہ تاریخ کا صحیح مطالعہ ترتیب ہی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اور انقلاب کی کیفیتوں کو سمجھنے کے لئے اُن احوال کا ذہن میں تاریخی ترتیب سے مرتب ہونا ضروری ہے جو انقلاب کے آنے سے پہلے کسی قوم میں موجود ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا کے پروگرام ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں قرآن کے تاریخی مطالعہ کا نتیجہ ہیں اس کی نقل یہاں اس لئے درج کرتا ہوں کہ دنیا کا ایک عظیم الشان عالم اور حکمت اسلامیہ کا ماہر قرآن کریم کو صحیح طور پر سمجھنے کا جو طریقہ تجویز کرتا ہے، اس سے آپ بھی محروم نہ رہیں۔

اسلام کے عالمگیر انقلابی پروگرام کی تاریخ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی بطور امام انقلاب

قرآنی انقلاب کا پہلا مرکز

فاران پر ابر رحمت برسا جس نے انسانیت کو ظلم و جہالت سے بچانے کے لئے بین الاقوامی انقلاب کا مستقل پروگرام قرآن عظیم

جیسی کتاب اللہ میں محفوظ کردیا جس نے اس بیابان میں ایک پرانے بیت اللہ کو اجتماعی تنظیم کا ایسا مرکز بنایا جہاں سے دنیا میں انقلاب سیلاب در سیلاب آتے رہیں گے۔

سب سے پہلے سیلاب میں مشرق کے بڑے بادشاہ کسریٰ اور مغرب کے بڑے امپراطور قیصر کی سرمایہ داری اور سلطانی خس و خاشاک کی طرح بہہ گئی۔ اور ان فرعون نما سلاطین کے تقاتل وطغیان سے عاجز آنے والے انسانوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

تاریخ اس واقعہ کو نہیں بھول سکتی کہ اس انقلاب عظیم کے پہلے تعمیری پروگرام سے دنیا کم وبیش پانچسو سال تک مستفید ہوتی رہی۔ آئمہ قریش کو اللہ تعالیٰ نے شام و عراق میں نئی دنیا کی تعمیر کے لئے متمکن کیا۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ اس سلسلے کے بعض افراد اپنی حیوانی تقاضوں میں مسرف ثابت ہوئے اور ان کے عہد میں ظلم کی انتہا نہ رہی۔ مگر سابقین اور معتدلین کا مجموعی افادہ ان ظالموں کے ظلم پر غالب رہا۔

اس انقلاب کا دوسرا مرکز

اس پہلے عربی دور سے دنیا کو یہ فائدہ عظیمہ بھی حاصل ہوا کہ اس میں اپنا مرکز بنا کر کام کرنے کی صلاحیت آگئی۔ کسریٰ کے قلمرو میں بسنے والی عجمی اقوام نے اس عالمگیری برادری میں شامل ہو کر ترقی کی نئی امنگ اپنے اندر پیدا کرلی۔ ان کی فارسی زبان نے بغداد میں عربی سے بین الاقوامی دعوت کا سبق سیکھ کر بخارا کے راستے سے غزنی کو اپنا نشیمن بنایا۔

ہمارا خیال ہے کہ قرآن عظیم کی آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ میں جس قوم کی طرف اشارہ ہے اس کا مصداق اسی غزنی کے فارسی مرکز کو قرار دینا چاہیئے۔

غزنی ایران اور ہندوستان کی قدرتی حد فاصل پر واقع ہے۔ اس لئے مشرق کا یہ مرکز ہمارے ملک میں اعجاز کا کام کرگیا ویدانت فلاسفی کی غلط تفسیروں سے جس قدر ضعف ہندوستانی ذہنیت میں پیدا ہوا تھا غزنی کی تجدید نے اُسے دور کردیا۔ فردوسی نے شاہنامہ لکھا جس میں ذوالقرنین جیسے اولوالعزم بادشاہ پیدا کرنے والی آریائی سوسائٹی کی تاریخ کو ہندو فلاسفی کی عقلیت سے وابستہ کردیا

حکیم سنائی نے "حدیقہ" میں اور مخدوم علی ہجویری نے "کشف المحجوب" میں اسی فلاسفی کی اصلاح و تکمیل کو مقصد بنایا۔ ہمارے ملک کی طبعی استعداد میں اس علم و حکمت کی تشنگی مضمر تھی۔ اس نے آگے چل کر عربی آمیز فارسی کو اس براعظم کی سیاسی و علمی زبان بنادیا۔

غزنی کی مرکزیت کا اثر تھا کہ "شاہنامہ" کے ساتھ سعدی کی "گلستان" و "بوستان" بطور مبادی رائج ہوئیں مخدوم علی الہجویری کی نیابت امام معین الدین اجمیری اور ان کے خلفاء کے حصے میں آئی۔ "حدیقہ" میں جس علمی ارتقاء کو شروع کیا تھا۔ "مثنوی معنوی" اس کی آخری منزل قرار پائی۔

غزنی کے مرکز کو مسیحی تقویم کے دوسرے ہزار کی ابتداء سے خصوصی تعلق ہے۔ جب کبھی اس تقویم میں سے پہلا ہزار نکال دیا جائے گا۔ اس انقلاب کی تقویم بن جائے گی۔ اسے ہم **ہندی تقویم** کہتے ہیں۔

اس انقلاب کا تیسرا مرکز

غزنی سے چل کر دو سو برس میں یہ تحریک لاہور کے راستے سے دہلی پہونچی۔ دہلی جو اندرپرست کا دوسرا نام ہے۔ تاریخ انسانیت میں ایتھنز، روما، اور بابل جیسے اول درجے کے مراکز میں شمار ہوتی ہے۔ یہاں آکر تحریک اپنے معراج کمال کو پہونچی۔

قطب الدین ایبک اور شہاب الدین بختیار کاکی سے محی الدین عالمگیر اور قطب الدین ولی اللہ تک

Marfat.com

پانچسو برس میں دنیا نے اس تحریک سے کیا فائدہ لیا؟ افسوس ہے کہ اس پر پوری روشنی ڈالنے کا سامان ہند کی پرانی تاریخ کی طرح ہمیں آسانی سے میسّر نہیں آتا اور نہ حضرت محمد باقی باللہؒ اور جلال الدین اکبر کے جانشینوں کے تسلسل سے انسانی اجتماعیت کے کتنے چاک دہلی نے رفو کئے۔ اور دنیا کی آج کی ترقی پر اس کا کیا احسان ہے۔ اسے ایسا جلدی نہیں بھلایا جا سکتا۔ استاذ ذکاء اللہ دہلوی کی تاریخ ہند میں اکبری تقنین پر دو صفحے پڑھنے سے آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

دہلی بطور مرکزِ انقلاب

یہاں پر چند کلمات دہلی کے مرکز پر لکھنے سے قلم نہیں رکتا۔ بغداد میں عربی اور فارسی دو زبانیں بولی جاتی تھیں۔ زوال بغداد پر عربی قومیں قاہرہ میں جمع ہو گئیں اور فارسی بولنے والی قوموں کا مرکز دہلی بن گیا۔ ایک وقت ایسا بھی آچکا ہے کہ پچاس کے قریب آوارہ وطن شہزادے دہلی کے مہمان رہ چکے ہیں۔

غزنی کی عربی آمیز فارسی اور ہندوستان کی ہندی کے ملاپ سے دہلی کی اردوئے معلّٰی پیدا ہوئی۔ جس میں بین الاقوامی زبان بننے کی صلاحیت اعلیٰ درجہ پر مضمر ہے۔ یہی زبان ہماری تاریخی بین الاقوامیت کی یادگار رہے۔ دہلی کی حکمت اور دہلی کی زبان ہمارا قومی نشان ہے ؎

ہے مرا نام و نشاں، نام و نشانِ دہلی

امام ولی اللہ دہلویؒ

ہم آج تختِ طاؤس اور فتاویٰ عالمگیری پر توجہ دلانا نہیں چاہتے۔ ہمیں فقط اس حکیم کا تعارف کرانا مقصود ہے۔ جو فلاطون کا ہم رتبہ یا اس سے بھی بلند مرتبہ تھا وہ کہتا ہے ؎

علی امن می شناسم ایں گہر و زدان حکمت را
فلاطوں آہ گرمی دید یونانے کرن دارم (التفہیمات)

امام عبدالعزیز دہلوی سے منقول ہے کہ ارسطو نے افلاطون کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے الہٰ تا لفّ او انسان تالہ۔ ہمارے خیال میں یہ امام ولی اللہ دہلوی کی علو شان کی طرف اشارہ ہے۔

شاہ عبدالعزیز کو اپنے والد سے وہی نسبت تھی جو ارسطو کو افلاطون سے یا امام ابو یوسف کو امام ابو حنیفہ سے مانی جاتی ہے۔

ہم آج دہلی کے اس حکیم کا تعارف کرا رہے ہیں جس نے "دہلی میں" دورِ خلافت راشدہ اور دورِ نبوّت کی شرح تدوین کرنے کی صلاحیت پیدا کر دی۔ اس رتبۂ بلند پر نہ لاہور پہنچ سکا نہ غزنی۔ وہاں تک نہ بخارا کی رسائی ہوئی نہ بغداد کی۔

امام قطب الدین ولی اللہ احمد دہلوی کے زمانے سے ہمارا وطن اس قدر فتن و محن میں مبتلا رہا ہے کہ خالص علمی مشاغل کے لئے اعلیٰ درجہ کی جماعتوں کا پیدا ہونا ناممکن ہو گیا۔ ایسی حالت میں اگر اعلیٰ افراد کا تسلسل ہی قائم رہ سکا۔ تو اسے نعمتِ غیر مترقبہ سمجھنا چاہئے۔

حضرت شیخ الہندؒ

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی نے ہمیں ان حضرات سے تعارف کرایا۔ انھوں نے جمیعت الاقوام کے سلسلہ میں درجۂ تکمیل کا افتتاح کیا۔ ہماری جماعت کو "حجۃ اللہ البالغہ" کا درس دیا۔ خلافتِ عثمانیہ کے تنزل سے یہ سلسلہ آگے بڑھنے سے رک گیا اس انقلاب کے سکون پذیر ہونے پر جو نئی علمی تحریک دہلی میں مستقر ہوئی وہ جامعہ ملیہ ہے۔

Marfat.com

اتفاقات تقدیر کا نتیجہ سمجھنا چاہیے کہ جامعہ ملیہ کے افتتاح کے لئے حضرت شیخ الہند ہندوستان میں واپس پہنچ گئے۔

عرصہ سے میری تمنا رہی کہ حضرت مولانا شیخ الہند کی یادگار جامعہ ملیہ دہلی میں قائم ہونی چاہیئے۔ اور وہ "احیاء حکمت ہندیہ" یا "احیاء حکمت دہلویہ" یا "احیاء حکمت ولی اللہیہ" کی صورت میں ہو۔

جامعہ ملیہ

الحمد للہ کہ جامعہ ملیہ نے اس تجویز کو منظور کر لیا ہے۔ اور پھر اسے شائع کر دیا ہے۔ اس تجویز کی روح جو ہمارے ذہن میں راسخ ہے۔ اسے ہم آسانی سے کاغذ پر نہیں لکھ سکتے۔ بالتدریج واضح کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے

اس وقت اس کا ایک پہلو سمجھنے کے لئے اسے تین مراحل میں تقسیم کر دینا چاہیئے:-

(۱) یورپ کا انقلاب اور اس کی حکمت سمجھنا

یورپ نے گذشتہ دو سو برس میں فلسفہ اور سائنس میں ایسی ترقی کر لی ہے۔ جس سے کسی ملک و وطن کا متاثر نہ ہونا غیر ممکن ہے۔ خصوصاً ہمارا وطن جو ایک اوّل درجے کی یورپی دولت کا تابع رہا ہے وہ اس تحریک سے متعارف بھی ہو چکا ہے۔

ہمارے ملک میں یہ استعداد موجود ہے کہ کسی ہندوستانی یونیورسٹی کا گریجویٹ جو اکنامکس (اقتصادیات) کا مطالعہ کر چکا ہو اس انقلاب کی حقیقت آسانی سے سمجھ لے۔ البتہ اس کے لئے انگریزی جاننا ضروری ہے

(نفٹ) ہم نے ترقی یافتہ ہندوستانی یعنی اردو کو آگے بڑھانے کے لئے اس کے ساتھ انگریزی کا ضمیمہ لگا دیا ہے۔ ہم انگریزی کی ضرورت اس لئے محسوس کرتے ہیں۔ کہ وہ ایک انٹرنیشنل (بین الاقوامی) زبان ہے۔

جس قدر اردو کی بین الاقوامیت متوالی جائے گی۔ اسی قدر انگریزی سے بے نیازی ہوتی جائے گی۔

اس موضوع پر ہمارا مفصل پروگرام کسی دوسرے موقعے پر سنئے گا۔

(۲) قرآن عظیم نے بین الاقوامی انقلاب کا جو پروگرام بنایا ہے اسے شاہ ولی اللہ کے فلسفے اور حکمت کی روشنی میں سمجھنا

اس کے لئے "حجۃ اللہ البالغہ" "ازالۃ الخفاء" "البدور البازغہ" وغیرہ کتابیں پڑھنا ضروری ہیں۔

اگر دیوبند کا فارغ التحصیل شاہ ولی اللہ کی کتابیں پڑھنے کے لئے مستقل وقت صرف کرے تو بہت تھوڑے عرصے میں اس مرحلے سے بآسانی گزر سکتا ہے۔

اور اگر ایک گریجویٹ اور ایک فاضل مل کر مطالعہ کریں اور یورپ کے انقلاب اور شاہ ولی اللہ رحمہ کے انقلاب کے نظریات متعین کر کے لادینی انقلاب اور دینی انقلاب کے علل و اسباب پر غور کریں۔ دونوں کا مابہ الاشتراک اور مابہ الافتراق سمجھ لیں۔ تو اس مطالعے کی تکمیل ہو جائے گی۔

(۳) اس کے بعد قرآن عظیم کا مطالعہ انقلابی نقطۂ نظر سے جاری رکھنا اور اوامر و نواہی پر عمل کرنے کے لئے مدنی دور کے اس اجتماعی نمونے کو جو موطا امام مالک رح میں منضبط ہے کافی سمجھنا۔ اس فن کی تکمیل اور اس کی امامت کو شاہ ولی اللہ کی ذات میں منحصر ماننا

جامعہ ملیہ میں صلاحیت ہے کہ وہ اس تحریک کا علمی مرکز بن سکے۔ ایک ایسے طالب کو جو علمی تحقیق کا شیدا ہو ضروری امداد دے۔ اس میں تخب دلپسند استادوں کا اچھا مجمع موجود ہے۔ یورپ کے اہل علم سے ملنے کے بعد

Marfat.com

شاہ ولی اللہ کے فلسفے کی حقیقت ہم پر منکشف ہوئی ہے۔ اس کی بنیاد پر وطنیت اور ادیان کے تنازعے رفع کرنے کے لئے ہم ایک نیا تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان طالب علموں کی ضروریات کے لئے جو مختصر مقدار میں روپیہ جامعہ کو مطلوب ہے۔ کیا اتنے بڑے کام کے لئے ملک کا سمجھدار اور متمول طبقہ پیش پیش رہیگا۔ فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔

افسوس ہے کہ اواخر ۹۴۰ھ (۱۹۴۰ء) تک، ملک کے "سمجھدار اور متمول طبقہ" نے بیت الحکمہ کے طلبہ کے لئے کوئی توجہ نہیں کی اسی لئے صرف مستطیع طلبہ کی ایک مختصر سی جماعت کے علاوہ بہت سے اہل ذوق حضرت مولانا عبید اللہ مدفیوضہم کے خطبات سے محروم رہیں گے ہمیں امید ہے کہ بیت الحکمہ میں جو لکچر دیئے جائیں گے وہ وقتاً فوقتاً کتابی صورت میں شائع ہوتے رہیں گے۔ تاکہ ہندوستان کے باشندے اسلام کی تاریخی اور ہندوستانی اہمیت کو سمجھ سکیں اور اسلام و ہندوستانی فلسفہ کا تمدن ہند میں صحیح مقام مقرر کر سکیں۔

کتاب گھر، الٰہ آباد کی فرمایش پر ہم نے یہ طے کیا۔ "اسلام کے حقیقی و بنیادی خط و خال" کے متعلق تین کتابیں جلد از جلد شائع کر دی جائیں تاکہ جو اصحاب اسلام و بانی اسلام کے متعلق صحیح تاریخی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ پورے طور پر ان کتابوں کے ذریعہ سے حاصل کریں۔

(۱) **اسلام کا پس منظر**:۔ یعنی عرب قبل از اسلام کے ادیان و توہمات

(۲) **ترتیب نزول قرآن کریم**:۔ یہ وہ بنیادی کتاب ہے جس کے ذریعہ سے قرآن کا صحیح تاریخی مطالعہ بغیر کسی تفسیر یا غریب القرآن کے کیا جا سکتا ہے۔

(۳) **سیرت محمد** (صلعم) اس سیرت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی بنیادیں قرآن کریم پر ہیں۔ اور سیرت کے سلسلہ میں پورا قرآن اس ترتیب سے بیان کر دیا گیا ہے جس ترتیب سے آنحضرت کی زندگی میں وہ نازل ہوا اور اس کی ضرورت ہوئی۔ اس طرح اس سیرت کے مطالعہ سے نہ صرف اسلام کا دیگر مذاہب سے تقابلی مطالعہ کیا جا سکتا ہے بلکہ خود اخلاقیات و سیاسیات اسلام کا تدریجی ارتقا ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

سب سے پہلے ترتیب نزول قرآن کریم شائع کی جا رہی ہے۔ اس کے بعد سیرت محمد (صلعم) اور آخر میں اسلام کا پس منظر شائع ہوگا۔ مؤخر الذکر دونوں کتابیں کافی ضخیم اور دلچسپ ہیں۔

محمد اجمل خان

کلکتہ دسمبر ۹۴۰ ہندی
مطابق دسمبر ۱۹۴۰ عیسوی

Marfat.com

ترتیب نزول قرآن کریم

۱۔ تمہید

قرآن کریم کی مختلف سورتوں کی تاریخی ترتیب، یا ترتیب نزول معلوم کرنا آسان کام نہیں۔ قرآن کے مکی حصہ میں جو پورے قرآن کا دو ثلث ہے، بہت ہی کم تاریخی اشارے پائے جاتے ہیں۔ مدینہ میں بھی اس زمانے کی تاریخ کا بہت کم ذکر ہے۔ جو لوگ قرآن کے زمانہ میں موجود تھے۔ اُن میں سے کسی کے نام نہیں پائے جاتے۔ سوائے ابولہب کے (جو ایک لقب یا کنیت ہے) اور زید کے (جو آنحضرت کے متبنٰی بیٹے سمجھے جاتے تھے) قرآن کی یہ خاص چیز ہے کہ دوست دشمن یکساں طور پر حذف کر دئے گئے ہیں۔ اب ہم تاریخوں، تفسیروں اور حدیثوں کی مدد سے ان اشخاص اور مقامات کے متعلق صرف قیاساً کچھ کہہ سکتے ہیں جن کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے یا جو اس وقت موجود تھے۔ ان مشکلوں کی وجہ سے ہمیں قرآن کے مختلف حصوں کو تاریخی سلسلہ سے مرتب کرنا دوگونہ مشکل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیعوں کی اکثریت کا یہ عقیدہ ہے کہ اصلی قرآن جس میں ترتیب نزولی ہے آخری امام کے پاس ہے جو دنیا کے ختم ہونے کے قریب آئیں گے اور مومنین پر اصلی قرآن ظاہر فرمائیں گے۔ برخلاف اس کے سنیوں کا عقیدہ سا ہو گیا ہے کہ موجودہ قرآن کی تاریخی ترتیب محال ہے۔ اور اسی خیال سے انھوں نے اس کی کبھی کوشش ہی نہیں کی دونوں فرقے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عکرمہ نے محمد بن سیرین سے کہا کہ انسانوں اور جنوں کی مجموعی طاقت سے یہ باہر ہے کہ قرآن کو شان نزول کے مطابق مرتب کیا جا سکے۔ (دیکھئے اتقان۔ جزء اول صفحہ ۵۰)

ہم جانتے ہیں کہ سوائے چند ضعیف روایتوں کے جمع کرنے کے، اب تک گذشتہ تیرہ سو سال کے اندر قرآن کی تاریخی ترتیب کے متعلق کوئی معتدبہ کام نہیں ہوا، گو ہر سال ایک سے زیادہ تفسیریں صرف اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ قرآن کی مبہم چیزوں کو واضح کریں یقیناً یورپ کے محققین قابل داد ہیں کہ انھوں نے سب سے پہلے اس امر کی کوشش کی کہ قرآن کی سورتوں کو ایک قسم کی تاریخی ترتیب دیں۔ لیکن ان میں سے بلا استثناء ہر ایک کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور انھوں نے سچے محققوں کی شان کو

Marfat.com

قائم رکھا۔ اور اپنی ناکامی کا اعتراف کرلیا۔ اس کے بعد ان میں سے بعض نے قرآن کے مختلف حصوں کو باعتبار سجع، یا باعتبار طرز بیان آنحضرت، جمع کرنا شروع کیا۔ چند ہندوستانیوں نے بھی ایک دوسرے قسم کی قابل تعریف کوشش کی۔ یعنی انھوں نے مضامین قرآن کو مختلف عنوانات کے ماتحت مختلف ابواب میں جمع کر دیا۔ اس طرح کسی مضمون کے متعلق جتنی متفرق آیتیں قرآن میں موجود ہیں وہ سب ایک ہی جگہ مل سکتی ہیں اس طرح محمد علی کربلائی نے دو ہادیہ قطب شاہی تالیف کی اور گولکنڈہ کے سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے نام معنون کی۔ گذشتہ صدی میں یہی کام پنجاب کے مولانا عبید اللہ نے کیا اور سیٹھ یعقوب حسن مرحوم کو مدراس میں سیاسی قیدی ہونے کی وجہ سے اتنا وقت ملا کہ وہ بھی تبویب قرآن کر سکے اور حال ہی میں مولوی وحید الزماں حیدر آبادی نے ۱۹۳۶ء میں قرآن کی تبویب کی ہے۔

قرآن کے پورے الفاظ کا ایک ایسا مکمل لغت جس میں پاروں اور رکوعوں کا حوالہ دیا گیا ہے عالمگیر کی حکومت کے چونتیسویں سال ۱۶۹۱ء میں مصطفےٰ افغان ولد محمد سعید نے تیار کیا۔ یہ محمد اعظم شاہ پسر اورنگ زیب عالمگیر کے اُستاد تھے۔ اس کتاب کا نام نجوم الفرقان ہے اور لوہے کے ٹائپ میں ۱۲۱۶ء میں شائع ہو چکی ہے اور حال میں دوبارہ پنجاب سے شائع ہوئی ہے۔ اس قسم کی بعض اور کوششیں مصر میں بھی کی گئی ہیں۔

لیکن اس پوری مشقت اور لٹریچر کی مدد سے بھی ہم اسلام کی بنیادی کتاب ——— یعنی قرآن کریم کو محض اس لئے نہیں سمجھ سکتے کہ اس کی مختلف سورتیں تاریخ نزول کے مطابق مرتب نہیں ہیں۔ قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ ترتیب قرآن کی وجہ سے جو اختلاف آرا پیدا ہو گیا ہے اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟ اس کا جواب زیادہ تر اس زمانے کی تاریخ سے متعلق ہے (دھندا)

رسول کریم کی تیرہ سالہ مکّی زندگی مکّہ کی مالدار جماعت سے جدّوجہد کرنے میں گذری۔ حتیٰ کہ آپ مدینہ ہجرت کر گئے۔ یہاں آپ دس سال تک زندہ رہے۔ اور یہ زمانہ بھی کبھی مکّہ والوں سے جنگ کرنے میں گذرا اور کبھی مدینہ کے یہودیوں سے، اور کبھی اُن نام نہاد مسلمانوں سے جو مدنی تھے اور آپ کے پوشیدہ طور پر جانی دشمن تھے۔ اگر کوئی معمولی انسان ہوتا تو اتنی جسمانی اور دماغی محنت اس کا کام تمام کرنے کے لئے کافی تھی۔ لیکن آپ نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں زندہ رہوں گا اور اپنی زندگی میں اپنے کام کا مکمل دیکھوں گا۔ آپ نے مکّہ فتح کر لیا۔ یہودیوں کو جلا وطن کر دیا۔ منافقوں کو خاموش کر دیا۔ اور "جبل رحمت" کا خطبہ، میدان عرفات کے عظیم الشان اجتماع کے سامنے دینے کے بعد، اطمینان سے ۲۳ سال کی مجاہدانہ زندگی کو ختم کر دیا۔

پھر جناب ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوئے۔ انھیں کام کو پورا کرنا تھا۔ اور پرچم اسلام کو سربلند دیکھنا تھا۔ وہ خدا کے رسول نہیں تھے لیکن وہ محمد عربی کے پیغامبر تھے۔ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے آنحضرت کے مقصد تبلیغ کو سمجھا تھا۔ اب یہ اُن کا کام تھا کہ خدا کی مرضی کی اسی طرح ترجمانی کریں، جس طرح اب تک آنحضرت نے کی تھی۔ اس انقلاب میں جس کی بنیاد آنحضرت نے ڈالی تھی صدیق اعظم نے نہایت ہی جوش کے ساتھ کام کیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ مکّہ کی تیرہ سال کی جدوجہد کی غایت یہ تھی کہ ایسے افراد کی ایک جماعت تیار ہو جائے۔ جن میں کسی بلند نصب العین کے لئے قربانی و ایثار کی روح موجود ہو۔ مکّہ کی اخلاقی تعلیم کو بار بار صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے نام سے مکّہ میں سمجھایا گیا تھا۔ مدینہ میں آکر

Marfat.com

ان ہی اصطلاحات میں وسعت پیدا ہوگئی۔ اور دوسرے محاسن اخلاق بھی ان ہی میں سما گئے۔ اس طرح ہم کی تعلیم کو اخلاقی اور مدنی تعلیم کو سیاسی زمانۂ اسلام کہہ سکتے ہیں۔ بڑی حد تک خود آنحضرت نے انقلاب کو مکمل کر دیا تھا۔ تاہم اسلام کے اصول ان لوگوں کی سمجھ میں پورے طور پر نہیں آسکے تھے۔ جو آپ کی فرمانبرداری کا کلمہ پڑھنے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں عام الوفود میں مدینہ آئے تھے۔ واقعہ بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر یہ خیال کرتا کہ محمد (صلعم) ایک سردار ہیں جنھوں نے کو فتح کر لیا ہے، جو عربوں کا قدیم بتخانہ تھا۔ اس لئے آپ کی اطاعت کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ ہمیں تجارتوں، میلوں اور حجوں کی آزادی ہے یہی وجہ تھی کہ آنحضرت کے وفات کے بعد ہی پورے عرب نے خلیفہ کی اطاعت سے محض اس لئے سرتابی کی کہ وہ بھی وہ ہی حدود و حقوق قائم رکھنا چاہتے ہیں جو آنحضرت نے قائم فرمائے تھے۔ اور اسلام کی پوری عمارت میں ایک زلزلہ سا آگیا۔ عربوں نے نہ صرف خلیفہ رسول کے خلاف بغاوت کر دی (جو زکوٰۃ وصول کرنا چاہتے تھے) بلکہ خود خدا کے خلاف بھی علم بغاوت بلند ہو گیا۔ جو پانچ مقررہ اوقات میں صلوٰۃ کا حکم دے رہا تھا۔

مرتدوں نے اس کا یہ حل سوچا کہ صلوٰۃ و زکوٰۃ منسوخ کر دی جائیں۔ پہلی چیز کو وقت کا اور دوسری چیز کو مال کا ضیاع تصور کیا گیا۔ مال اور وقت کا بہترین مصرف قمار بازی اور شراب خواری سمجھا گیا۔ اور آخر ایسے شخص کی کیوں اطاعت کی جائے جو خود پیغمبر نہیں بلکہ صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکامات کا ترجمان ہے!

پورے عرب میں بدامنی عام ہوگئی۔ چند مسلمان (؟) ایسے بھی تھے جو خلیفہ کی اطاعت اس شرط پر کرنے کو تیار تھے کہ زکوٰۃ منسوخ کر دی جائے۔ جھوٹے دعویداران نبوت پیدا ہو گئے۔ انھوں نے اسلامی عبادت اور ٹیکس کو منسوخ کر دیا۔ مسلمانان مدینہ سب سے الگ رہ گئے۔ حتیٰ کہ جناب عمرؓ نے اور دوسرے صحابیوں نے جناب ابوبکرؓ کو نرمی اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ اس پر خلیفہ وقت نے سختی سے فرمایا کہ "عمر! تم جاہلیت میں تو بہت مستقل تھے۔ اب کیا ہو گیا کہ مسلمان ہوتے ہوئے کمزوری کا اظہار کر رہے ہو؟ میں بہ قسم کہتا ہوں کہ تلوار کی دھار کے ذریعہ سے زکوٰۃ وصول کروں گا خواہ وہ اتنی معمولی ہی چیز کیوں نہ ہو جیسے اونٹ باندھنے کی رسّی"۔ مرتدوں کے خلاف ایک خونریز جنگ کی گئی اور پورا ایک سال اور ہزاروں مسلمانوں کی شہادت کے بعد مجرموں کو دوبارہ معقول راستہ پر لایا گیا۔

صرف یمامہ کی لڑائی میں سات سو حافظ قرآن شہید ہوئے۔ یہ لڑائی مسیلمہ کے خلاف کی گئی تھی بہر حال شہدا کا خون ضائع نہیں کیا گیا۔ اس سے نہ صرف اسلام ہی بچا بلکہ قرآن بھی محفوظ ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے قرآن کو مختلف حصوں کو ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور سب مسلمانوں نے کاتبین قرآن کی حتی المقدور مدد کی۔ قرآن متعدد کھال یا جھلّیوں پر لکھا گیا۔ (اسے رق) کہتے ہیں اور خلیفہ وقت کی امانت میں رکھ دیا گیا۔

اس اثنا میں مسلمانوں کو دنیا کی زبردست شہنشاہیوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ ایک طرف ایرانی اور دوسری طرف رومن شہنشاہی یا سامراج تھا۔ مسلمانوں نے اپنی جانوں کی بازی لگا کر نہ صرف فتح حاصل کر لی بلکہ دو وسیع شہنشاہیتوں پر قابض ہو گئے۔ لیکن عین اُس وقت جبکہ قیصر ہرقل شام میں شکست کھا کر فرار ہو رہا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے وفات پائی۔ آپ نے صرف ڈھائی سال خلافت کی اور آپ کے خلیفہ حضرت عمر فاروق قرار پائے

اب قرآن کا مجموعۂ اوراق حضرت عمرؓ کی تحویل میں آگیا۔ آپ نے اسلامی دنیا میں ساڑھے دس برس خلافت

کی خدمت انجام دی۔ آپ کی خلافت میں اسلام کے لشکر نے ۲۲ لاکھ ۵۱ ہزار مربع میل زمین اسلامی مفتوحات میں اضافہ کی۔ اور اسی زمانہ میں بہت سے سیاسی اور سوشل ادارے قائم ہوئے۔ مثلاً ملکی اور فوجی دفاتر، فوجی چھاؤنیاں اور بیت المال وغیرہ۔ اگرچہ موخر الذکر کی ابتدا اس سے پہلے ہو چکی تھی۔ آپ نے اپنی اولاد کو خلافت کی طلبگاری سے روک دیا۔ اس لئے کہ یہ کوئی موروثی عہدہ نہ تھا۔ اس زمانہ میں مسلمانوں نے اپنی قرآن کی جلدیں مرتب کر لی تھیں۔ اور سورتوں کی ترتیب سب میں یکساں نہ تھی۔ بعض کے پاس صرف ضروری سورتیں ہی تھیں اور ایسے مجموعوں کا انتخاب صرف کاتب کی پسند یا حافظہ پر منحصر تھا۔ چونکہ قرآن کی سورتوں کی قرأت روزانہ پنجگانہ نمازوں میں غرض تھی۔ یہ بھی رسم تھی کہ حملہ سے پہلے قرآن کے بعض حصے تلاوت کئے جاتے تھے۔ ایسے موقعوں پر زیادہ تر سورۂ انفال یعنی سورۂ بدر کی تلاوت ہوتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے خلافت کی طرف سے بہت سے معلم مقرر کر دیئے تھے جو مختلف قبائل میں قرآن کا لکھنا اور پڑھنا سکھلاتے تھے۔ اور ملکی خزانہ یعنی بیت المال سے اُن کی تنخواہیں دی جاتی تھیں۔

حضرت عمرؓ کے بعد تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنیؓ ۲۴ھ میں پہلی محرم کو مسند آرائے خلافت ہوئے بخلاف حضرت عمرؓ کے آپ نے اشراف قریش کو دور دراز مقامات کی حکومت میں زیادہ حصہ دیا۔ اس طرح ایک مخصوص جماعت پیدا ہو گئی جو اپنا حق سمجھ کر فتوحات کے شیریں پھلوں پر قبضہ جما بیٹھی۔ حتیٰ کہ انھوں نے خلافت پر قبضہ کرنے کی لہریں لگائیں۔ اس لئے کہ وہ قبیلۂ قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ اس نامناسب خیال کا لازمی نتیجہ یہ ہونا تھا کہ اندرونی نفاق بڑھ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۰ ذی الحجہ ۳۵ھ (۲۰ مئی ۶۵۶ء) کو حضرت عثمان غنیؓ شہید کر دیئے گئے۔ آپ نے اسلام کی سب سے بڑی یہ خدمت کی کہ قرآن کی مختلف قرأتوں کو دور کر دیا۔ اور اصلی قرآن (یعنی وہ قرآن جو ام المومنین حفصہؓ کی تحویل میں بعد وفات حضرت عمرؓ تھا) کی نقلیں کرا کے جملہ ممالک اسلامیہ میں شائع کر دیا۔

حضرت عثمانؓ کے قتل کی وجہ سے اسلامی افواج کا فاتحانہ اقدام رُک گیا۔ اور خونریز خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ شورش کرنے والوں نے حضرت علیؓ کو خلافت قبول کرنے پر مجبور کیا اگرچہ طلحہؓ اور زبیرؓ بھی اس منصب کے خواہشمند تھے۔ حضرت عثمانؓ کے قبیلہ کے افراد اُن کے خون کا بدلہ لینے کے لئے شور مچا رہے تھے وہ اس قتل کا الزام ان سب پر لگانے لگے جو خلافت کے خواہاں تھے یا جن کے ہاتھوں میں طاقت آ گئی تھی۔ امیر معاویہ اس شورش کے سردار تھے اور انھوں نے ہی زمانۂ جاہلیت کے خون کے انتقام کا سلسلہ کو دوبارہ زندہ کیا۔ آخر جو ہونا تھا وہ ہو کے رہا۔ حضرت علیؓ اور امیر معاویہ کے درمیان صفین کی لڑائی ہوئی۔ اور عین اس وقت جبکہ حضرت علی کی فتح ہونے والی تھی، عمرو بن العاص کی ایک ترکیب سے فتح شکست میں تبدیل ہو گئی۔ یہ خانہ جنگی حضرت علی کی وفات تک ختم نہ ہوئی۔ آپ کی شہادت ۲۱۔ رمضان ۴۰ھ کو واقع ہوئی۔

بغاوت اور انارکی (تاراج) کے اس دور میں حضرت علیؓ علوم قرآنیہ کی زیادہ خدمت نہ کر سکے۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے تین خلفاء کے پُرامن زمانہ میں آپ نے قرآن کو ترتیب نزول کے ساتھ جمع کر لیا تھا۔ اس قرآن کو آپ نے شائع نہیں کیا چونکہ آپ خود اُس قرآن کی سورتوں کی ترتیب کے پابند ہو گئے تھے جو ۱۱ھ میں جمع کیا گیا تھا۔ آپ نے نحو و بیان کے چند اصول بتائے تھے۔ یہ اصول بعد میں بنیادی اصول قرار پائے۔ وہ قرآن

Marfat.com

اور اسلام کے بہت بڑے جاننے والوں میں سے تھے ۔ وجہ یہ تھی کہ آپ سے زیادہ آنحضرت کے ساتھ کسی نے زندگی بسر نہیں کی تھی ۔

امیر معاویہ اور حسن رضؓ بن علیؓ کے درمیان سنہ ۴۱ھ میں ایک صلحنامہ ہو گیا ۔ اور حضرت علیؓ کے وفات کے چھ مہینے بعد ہی آپ میدان سیاست سے دستبردار ہو گئے تھے ۔ امیر معاویہ سنہ ۴۱ھ میں مسلمانوں کے حاکم ہو گئے اور ام المومنین حفصہ رضؓ بنت عمر رضؓ جن کے پاس اصلی قرآن کا مخطوطہ تھا اسی سال وفات پا گئیں ۔

بنی امیہ کی حکومت سنہ ۴۱ھ میں امیر معاویہ سے شروع ہوئی اور سنہ ۱۳۲ھ میں مروان ثانی پر ختم ہو گئی ۔ ۹۲ سال کا یہ زمانہ اس امر کے لئے کافی تھا کہ ان انقلابی تخیلات پر ایک گہرا پردہ ڈال دے ، جن پر اسلام کی عمارت کھڑی کی گئی تھی ۔ اس پورے زمانہ میں مضبوط سیاسی پارٹیاں ایک دوسرے کے خلاف کام کر رہی تھیں یہ عام رواج ہو گیا تھا کہ حاکم پارٹی کے لوگ برسر منبر دوسری پارٹی والوں کو برا بھلا کہیں ۔ موروثی بادشاہت کا خیال سب سے پہلے امیر معاویہ نے چلایا ۔ حضرت علیؓ کے معاون بھی خلافت کا اس بنا پر دعوے کرتے تھے کہ رسول اللہ کے خاندان ہی میں موروثی طور پر امامت جاری رہ سکتی ہے ۔ لیکن خارجی شیعیان علی اور شیعیان معاویہ دونوں کو اسلام سے خارج سمجھتے تھے حقیقت میں یہ ایک سخت قسم کی مسلمانوں کی جماعت تھی ۔ جو ہمیشہ اپنے نصب العین کے لئے اپنی جانوں کو قربان کرتی رہی ۔ حتیٰ کہ اچھی رہنمائی نہ ملنے کی وجہ سے بالکل ہی فنا کر دی گئی ۔ ان ہی خارجیوں کی ایک شاخ "عجاردہ" کہلاتی تھی ۔ اور ان کا عقیدہ تھا کہ "سورہ یوسف" قرآن کی سورت نہیں ہے ، اس لئے کہ یہ محض ایک "افسانہ" محبت ہے (دیکھئے ملل ۔ شہرستانی صفحہ ۱۳۱ ، ۶۲)

امیر معاویہ کو صرف قدما کی تاریخ سے دلچسپی تھی انھوں نے عبید بن شریہ الجرہمی کو تاریخ لکھنے کا حکم دیا ۔ یہ کتاب دائرۃ المعارف حیدرآباد نے سنہ ۱۳۴۶ھ میں شائع کر دی ہے اور اسی کے ساتھ کتاب التیجان مؤلفہ ابن ہشام بھی شائع کی ہے ۔

امیر معاویہ نے سنہ ۴۵ھ میں زید بن سمیہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا اور بعد میں سنہ ۵۱ھ میں کوفہ کا انتظام بھی دے دیا گیا ۔ وہ ۵۳ھ میں طاعون سے قضا کر گئے ۔ ان کی ولایت کے زمانہ میں ابو الاسود الدئلی (وفات سنہ ۶۹ھ) نے عربی گرامر کے قواعد بنائے ۔ وجہ یہ ہوئی کہ عجمی لوگ صحیح عربی بولنا نہیں جانتے تھے اور اکثر قرآن کو اس طرح پڑھ جاتے تھے کہ اصل معنی سے انحراف ہو جاتا تھا ۔ ابو الاسود نے مبادیات نحو حضرت علیؓ سے سیکھے تھے ۔ جنھوں نے اس فن کی ایجاد کی تھی ۔ یہ قرآن کی خصوصاً اور عربی زبان کی ایک بڑی خدمت تھی ۔ ابو الاسود نے لفظوں کے آخری حرفوں کے لئے اعراب بھی ایجاد کئے تھے ۔ فتحہ کے لئے حرف کے اوپر ایک نقطہ اور کسرہ کے لئے حرف کے نیچے ایک نقطہ اور ضمہ کے لئے حرف کے برابر ایک نقطہ لگانا شروع کیا تھا ۔ یہ نقطے دوسرے قسم کی روشنائی سے بنائے جاتے تھے تاکہ حرفوں کے اصلی نقطوں سے ان کی تمیز کی جا سکے ۔ آخر کار اس ایجاد کی اصلاح نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر نے حجاج بن یوسف کے حکم سے کی تھی ۔ جبکہ وہ خلیفہ عبد الملک کی طرف سے عراق کا والی تھا ۔ نصر اور یحییٰ ابو الاسود کے شاگرد تھے ۔ انھوں نے سنہ ۷۵ھ میں حرکات و اعراب میں اصلاح کی تاکہ وہ اسی روشنائی سے لکھے جا سکیں جس میں اصل تحریر ہو اور خلیل بن احمد نے ان اعراب و حرکات کو اس معیار پر قائم کر دیا جس پر وہ اب تک ہیں ۔ خلیل زیادہ تر عروض و قوافی کا ماہر سمجھا جاتا ہے ۔ یہی وہ شخص ہے جس نے عربی کی سب سے پہلی لغت "کتاب العین" تیار کی ۔ یہ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں موجود تھا اور اس نے سنہ ۱۷۵ھ میں وفات پائی ۔

Marfat.com

غرضکہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں قرآن کریم جمع اور شائع کر دیا گیا۔ اور ابتدائی اموی دور میں نحو اور اعراب بنے۔ ۸۸ھ تک جملہ صحابہ رسول اللہ وفات پا چکے تھے۔ (عبداللہ بن بسر المازنی جو بقول الیافعی آخری صحابی تھے) کا انتقال ۸۸ھ میں بمقام حمص شام ہوا۔ یہ عبدالملک کے خلافت کا زمانہ تھا۔ عقائد اسلام کم وبیش ایک خاص شکل اختیار کر چکے تھے۔ اسلام کے مالہ وما علیہ کو پورے طور پر سمجھنے والے، یعنی وہ جنھوں نے واقعی طور پر اسلام کی انقلابی کیفیت کو سمجھا تھا اب بالکل باقی نہ تھے۔ عام مسلمانوں کے لئے قرآن ایک ناقابل فہم کتاب ہوگئی تھی اور وہ لوگ بھی جو دینیات سے تعلق رکھتے تھے اور تعلیم یافتہ بھی تھے اس مقدس نوشتہ کی بہت سی چیزیں نہیں سمجھ سکتے تھے

اب ایک اہل علم کی جماعت پیدا ہوگئی اور اس نے تہیہ کر لیا کہ اس خدائی پیغام کو جو محمد عربی کے ذریعے بنی نوع انسان کو پہنچایا گیا ہے ہم سمجھ کے رہیں گے۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے احادیث و اخبار نبوی کو جمع کئے جانے کا حکم دیا۔ اس وقت تک ایک راوی سے دوسرے راوی تک زبانی حدیث بیان کی جاتی تھی۔ اب تک بہت ہی کم "احادیث" لکھی گئی تھیں۔ عام طور سے یہ حدیث مشہور تھی کہ رسول اللہ نے حکم دیا ہے کہ مجھ سے کوئی چیز سوائے قرآن کے نہ لکھو (لا تکتبوا عنی سوی القرآن)، تاکہ احادیث اور قرآن کے مسودوں میں اختلاط نہ ہو۔ تاہم بعض صحیفے لکھے گئے اور بعض لوگوں نے اپنے حافظہ کی مدد کے لئے چند احادیث بھی لکھیں اگرچہ عمر ثانی کی خلافت (۹۹ تا ۱۰۱ھ) کا خاتمہ زہرخورانی کے سبب بہت جلد ہوگیا۔ لیکن انھوں نے علوم قرآنیہ کو از سر نو زندہ کر دیا تھا۔ خصوصاً احادیث ومغازی کا بہت چرچا ہوگیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ عباسی دور میں احادیث کا مطالعہ اپنے کمال کو پہنچ گیا تھا اور احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ اس بات کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ اس زمانہ کے مسلمانوں کو علم سے کافی شغف تھا۔ ہمیں یہ بات فراموش نہ کرنا چاہئے کہ امن وصلح کے زمانہ میں علمی اور تمدنی سرگرمیاں کافی بارآور ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کے آرٹ اور لٹریچر کی بہترین چیزیں عہد عباسیہ میں اپنی پوری شوکت حاصل کر سکیں۔ لیکن حقیقی قرآنی روح پر بعض نیک خیال اور جوشیلے محدثوں نے ایک گہرا پردہ ڈال دیا۔ اس لئے کہ وہ جھوٹی حدیثیں (موضوعات) گڑھنے لگے تھے ایسے لوگ زیادہ تر دور اموی کی پیداوار تھے۔

لہٰذا ہم بلاشبہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ پہلے چار خلفاء راشدین کے زمانہ میں قرآن کی تفسیر کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ ان کے جملہ اعمال ملکی و خانگی قرآن اور سنت کی روشنی میں چلتے تھے۔ ان کی مجموعی زندگی یا سوانح حیات پر بہ نسبت ان سے مروی احادیث کے زیادہ زور دینا اور سمجھنا بہتر ہوگا۔ ان کی زندگیاں ان کے اعمال سب قرآن کریم کی حقیقی تفسیریں تھیں۔ لیکن بعد کے زمانہ میں صحابہ کرام کی روایت کردہ احادیث کو زیادہ اہم سمجھا جانے لگا اس کے مقابلہ میں متلاشیان حق کی وہ جماعت غالباً زیادہ تر افلاطونی روش پر تھی جس نے زمانہ جاہلیت کے نظم ونثر کو جمع کرنا شروع کیا ان سے نہ صرف عربوں کے جملہ اداروں کی تاریخ معلوم ہوتی ہے (الشعر دیوان العرب) بلکہ بہت سے مبہم الفاظ کے معنی بھی سیاق عبارت سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ بھی بتا دینا مناسب ہوگا کہ متاخرین مفسرین نے دوسری مقدس کتابوں کو غیر ضروری قرار دینے میں سخت غلطی کی۔ توراۃ، انجیل اور ایران، ہندوستان اور یونان کی مقدس کتابوں کو اسلام کے مقدس لٹریچر میں جگہ نہ ملی۔ ہر ایک مسلمان روزانہ تمام پرانے رسولوں اور خدا کی کتابوں کی تصدیق کا کلمہ پڑھتا ہے۔

Marfat.com

۲۲

(اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلَآئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ) لیکن توریت و انجیل کے وہ قصے جن میں سے اکثر کا قرآن کریم میں حوالہ موجود ہے بے کار، غلط اور محرف سمجھے جاتے ہیں۔ اس طرزِ عمل میں ان لوگوں نے زیادہ مبالغہ کیا جو بعض قرآنی آیتوں کو جو یہودیوں اور نصرانیوں کے متعلق ہیں صحیح طور پر سمجھ نہ سکے۔ یہ بحث ہم آیندہ مناسب مقام پر تفصیل سے کریں گے۔ یہاں صرف یہ کہ دینا کافی ہے کہ قدیم کتابوں کو قرآن کی تفسیر کے سلسلہ میں زیادہ موقعہ ملنا چاہیئے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ کتابیں وہی درجہ رکھتی ہیں جیسا کہ احادیث نبوی۔

اسلام کی بنیادی حقیقتوں اور اس کے اصلی خط و خال کے سمجھنے کے امکانات بہت زیادہ بڑھ جائیں، بشرطیکہ ہم اسلام کے ارتقائی مدارج کا حسب ذیل طریقہ سے مطالعہ کریں۔

(۱) سب سے پہلے اسلام کے پس منظر کا نہایت بے تعصبی سے مطالعہ کریں، اس سلسلہ میں نہ صرف توراۃ و انجیل بلکہ جتنے مذاہب اسلام سے پہلے عرب اور اس کے قرب و جوار میں موجود تھے سب کا مطالعہ مفید ہو سکتا ہے۔ خصوصیت سے ہندو فلسفہ اور ایرانی مذاہب اسلامی حقائق سے بہت سے حجابات دور کر سکتے ہیں۔

(۲) اس کے بعد رسول عربی کی سیرت کا مطالعہ ہونا چاہیئے۔ یعنی ہم آنحضرت کے اعمال کو قرآنی اقوال کے تاریخی نشو و نما کے ساتھ ساتھ مطالعہ کریں۔ چونکہ اب تک اس قسم کی سیرت مرتب نہیں ہوئی، لہٰذا ہمارا نہایت اہم فرض یہ ہو جاتا ہے کہ خود قرآن کریم کو اس تاریخی ترتیب کے ساتھ مرتب کریں جس طرح یہ وقتاً فوقتاً انسانوں اور مسلمانوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ موجودہ مقالہ میں صرف آخر الذکر چیز پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

Marfat.com

۲۔ ابتک اس سلسلہ میں کیا ہوا

اب ہم قرآن کی تاریخی ترتیب کے متعلق کام شروع کر دیتے ہیں اور یہی موجودہ تحقیق کا خاص مقصد بھی ہے "سورتوں کی جو ترتیب موجودہ مخطوطہ یا مطبوعہ قرآنوں میں ہے وہ تاریخی نہیں ہے اور نہ کوئی حدیث ایسی موجود ہے کہ یہ کہا جا سکے کہ یہ ترتیب خود آنحضرتؐ کی دی ہوئی ہے" (ر۔ ق ۔ ۹)

"محدثین میں اس بات پر اختلاف ہے۔ الانباری، ابو جعفر النحاس اور ابن الحصار کہتے ہیں کہ قرآن کی مختلف سورتوں کی ترتیب رسول اللہ کی بتائی ہوئی ہے۔ لیکن محدثین کی کثیر تعداد کی رائے ہے کہ ترتیب قرآن صحابہ کے اجتہاد پر مبنی ہے۔ امام مالک، قاضی ابوبکر اور ابن فارس اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ بعض سورتوں کے گروہ خود آنحضرت نے الگ الگ بنا دیئے تھے اور باقی ترتیب صحابہ نے دی" (کتاب التبیان ۸۰)

مکّی اکثر سورتیں ایسی ہیں جن میں مدینہ کا نازل شدہ قرآن نہیں ملایا گیا۔ صرف بعض ایسی سورتیں ہیں جن میں ایسی آیتیں ہیں جو مکی نہیں ہیں۔ ان آیتوں کی صحیح طور پر تاریخ نزول بتانا بہت ہی مشکل ہے

ترتیب نزول کے مطابق قرآن جمع کرنے کی سب سے پہلی کوشش حضرت علیؓ نے آنحضرتؐ کی وفات کے بعد کی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ علمی زندگی، جس کے لئے وہ طبعاً موزوں تھے بسر کریں۔ وہ آنحضرتؐ کے ساتھ بچپن ہی سے رہے تھے لہذا ان کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ میں قرآن کی ہر آیت کے شان نزول سے واقف ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ کے انتخاب کے بعد انھوں نے قرآن کی ترتیب نزولی کا جمع کرنا اور اسے حفظ کرنا اپنا مقصد قرار دیا تھا۔ وہ خانہ نشین ہو گئے تھے اور اس زمانہ کی سیاسی زندگی میں بہت کم حصہ لیتے تھے۔ بعض لوگوں نے اس کی یہ وجہ گڑھ لی تھی کہ آپ کو حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب پسند نہیں آیا۔ لیکن جب اس کی اطلاع آپ کو ہوئی تو حضرت علیؓ نے اس امر سے قطعی انکار کیا اور فرمایا کہ میں ڈر رہا تھا کہ کتاب اللہ میں کچھ اضافہ نہ ہو جائے۔ اس لئے میں نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک قرآن جمع نہ کر لوں گا اپنی چادر نہ پہنوں گا" (اتقان ۵۸)

Marfat.com

سیوطی یہ نہیں کہتا کہ وہ قرآن کو ترتیب نزول کے مطابق جمع کر رہے تھے اس لئے کہ مندرجہ بالا بیان کے بعد ہی وہ لکھتا ہے:-

"محمد کا بیان ہے کہ میں نے عکرمہ سے کہا کہ اسے ترتیب نزول کے مطابق جمع کرو۔ تو اس پر عکرمہ نے جواب دیا کہ اگر تمام جن و انس جمع ہو جائیں کہ قرآن کو اس ترتیب سے مرتب کریں تو ان کی طاقت سے باہر ہے۔"
(اتقان ۵۸)

لیکن ابن الندیم نے ایک ایسی فہرست دی تھی جو حضرت علی کی مرتب کردہ بتائی جاتی تھی۔ اگرچہ یہ ترتیب بھی موجودہ الفہرست میں موجود نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اسے ملی نہیں اور یا وہ صفحہ ہی غائب کر دیا گیا۔ شیعہ محققین کا بھی یہی خیال ہے کہ حضرت علی نے قرآن کو تاریخی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا تھا اور وہ اُن کی اولاد کے پاس اب تک موجود ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے قرآن کا نسخہ کوفہ میں مرتب کیا تھا اور وہ مصحف مرتبہ حضرت عثمانؓ سے زیادہ مختلف نہ تھا۔ یہی حال اُبی بن کعب کی ترتیب کا تھا۔ سیوطی کا قول ہے بہت سے اہل علم ایسے تھے جنھوں نے یہ بتایا کہ کون سی آیت مکہ میں نازل ہوئی۔ کون سی دوسرے مقامات پر بعض نے نزول کا وقت بھی متعین کیا ہے (اتقان ۸) لیکن ان سب باتوں سے ترتیب نزول معلوم کرنے میں بہت ہی کم مدد ملتی ہے۔ اس لئے کہ ان اقوال میں کسی تاریخ کا تعین نہیں ہے۔ اور یہ ہوتا بھی کیونکر؟ جب کہ اُس زمانہ میں تاریخ کا خیال ہی ابتدائی درجہ میں تھا۔ اور تاریخ کا انحصار کسی لڑائی یا مشہور واقعہ پر ہوتا تھا۔

الفہرست میں مکی اور مدنی سورتوں کی ترتیب دی ہوئی ہے اور دونوں کو غالباً پہلی صدی ہجری کی سند سے حاصل کیا گیا ہے۔ یہ فہرست سیوطی کی فہرست سے کئی باتوں میں اختلاف رکھتی ہے۔ الفہرست میں ابن مسعود۔ اُبی بن کعب اور حضرت علیؓ کی فہرستیں بھی ہیں (اگرچہ آخری فہرست گم ہو گئی ہے) جہاں طبری نے ۳۵ھ کا حال لکھا ہے وہاں یہ درج ہے کہ حضرت عثمان نے ابن مسعود کے قرآن کے متعلق کہا تھا کہ اس میں سورہ یونس ساتویں نمبر پر درج ہے۔ صاحب الفہرست کا بیان ہے کہ میں نے خود مصحف کے کئی ایسے نسخے دیکھے ہیں جن کے متعلق یہ بیان کیا جاتا تھا کہ وہ ابن مسعود کی ترتیب کے مطابق ہیں۔ لیکن ان میں سے دو بھی ایسے نہیں ملے جو بالکل متشابہ الترتیب ہوتے۔ بہرحال جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہیں کسی سورہ یا آیت کی تاریخ نزول متعین کرنا بہت ہی مشکل تھا اس لئے کہ مکہ میں زمانہ کے تعیّن کا نظام بہت ہی ناقابل اطمینان تھا یہی حال مدینہ کا بھی تھا۔ ہمیں کئی سورتیں ایسی ملتی ہیں جن کا زمانہ نزول کسی نہ کسی غزوہ سے متعلق ہے لیکن خود غزوات کی صحیح تاریخ کا متعین کرنا ایک مشکل کام ہے۔

مسلمان محققوں نے اپنی پوری زندگیاں تفسیریں لکھنے اور ایسے علوم مدوّن کرنے میں صرف کر دیں جن سے قرآن کریم کے مطالب کو سمجھ سکتے۔ اس لئے کہ اس کا اکثر حصّہ پہلے چار خلفاء رسولؐ کے بعد مبہم اور غریب ہو گیا تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد سے اموی دور تک اس سلسلہ میں بہت کم کام ہوا تھا۔ تا آنکہ اموی خلفاء نے تاریخ و حدیث کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ ظاہر ہے کہ سو سال کا زمانہ اس بات کے لئے کافی تھا کہ احادیث اور عام روایات کے نیز کونے چکنے ہو جائیں اور بہت کچھ پردہ راز میں گم ہو کر رہیں اُس زمانہ کے بہت سے آدمیوں کی زندگیاں

کو تنقید کی روشنی میں دیکھنے سے محروم کر دیں۔ امتدادِ زمانہ سے تمام زخم پُر ہو جاتے ہیں اور سیدھے سادے مسلمانوں کو بہت کم ایسی باتیں یاد رہ گئی تھیں جن سے ان سے پہلے گزرنے والوں کو تنے رنگوں میں ظاہر کیا جا سکے بخلاف اس کے ان کے دشمنوں کے خلاف بہت سی بے بنیاد کہانیاں رائج ہو گئیں۔ عام انسانی نفسیات سے مسلمان مستثنیٰ نہ تھے اور ان کے زرخیز تخیل نے قرونِ اولیٰ کے بزرگوں کو ایسی کرامات کا فاعل بنا دیا جو رسولوں سے بھی نہیں ہو سکیں۔ خوش قسمتی سے قرآن کریم اپنی حقیقی اور بنیادی پاکیزگی اور صحت کے ساتھ اب تک موجود ہے۔ اور اس زمانہ کی سچی تاریخ صرف اس کی ہی مدد سے لکھی جا سکتی ہے۔

عربی ادبیات میں متاخرین نے بہت کچھ اضافہ کیا۔ لیکن یہ کام خاص اسی غرض سے نہیں کیا گیا، بلکہ اس کا مقصد کسی نہ کسی طرح قرآن کو سمجھانا تھا۔ مثلاً جاہلیہ کی شاعری اور زبان کا مطالعہ اور ان کے مجموعے اور لغات کا تیار کرنا صرف اس غرض سے تھا کہ قرآن کے بہت سے لفظوں کے وہ معنی معلوم ہو سکیں جو زمانۂ جاہلیہ میں رائج تھے۔ اور اب اپنے اصلی معنوں کو بدل چکے تھے۔ اسی لئے قرآن کی بہت سی لغتیں "غریب القرآن" کے نام سے مدون ہوئیں۔ جاہلیہ کے کسی شعر کا حوالہ حدیث سے زیادہ وزن رکھتا تھا۔ حضرت علیؓ اور بعد کے نحویوں نے محض عربی زبان کو سمجھنے سمجھانے کے لئے عربی نحو و صرف کی بنا ڈالی۔ اسی طرح یونانی فلسفہ منطق، طبعیات، مابعد الطبعیات، علم الہندسہ، ہیئت کو اتنی ترقی دی کہ بہت سے نئے مذہب ان علوم میں پیدا کر دیے لیکن غرض ان کی بھی یہی تھی کہ قرآنی منطق و ہیئت کو سمجھ سکیں۔ ان عربی علوم کی ترقی نے نہ صرف قرآن کو سمجھنے میں بہت بڑی حد تک مدد دی بلکہ ان ممالک میں جہاں کہ اسلامی حکومت پھیلی علم و تمدن کی روشنی بھی عوام میں پھیل گئی۔

خوش قسمتی سے ان لوگوں میں ایک گروہ قدامت پرستوں کا بھی تھا جو فلاسفہ اور متکلمین کے ترقی پسند خیالات کو بُری نظر سے دیکھتا تھا اور ہر دلیل کو احادیث نبوی تک پہنچانے کی کوشش کرتا تھا۔ ان علماء نے سخت محنت سے جتنا بھی مواد ممکن تھا اسلامی شریعت اور سیرت رسولؐ کے متعلق جمع کرنا شروع کیا۔ بہت اچھا ہوا کہ ان کے خیالات عباسی دور کے ترقی کناں خیالات سے ملوث نہیں ہوئے۔ اسی لئے ان کے مجموعوں میں محدثوں کی نفسیات و عادات کی پوری تاریخ مل سکتی ہے۔ بیشک ان میں آنحضرتؐ سے تابعین تک کے زمانہ کی باتوں کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ باوجودیکہ شیعہ یا سنی محدث کی فرقہ وارانہ ذہنیت بھی اکثر جگہ ظاہر ہو جاتی ہے۔

ان حالات میں سوائے قرآن کے اور کوئی چیز ارتقائے اسلام کی صاف اور سچی تاریخ کو نہیں بتا سکتا اس سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ رفتہ رفتہ کس طرح خیالات حق و باطل نیکی و بدی۔ کو ان بڈھے عربوں کے عوام کو سمجھایا گیا لیکن یہ سب باتیں اسی وقت معلوم ہو سکتی ہیں جبکہ قرآنی مضامین کو تاریخی ترتیب کے ساتھ منظم کیا جائے سٹینلی لین پول کہتا ہے "قرآن کا ابہام زیادہ تر اس کی عام ترتیب کی وجہ سے ہے۔ یعنی اس میں عموماً لمبی سورتیں پہلے اور چھوٹی بعد میں جمع کر دی گئی ہیں۔ بظاہر مسلمان اس عجیب ترتیب پر قانع معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ترتیب بہر حال دوسری مقدس کتابوں سے انوکھی نہیں ہے۔ جرمن تنقید نے قرآن کو تقریباً تاریخی ترتیب دینے کا طریقہ ایجاد کر لیا ہے۔ اس ناقدانہ ترتیب کا یہ نتیجہ ہے کہ محمد (صلعم) کی تعلیم کی ارتقاء پر پوری روشنی پڑتی ہے اور ان کے طرز بیان اور طریقہ (تبلیغ) کی تبدیلیوں کی وجہ بھی معلوم ہوتی ہے۔ جب قرآن کی ترتیب اس طرح کر دی جائے تو دماغ سے بے ترتیبی کا اثر زائل ہو جاتا ہے اور ہم ایک زبردست دماغ کی ترقی، ایک پاکیزہ روح کی کمزوری

Marfat.com

و توانائی اور ایک بڑے انسان کی ناگزیر نیرنگیوں کو دیکھنے لگتے ہیں"۔ (خطبات واحادیث رسول عربی صفحہ ۱۲)

قبل اس کے کہ ہم اپنے اصول بیان کریں، مناسب ہوگا کہ اب تک ترتیب نزولی کے سلسلے میں جو کام ہوا ہے اس کا جائزہ لے لیں۔ اس سے ہمارے آیندہ مطالعہ میں بہت مدد ملے گی۔ ابتدائی صحابیوں کے نزدیک مختلف سورتوں کی ترتیب نظری طور پر تنزیلی ہی تھی۔ مگر بہت ہی کم شخص لکھنا جانتے تھے اور ہر اس چیز کو جس کو عرب محفوظ رکھنا چاہتے تھے زبانی یاد کر لیتے تھے۔ انسانوں حتیٰ کہ گھوڑوں اور کتّوں تک کے انساب نہایت احتیاط سے یاد کر لئے جاتے تھے۔ عاد اور ثمود کے قصّے اور حجری زمانہ کے لوگوں کے قصّے نسلاً بعد نسل زبانی منتقل کئے جاتے تھے۔ ایسے نہ صرف مرد تھے، بلکہ عورتیں بھی تھیں، جو ہفتوں تک مسلسل نظمیں اور اشعار زبانی پڑھ سکتی تھیں ایسی مجلسیں، میلوں اور تفریحی جلسوں میں ہوتی تھیں۔ شاذ و نادر ہی کوئی لکھتا تھا۔ سوائے اس کے کہ بعض عہد نامے یا بہت ہی مشہور قصیدے خانۂ کعبہ پر لٹکانے کے لئے لکھے جاتے تھے۔

رسول اللہ صلعم کی زندگی بہت ہی سخت اور مشقت آمیز تھی۔ رسالت کی ابتدائی حالت میں آپ کو خفیہ کام کرنا پڑا۔ لیکن جب آپ نے علانیہ اشاعت دین شروع کی اور آپ کے چند پیرو بھی ہو گئے تو آپ کو مجبور ہو کر انھیں مکّہ چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کے لئے کہنا پڑا۔ اور جلد ہی دوسری ہجرت حبشہ ہوئی جس نے مسلمانوں کی جماعت کو مکّہ میں اور بھی کم کر دیا۔ اس کے بعد تین سال مکّہ والوں نے آپ کا مقاطعہ کر دیا۔ اور شعب ابو طالب سے نکلنے کے بعد بھی آپ کو مکّہ میں تبلیغ دین کرنے کی ممانعت تھی۔ لہٰذا آپ نے اپنا فرض انجام دینے کے لئے قبائل کا دورہ شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ نہ تو خود آنحضرتؐ کو نہ آپ کے ساتھیوں کو اتنا موقعہ مل سکا کہ وحی کو لکھتے۔ جو لوگ موجود ہوتے تھے، وحی کو بلا شک و شبہہ یاد کر لیتے تھے۔ یقیناً انھوں نے اس ترتیب سے جس سے کہ وحی نازل ہوتی تھی یکے بعد دیگرے سورتوں کو زبانی یاد کیا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ جب چند سورتیں ایک مخصوص ترتیب کے ساتھ یاد ہو جاتی ہوں گی تو ان کے درمیان کسی نئی سورت کا داخل کر کے یاد رکھنا مشکل ہوتا ہوگا۔ لیکن جو لوگ حبشہ ہجرت کر گئے تھے اور وہ جو آپؐ کے ساتھ شعب ابو طالب میں نہ تھے۔ انھیں مجبوراً قرآن کا جو حصّہ بھی جس ترتیب سے مل جاتا تھا یاد کر لینا پڑتا ہوگا اور غالباً اس قسم کے اضافوں میں تاریخ نزول کی ترتیب ممکن نہ ہو سکتی ہوگی۔

مصحف علیؓ بن ابی طالب

رسول عربی نے جب تبلیغ دین شروع کی تو حضرت علیؓ بن ابی طالب محض بچّہ تھے۔ آپ رسول اللہ کے چچازاد بھائی تھے۔ "آپ کی اسلام لانے کے وقت دس سال کی اور بقول بعض نو سال کی عمر تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ آٹھ ہی یا اس سے بھی کم عمر کے تھے" (ج ۵۔ ۱۷۱) لیکن دوسروں کا قول ہے کہ آپ اسلام لانے کے وقت آٹھ اور سولہ سال کے درمیان کسی عمر کے تھے (۱۔ ۱۔ ۷۔ ۸۔ ۴) آپ بچپن سے آنحضرتؐ کی وفات تک آپ کے ساتھ رہے۔ مہاجرین و انصار میں جب آپ نے مدینہ میں مواخات کا سلسلہ شروع کیا تو حضرت علیؓ کو اپنا بھائی بنایا تھا۔ اس میں شبہہ نہیں کیا جا سکتا کہ آپ پورے قرآن اور ہر آیت کی شان نزول سے واقف تھے۔

"ابن ابی داؤد محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ نے وفات پائی

Marfat.com

تو میں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرنے میں دیر کی تو ابوبکرؓ مجھ سے ملے اور کہا کہ کیا آپ میری امارت کے خلاف ہیں؟ تو میں نے کہا نہیں میں نے قسم کھائی تھی کہ سوائے نماز کے اپنی چادر نہ پہنوں گا۔ جب تک کہ قرآن جمع نہ کرلوں" اور ان کا خیال ہے کہ آپ نے قرآن ترتیب نزولی کے ساتھ جمع کیا" اس کے بعد محمد بن سیرین کا قول ہے کہ "اگر وہ کتاب مل جاتی تو اس سے بہت سی معلومات حاصل ہوتی۔" (ج۔ ۵۔ ۱۴۸)

نہایت ہی بدقسمتی کی بات ہے کہ حضرت علیؓ کی ترتیب شیعوں کو بھی معلوم نہیں۔ غالباً آپ نے اسی ترتیب کو مان لیا تھا جس ترتیب سے حضرت عثمانؓ نے قرآن لکھوایا تھا۔ الندیم کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے تین دن میں قرآن جمع کرلیا تھا۔ "یہ پہلا مصحف تھا جس میں قرآن حافظہ سے جمع کیا گیا تھا۔ یہ مصحف امام جعفرؓ کے خاندان میں تھا۔ چند دن ہوئے میں نے اس کو ابی یعلی حمزۃ الحسینیؓ کے پاس دیکھا ہے۔ اس کے کئی ورق گر چکے ہیں۔ یہ حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ امام حسنؓ کے خاندان میں یہ مصحف باپ سے بیٹے کو منتقل ہوتا رہتا ہے اور اس جلد کی تفصیل سور درج ذیل ہے" (الفہرست ۴۲۔ ندیم)

اس کے بعد الفہرست میں کچھ نہیں ہے بلکہ دوسرا مضمون شروع ہوجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو بعد میں کسی نے الفہرست کے اصلی مسودہ میں خرابی کی اور حضرت علیؓ کی ترتیب کو نکال ڈالا یا خود مصنف الفہرست نے ایک صفحہ چھوڑ دیا تھا کہ بعد میں ترتیب دیکھ کر لکھ لوں گا۔ بہرحال مصحف علیؓ کا اب تک کوئی سراغ نہیں مل سکا۔

قرآن کا ہر ایک نسخہ صاف صاف بتاتا ہے کہ موجودہ ترتیب سُوَر تاریخی نہیں ہے۔ آیتوں کے متعلق شیعہ فرقہ سُنیوں سے مختلف عقیدہ رکھتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ سورتوں میں جس طرح آیتیں مرتب ہیں وہ رسول اللہ کی مرتب کردہ نہیں ہیں۔ لیکن یہ دعویٰ سب سورتوں کے لئے صحیح نہیں ہوسکتا۔ بہرحال شیعہ کسی اور قرآن کو جس کی ترتیب موجودہ قرآن سے مختلف ہو پیش نہیں کرتے۔ اور موجودہ ترتیب ہی پر قانع ہیں لیکن موجودہ قرآن کا ایک ایک لفظ کو وحی الٰہی مانتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض کا یہ خیال ہے کہ موجودہ قرآن میں سے چند آیتیں اور بعض سورتیں جو حضرت علیؓ اور اہل بیت کی تعریف میں تھیں حذف کردی گئی ہیں۔

یہاں یہ بیان دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ خدا بخش اورنٹل لائبریری پٹنہ میں ایک قلمی نسخہ قرآن مجید کا موجود ہے اور اس کی ترتیب اس ترتیب کے مطابق ہے۔ اس میں دو سورتیں (یعنی سورۂ ولایت اور سورۂ نورین) اور چند آیتیں موجودہ قرآن سے زیادہ ہیں۔

سورۃ الولایت کے نیچے مندرجہ ذیل نوٹ فارسی میں ہے "سنیوں اور شیعوں میں اس بات پر بڑا اختلاف ہے کہ سورتوں اور آیتوں کی ترتیب نزولی کیا ہے۔ ہر فرقہ نے مختلف حدیثیں جمع کرلی ہیں۔ لیکن سب کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کی ترتیب حضرت عثمان کے زمانہ میں ہوئی۔ بہرحال اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ شیعوں کا خیال ہے کہ قرآن کچھ زیادہ تھا۔ جو مصحف عثمانی میں موجود نہیں ہے۔ اور ایک پوری جلد حضرت علیؓ کے پاس تھی جسے ایک امام دوسرے امام کو دیتا چلا جاتا تھا۔ آخری امام کے بعد یہ امام مہدی کے پاس پہنچ گئی۔ وہ ہماری آنکھوں سے غائب ہیں۔ جب امام غائب کا ظہور ہوگا تو یہ قرآن شائع کیا جائے گا۔ اس قرآن کی آیتیں اور سورتیں دونوں ترتیب نزول کے ساتھ مرتب ہیں۔ دونوں فرقوں کے علماء کی متفقہ رائے سے یہ قرآن شائع نہیں کیا گیا۔ اس قرآن میں دو سورتیں زیادہ ہیں اور چند آیتیں کہیں کہیں بڑھا دی گئی ہیں۔ چونکہ شیعہ علماء کا یہ قول ہے کہ حضرت علیؓ کے زمانہ سے

Marfat.com

پورا قرآن شائع نہیں ہوا۔ اور ظہور امام مہدی تک یہ قرآن ظاہر نہ ہوگا۔ لہٰذا اس قرآن کی سورتیں اور آیتیں تلبیس سے خالی نہیں ہیں۔ اور ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔"

اس قرآن کی تاریخ کتابت سنہ ۱۲۰۱ھ ہے اس میں ۴۳۲ صفحے ہیں اور ہر صفحہ میں ۱۲ سطریں ہیں۔

مصحف عبداللہ بن العباس

عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب کا لقب حبر الامۃ تھا۔ بعد میں ابوالخلفا کا لقب بھی بڑھ گیا تھا۔ اس لئے کہ خلفائے عباسیہ ان کی اولاد میں سے تھے۔ تقریباً تین سال قبل ہجرت آپ پیدا ہوئے۔ جبکہ آنحضرتؐ مع اپنے قبیلہ کے شعب ابوطالب میں رہتے تھے۔ آنحضرتؐ کی وفات کے وقت اُن کی عمر ۱۳ سال کی تھی۔ آپ کے والد حضرت عباسؓ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ سے جو احادیث رسول اللہ کے متعلق مروی ہے اُن میں سے اکثر ایسی ہیں جو آپ نے دوسروں سے سُنی ہوں گی۔ انھیں بچپن کے دو تین سال ہی آنحضرت کی صحبت کا فخر حاصل ہوا۔ لیکن چونکہ انھوں نے طویل عمر پائی اس لئے آنحضرتؐ کے متعلق معلومات کے مواقع زیادہ تھے۔ رسول اللہ نے ان کے لئے دعا کی تھی کہ کتاب و حکمت کا تفقہ خدا انھیں عطا فرمائے۔ ان کا لقب "ترجمان القرآن" بھی تھا (الف الف جلد اول صفحہ ۲۷۴) وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۰ سال کی تھی۔ آپ اپنی عمر کے آخری ایام میں نابینا ہو گئے تھے۔ آپ شیعیان علیؓ میں سے تھے۔ اور جنگ جمل، صفین اور نہروان میں آپ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔

ابن الزبیر نے آپ کو طائف کی طرف خارج کر دیا تھا جہاں آپ کی وفات ہوئی (الف الف ۲، ۳۴۴، ۲۷)

لیکن حضرت علیؓ نے اپنے خلافت کے زمانہ میں آپ کو بصرہ کا گورنر کر دیا تھا جہاں آپ شہادت حضرت علیؓ تک والی رہے (ج ک۔ جلد ۲، صفحہ ۸۱)

سنہ ۴۰ھ میں ابن العباسؓ کا مشہور فرزند جس کا نام علی تھا پیدا ہوا۔ یہ علی خلفائے عباسیہ کا دادا تھا۔ علی کی پیدائش جس سال ہوئی اسی سال امام حسنؓ بن علیؓ نے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دست برداری دی تھی علی بن عبداللہ بن العباس کی ولادت خلافت کو خاندان نبوی میں منتقل کرنے کا باعث ہوئی۔

ابن عباس بھی ان صحابیوں کی جماعت کے ساتھ تھے جنھیں امیر معاویہ نے سنہ ۵۰ھ میں قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ اور یزید کو بھی مجبور کیا تھا کہ اس فوج کے ساتھ جائے۔ ابوایوب انصاریؓ معہ ۳۰ ہزار مسلمانوں کے اس حملہ میں شہید ہوئے۔ لشکر اسلام نے محاصرہ چھوڑ کر ان کے ساتھ واپسی کو ترجیح دی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے دمشق میں ایک ذلیل صلحنامہ پر دستخط کر دئیے اور مشرق میں رومن سامراج کا ۳۰ سال کے لئے وقار بڑھ گیا۔

حضرت ابن عباسؓ قسطنطنیہ کے محاصرہ سے دمشق واپس آئے۔ ایک دن حسنؓ بن علی بن ابی طالب کی وفات پر دربار امیر معاویہؓ میں خوشی کا شور سنا تو آپ دربار تک گئے۔ امیر معاویہ نے ہنس کر یہ الم انگیز خبر سنائی۔ امیر معاویہ کی سلطنت میں یہ عام رواج ہو گیا تھا کہ آل علیؓ پر برسر ممبر لعنت بھیجی جاتی تھی۔ لیکن امیر معاویہ کو ابن عباس کے منہ سے حسنؓ بن علی کے لئے دعائیہ کلمات سننے پڑے۔ آپ روئے اور فرمانے لگے وہ اے معاویہ نہ حسن کا مقبرہ تمہارا مقبرہ ہوگا۔ نہ ان کی زندگی کا کوئی جز تمہاری زندگی میں محسوب ہوگا۔ تم محض اس لئے خوش ہوئے ہو کہ حسنؓ کی موت سے علی کے خاندان میں خلافت کے جانے کا خطرہ کم ہو گیا۔ یہ کہہ کر وہ غم میں بھرے ہوئے چلے گئے۔

Marfat.com

جب امام حسین عراق (کوفہ) کی طرف اس غرض سے جا رہے تھے کہ یزید سے خلافت چھینیں۔ تو ابن عباسؓ مکّہ میں تھے۔ آپ نے انھیں کوفہ جانے سے روکا اور کہا کہ عبد اللہ بن الزبیر اس خبر سے خوش ہوگا کیونکہ تمہاری موجودگی میں کوئی اس کی حجاز میں قدر نہیں کرتا۔ (ا۔ک)

امام حسینؓ کی شہادت کے بعد عبد اللہ بن الزبیر خلافت کے دعویدار ہوئے انھوں نے ابن عباسؓ سے بیعت طلب کی۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اس سے یزید کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ابن عباسؓ میرے ساتھی ہیں۔ لیکن آپ نے ایک خط یزید کو لکھ کر یہ غلط فہمی دور کر دی۔ (ا۔ک ۶۴ھ)

ہم ابن عباس کے متعلق پھر ۶۸ھ میں کچھ حال پاتے ہیں۔ اس زمانے میں زبیر مکّہ میں خلیفہ تھے۔ ابن حنفیہؓ (محمد ابن علیؓ) مکّہ سے ابن زبیر کی بیعت سے انکار کر کے طائف آگئے تھے۔ اسی دوران میں ابن عباسؓ مکّہ گئے اور سخت باتیں کر کے طائف چلے آئے۔ اور یہاں آکر وفات پائی۔ ابن حنفیہؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ (ا۔ک ۶۸ھ)

ان سب حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت علیؓ کے سخت طرفداروں میں سے تھے۔ اگرچہ آپ یزید بن معاویہ کی ماتحتی میں ایک دفعہ قسطنطنیہ پر جہاد کرنے پر مجبور ہوئے تھے اور بعد میں اگرچہ وہ اموی خلفا سے بیعت نہیں ہوئے لیکن آپ نے ابن الزبیر کی بھی امارت نہیں مانی جو عراق اور حجاز کے امیر تھے۔

حضرت ابن عباس کے حالات آپ سن چکے۔ قرآن کریم کی ترتیب نزولی کے متعلق جتنی روایتیں بھی ملتی ہیں تقریباً سب آپ سے منسوب ہیں۔ یہ درج ذیل کی جاتی ہیں۔

روایت (۱) ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ واقدی نے قدامہ سے۔ انھوں نے ابی سلمیٰ الحضرمی سے انھوں نے ابن عباس سے سنا کہ میں نے ابی بن کعب سے پوچھا کہ مدینہ میں کتنا قرآن نازل ہوا۔ تو انھوں نے کہا ۲۷ سورتیں وہاں نازل ہوئیں اور باقی مکّہ میں اتریں (اتقان ۹)

روایت (۲) النحاس اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ میں لکھتے ہیں کہ یموت بن المزرع نے مجھ سے کہا کہ میں نے ابو حاتم سہل بن محمد السجستانی سے سنا جنھوں نے ابو عبیدہ معمر بن المثنی سے سنا۔ انھوں نے یوسف بن حبیب سے سنا کہ انھوں نے مجاہد سے کہا کہ مکی اور مدنی قرآن کو الگ الگ کر دیجئے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے اس کے متعلق پوچھا تھا تو انھوں نے فرمایا۔

(الف) سورہ ۶ (الانعام) ایک ہی بار مکّہ میں نازل ہوئی۔ یہ سوائے تین آیتوں کے جو آخر میں ہیں (قل تعالوا ....) اور جو مدینہ میں نازل ہوئی تھیں پوری سورہ مکی ہے۔

(ب) سورہ ۷۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ اور ۱۶ مکی ہیں۔

(ج) سورہ ۱۶ (النحل) مکّہ میں نازل ہوئی تھی سوائے آخری تین آیتوں کے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان احد میں نازل ہوئی ہیں۔

(د) سورہ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱ مکی ہیں۔

(ہ) سورہ ۲۲ (الحج) مکی ہے سوائے تین آیتوں کے جو (ھذان خصمان) سے شروع ہوتی ہیں اور جو مدنی ہیں۔

Marfat.com

(و) سورہ ۲۲ اور ۲۵ مکی ہیں۔

(ز) سورہ ۲۶ (شعراء) مکی ہے سوائے پانچ آخری آیتوں کے جو مدنی ہیں اور (والشعراء یتبعھم الغاوٗن) سے شروع ہوتی ہیں۔

(ح) سورہ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹ مکی ہیں

(ط) سورہ ۳۱ (لقمان) سوائے تین آیتوں کے جو مدنی ہیں۔ یعنی (ولو انما فی الارض من شجرۃ...)

(ی) سورہ ۳۲ (السجدہ) مکی ہے سوائے تین آیتوں کے یعنی (افمن کان مومنا کمن کان فاسقا)

(ک) سورہ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ مکی ہیں۔

(ل) سورہ ۳۹ مکی ہے سوائے ان تین آیتوں کے جو مدینہ میں وحشی قاتل حمزہؓ کے متعلق نازل ہوئیں یعنی (قل یا عبادی الذین اسرفوا .... الی اخرھا)

(م) سورہ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ مکی ہیں

(ن) سورہ ۶۴۔ مکی ہے سوائے آخری دو آیتوں کے جو مدنی ہیں۔

(س) سورہ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲ مکی ہیں۔

(ع) سورہ ۷۳۔ مکی ہے سوائے آخری دو آیتوں کے (ان ربک یعلم .... الخ)

(ف) سورہ ۷۴ سے اختتام قرآن تک مکی سورتیں ہیں۔ سوائے ۹۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴ کے جو مدنی ہیں (اتقان۔ ۹۔ ۱۰)

اس کے بعد مدنی سورتوں کی فہرست ہے یعنی وہ سورتیں جو مندرجہ بالا فہرست میں شامل نہیں ہیں وہ مدنی ہیں۔ سیوطی یہ اضافہ کرتا ہے کہ اس روایت کے بیان کرنے والے سب ثقہ اور عادل ہیں اور مشہور عربی علماء میں سے ہیں

روایت (۳) بیہقی دلائل النبوہ میں کہتے ہیں کہ "ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے۔ انھیں خبر دی عبید الصفار نے انھوں نے محمد بن الفضل سے سنا انھوں نے اسمٰعیل بن زراہ الراقی سے سنا۔ انھوں نے عبد الرحمٰن القرشی سے۔ انھوں نے خصیف سے۔ انھوں نے مجاہد سے۔ انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے ان سورتوں کی تفصیل بتائی۔ جو مدینہ میں نازل ہوئی تھیں" یعنی روایت (۲) میں جو سورتیں باقی رہ گئی تھیں۔ (اتقان ۱۰)

اس روایت میں ان سورتوں کی تفصیل نہیں ہے جو ابن عباس نے روایت ۲ متذکرہ بالا میں چھوڑ دی تھیں لیکن مندرجہ ذیل روایت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے سورہ ۱۳۔ ۵۵۔ ۷۶۔ اور ۹۸ کو روایت ۲ میں شامل نہیں کیا تھا۔ روایت ۲ اور ۳ میں ایک تضاد یہ بھی ہے۔ جس کا تذکرہ بیہقی نے نہیں کیا روایت ۲ میں ابن عباس سورہ ۳۰۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴ کو مدنی قرار دیتے ہیں لیکن یہی سورتیں روایت ۳ میں مکی بتائی گئی ہیں۔

ظاہر ہے کہ ان دونوں روایتوں میں سے ایک مشکوک ہے۔ لیکن ہم سچائی تک قرآن کی داخلی شہادت ہی کے ذریعہ سے پہنچ سکتے ہیں جو اس تحقیق کا اصلی منشا ہے۔

روایت (۴) فضائل القرآن میں ابن الفریس بہ سلسلہ راویان ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی تو یہ مکہ میں ایک سورہ تھی اس کے بعد خدا نے جو چاہا اس میں اضافہ کیا۔" (اتقان ۱۰)

اس کے بعد عباس کی وہ فہرست سُوَر ہے جو سورہ ۹۶ (اقرأ) سے شروع ہو کر آخری سورہ ۹ (توبہ) تک ہے۔ یہ فہرست نزولی ترتیب کے ساتھ ہے اور اس مقالہ کے آخر میں بتمامہ نقل کر دی گئی ہے۔

اس روایت سے ایک خاص بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سورۂ فاتحہ کا صرف اتنا جزو (جو اُسے ایک سورت بنانے کے لئے کافی تھا) مکہ میں نازل ہوا اور باقی سورہ مدنی ہے۔

اس روایت میں اور روایت ۲ میں جو اختلاف ہے وہ اوپر درج کر دیا گیا ہے لیکن اس میں جو نیا خیال سورۂ فاتحہ کے متعلق ظاہر کیا گیا ہے کہ کچھ مکی ہے اور کچھ مدنی۔ اس سے سیوطی کو اختلاف ہے (دیکھئے اتقان ۱۲) اگرچہ اس امر کی تائید خود سیوطی نے ابو اللیث سمرقندی کی زبان سے پہلے درج کر دی ہے۔ (اتقان ۱۲)

مصحف حسینؓ بن علی و عکرمہؓ

حسینؓ بن علی۔ ۵ شعبان ۳ھ یا ۴ھ میں پیدا ہوئے اور جمعہ ۱۰ محرم ۶۱ھ کو شہید ہوئے (اصابہ) یعنی آپ کی عمر آنحضرتؐ کی وفات کے وقت صرف دس سال کی تھی۔ لہذا بیہقی نے جو روایت آپ سے اتقان صفحہ (۱۰) میں نقل کی ہے وہ آپ نے خود آنحضرتؐ سے سن کر روایت نہ کی ہوگی۔ بلکہ ممکن ہے کہ کسی اور صحابی سے سنی ہو اس لئے اس روایت کا ماخذ معلوم نہیں اور اس لئے یہ روایت زیادہ قابلِ وثوق نہیں ہو سکتی۔

عکرمہؓ مولی تھے حضرت ابن عباسؓ کے۔ اور یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کی روایتوں کا منبع زیادہ تر حضرت ابن عباس کی روایتوں پر ہوگا۔

بہرحال ان دونوں حضرات کی روایت سے بیہقی نے دلائل النبوہ میں بہ اسناد ایک روایت نقل کی ہے (اتقان ۱۰) جس سے قرآن کی ترتیب نزول کا پتہ چلتا ہے جو ان لوگوں کو معلوم تھی۔

یہ فہرست سُوَر اس ترتیب کے بالکل مطابق ہے جو حضرت ابن عباس نے بتائی ہے۔ جو اختلافات ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

(الف) اس میں سورت ۱، ۷، ۱۹ نہیں ہیں۔ لیکن ابن عباس نے سورہ ۱۷ و ۱۹ کو مکی بتایا ہے۔ اور سورہ ۲ کی پہلی تین آیتوں کو بھی مکی بتایا ہے۔ اس لئے بہت تعجب ہوتا ہے کہ پہلی سورہ یعنی فاتحہ کو اس روایت میں شامل نہیں کیا گیا جو قرآن کی سب سے ضروری سورہ سمجھی جاتی ہے۔ غالباً حسین و عکرمہ (رضی اللہ عنہما) نے ابن مسعودؓ کی پیروی کرنا مناسب سمجھا ہوگا۔ جنھوں نے سورۂ فاتحہ کو اپنے مصحف میں درج نہیں کیا (دیکھئے ندیم۔ الفہرست ۴۰)

(ب) اس روایت میں بعض سورتوں کے وہ نام درج کئے گئے ہیں جو ابن عباسؓ کی روایت میں

Marfat.com

نہیں ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اگر آپ پہلی صدی ہجری کے مصاحف دیکھیں تو یہ معلوم ہوگا کہ فصل کے لئے صرف بسم اللہ لکھ دیتے تھے۔ سورتوں کے نام بعد میں لکھے جانے لگے۔ مثلاً

سورہ نمبر	ابن عباس	حسین وعکرمہ
۷۳	یاایہا المزمل	المزمل
۱۰۷	ارایت الذی یکذب	ارایت
۱۰۵	الم ترکیف فعل ربک	اصحاب الفیل
۷۲	قل اوحی	الجن
۲۶	طسم الشعراء	طسم
۲۸	القصص	طسم
۱۰	یونس	التاسعہ
۱۵	اصحاب الحجر	الحجر
	وغیرہ	وغیرہ

(ج) ابن عباس نے سورہ مائدہ کو آخری مدنی سورہ سے پہلے جگہ دی ہے لیکن حسین اور عکرمہ نے اسے چھٹی مدنی سورہ قرار دیا ہے

(د) ابن عباس نے سورہ تطفیف کو مکی سورتوں کے آخر میں جگہ دی ہے لیکن حسین وعکرمہ نے مدنی دور کی ابتدا اس سورت سے کی ہے۔ یہ ایک معمولی اختلاف ہے لیکن اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ راویوں میں ایک راوی نے ضرور غلطی کی ہے۔

(نوٹ) سیوطی کے اتقان کے دو مطبوعہ نسخوں کا مقابلہ کرنے سے ایک عجیب اختلاف کتابت معلوم ہوا ہے ان میں سے ایک مطبع ازہریہ مصر میں ۱۹۲۵ء میں چھپی ہے اور دوسری کلکتہ میں ۱۸۵۶ء میں شپرنگر نے علمائے مدرسہ عالیہ کلکتہ کی تصحیح کے بعد شائع کی تھی۔ اختلافات یہ ہیں۔

نمبر	مطبوعہ کلکتہ	مطبوعہ مصر
(۱)	صفحہ ۲۰ سطر ۱۳ الحسن	صفحہ ۱۰ سطر ۸ الحسین
(۲)	صفحہ ۲۰ سطر ۲۲ السابعہ	صفحہ ۱۰ سطر ۱۴ التاسعہ
(۳)	صفحہ ۲۱ سطر ۱۰ السابعہ	صفحہ ۱۰ سطر ۲۱ التاسعہ

Marfat.com

مصحف محمد بن نعمان بن بشیر۔

الفہرست میں جو ترتیب سُوَر محمد بن نعمان بن بشیر سے منسوب ہے اسے الندیم نے بہ سلسلہ راویان اس طرح بیان کیا ہے کہ "قرآن کی پہلی سورت جو آنحضرتؐ پر نازل ہوئی وہ اقرأ (۹۶) تھی (مالم یعلم) تک۔ اس کے بعد سورۂ نون پھر المزمل (جس کا آخری حصہ مدینہ جاتے ہوئے نازل ہوا) پھر المدثر نازل ہوئی۔ لیکن مجاہد کا قول ہے کہ یہ المدثر نہیں بلکہ سورۂ "تبت یدا" تھی (ن۔ ف۔ ۲۰) اس کے بعد پوری فہرست سُوَر ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے سورۂ والناس مدنی ہے اور سورۂ لقمان اور سورہ کہف اور سورۂ نحل کے آخری حصہ بھی مدنی ہیں۔ اور سورۂ (۸۳) یعنی تطفیف پوری مدنی ہے اس میں یہ بھی بتایا ہے کہ "معوذتین" سب سے پہلے مدینہ میں نازل ہوئیں۔ اس کے بعد باقی قرآن نازل ہوا۔ (الفہرست ۳۹)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مندرجۂ بالا فہرست میں محمد بن نعمان نے صرف مکی سورتوں کی ترتیب بتائی ہے۔ اگرچہ اسی سلسلہ میں الندیم نے ایک دوسری فہرست بھی دی ہے جو ابن جریج کی روایت سے مدنی سورتوں کی ترتیب کو ظاہر کرتی ہے۔

اس میں بتایا گیا ہے کہ ۸۵ سورتیں مکہ میں اور ۲۸ سورتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔ اس میں مدنی سورتوں کی روایت ابن عباسؓ پر منتہی ہوتی ہے اور تقریباً وہی روایت ہے جو اتقان میں ابن عباس سے مروی ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ۔

۱۔ ابن عباس نے سورۂ احزاب کو مدنی فرمایا ہے اور سورہ الاعراف کو مکی۔ لیکن الفہرست میں یہ ترتیب الٹ گئی ہے یعنی سورۂ احزاب مکی اور سورہ اعراف مدنی ہو گئی ہے۔

۲۔ ابن عباسؓ نے سورہ الرحمٰن کو مدنی بتایا ہے جو بالکل خلاف واقعہ ہے لیکن الفہرست اور روایت بیہقی میں اسے مکی بتایا ہے۔

بہرحال دونوں سندوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مکی سورتوں کی ترتیب (سوائے جزوی اختلاف کے) ایک ہی ہے مثلاً ابن عباس نے سورہ ۸۶ اور ۸۵ کو مکی سورتوں کے وسط میں رکھا ہے۔ لیکن محمد بن نعمان کی فہرست میں سورہ ۸۵ سورہ ۸۶ سے پہلے ہے اور وہ مکی سورتوں کی فہرست کے بالکل آخر میں درج کی گئی ہیں۔

دونوں میں سورۂ فاتحہ نہیں ہے۔ لیکن ابن عباسؓ کی فہرست کے آخر میں سورۂ فاتحہ کا ذکر ہے اس لئے کہ ان کا خیال ہے کہ اس میں سے نصف مکہ میں اور نصف مدینہ میں نازل ہوئی۔ (صفحات ۸ تا ۱۲)

مسلمانوں کی قدیم کتابوں میں ترتیب نزول قرآن کے متعلق صرف اتنا ہی معلوم ہو سکتا ہے جو اوپر درج کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد آج تک کوئی کام نہیں ہوا۔ گذشتہ صدی سے یورپین محققین نے جو کوششیں کی ہیں ان کا خلاصہ بھی درج کر دینا ضروری ہے تاکہ آئندہ ہم جو طریقہ اختیار کریں اس میں ہماری نظر صاف رہے۔

وھو ھذا۔

Marfat.com

۳۔ ترتیب نزول قرآن کے سلسلہ میں مستشرقین کی ناکام کوششیں

میور جہاں تک یورپین محققوں کا تعلق ہے۔ ان سب میں سر ولیم میور کا نام سب سے اونچا نظر آتا ہے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے قرآن کی مختلف سورتوں کی تنزیلی ترتیب کی کوشش کی۔ خود نولڈیکے معترف ہے کہ میور کو قرآن کی سورتوں کی ترتیب کا خیال سب سے پہلے آیا ہے (ن۔گ۔ ۵۹) مارگولیوث کا قول ہے کہ میور نے "لائف آف محمد" بہت زیادہ مسیحی تعصب سے لکھی ہے (دیکھئے انسائیکلوپائیڈیا برٹانیکا (MAHOMET) اگرچہ خود اپنی تصنیف "محمدؐ" میں، وہ میور کی "سیرت محمدؐ" کو آنحضرتؐ پر معتدل اور سنجیدہ تنقید قرار دیتا ہے گو اس کا خیال ہے کہ "اب ایسی کتابوں کی ضرورت نہیں ہے" (دیکھئے دیباچہ صفحہ ۵ "محمدؐ" از مارگولیوث) میور نے اپنے دلائل میں قیاس آرائی سے بہت کام لیا ہے اور بسا اوقات موضوع اور کمزور احادیث سے استدلال کرتا ہے۔ اس کا یہ دعویٰ بغیر کسی سند کے ہے کہ "ابتدائی سورتیں اور دوسرے اقوال محفوظ نہیں رکھے گئے چونکہ انھیں وحی محفوظ سمجھا گیا" اس کا خیال ہے کہ ابتدائی کاتبان وحی ورقہ۔ علیؓ اور خدیجہؓ (زوجہ رسول اللہؐ) تھے (م۔ل۔) اُسے یہ بھی نہیں معلوم کہ ورقہ اندھا تھا۔ علیؓ کی عمر صرف چھ سال کی تھی۔ اور خدیجہؓ نے کبھی کتابت نہیں کی۔ امکانات اور قیاسات کو بنیاد دلائل بنانا اور ان سے دوسرے نتائج کا استنباط کرنا سخت خطرناک ہے بہرکیف اس نے جو چند سورتوں کی ترتیب تاریخی دینے کی کوشش کی ہے وہ اس لئے زیادہ دلچسپ ہے کہ وہ پہلا یورپین مسیحی ہے جس نے قرآن کی سورتوں کی تاریخی ترتیب کی کوشش کی۔

میور نے قرآن کی سورتوں کے چھ دور قرار دئے ہیں (دیکھئے قرآن SPCK اڈیشن اور H.D صفحہ ۴۹۲) وہ درج ذیل ہیں:۔

"پہلا دور ۱۸ سورتوں پر مشتمل ہے جس میں چھوٹی چھوٹی گیتیں یا نثر کے بے جوڑ ٹکڑے ہیں۔ جو محمدؐ نے رسالت (یا خدائی مشن) کا خیال آنے سے پہلے تصنیف کئے ہوں گے۔ اُن میں سے کوئی ٹکڑا بھی ایسا نہیں ہے جو خدا کی پیغام کی صورت میں ہو"

Marfat.com

دوسرے دور میں چار سورتیں ہیں محمد صلعم کی رسالت سورہ ۹۶ سے شروع ہوتی ہے جس میں قراءت کا حکم ہے اور احادیث اُسے پہلی وحی قرار دیتی ہیں"۔

تیسرے دور میں ۱۹ سورتیں ہیں ان میں روز جزا جنت و جہنم کا تذکرہ ہے۔ جو قریش کی روز افزوں مخالفت سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ دور ابتدائے رسالت سے ہجرت حبشہ تک کی سورتوں پر مشتمل ہے۔ یعنی پہلے سال سے پانچویں سال نبوت تک"۔

"چوتھے دور میں ۲۳ سورتیں ہیں۔ یہ محمد (صلعم) کے چھٹے سال نبوت سے دسویں سال تک کی سورتوں پر مشتمل ہے۔ اس دور میں یہودیوں کی مقدس کتابوں کا تذکرہ شروع ہوتا ہے۔ قدیم قوموں اور عرب کی کہانیوں کا ذکر ہے۔ بت پرستی سے عارضی سمجھوتہ سورہ نمبر ۵۳ سے متعلق ہے"۔

"پانچویں دور میں ۲۱ سورتیں ہیں۔ یہ دور آنحضرت کے دسویں سال نبوت سے شروع ہو کر ہجرت مکہ تک حاوی ہے۔ اس زمانہ کی سورتوں میں کچھ بیانات انجیل کے ہیں۔ حج کے احکامات بتائے گئے ہیں۔ قریش کے اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے اور ہمارے سامنے یوم نشر و جزا، جنت و جہنم، ثبوت، توحید اور قدرت و ربوبیت الٰہی کی زندہ تصویریں پیش کی گئی ہیں۔ تدریجاً سورتیں لمبی ہوتی جاتی ہیں۔ اور بعض کئی کئی صفحوں تک پہنچتی ہیں۔ اس زمانہ کی آخری سورتوں میں ہمیں اکثر مدینہ کی آیتیں ملتی ہیں۔ جو کسی مضمون کے سلسلہ میں بڑھائی گئی ہیں۔ مثلاً سورہ ۲۲ کی آیت ۴۰ ایسی ایک آیت ہے جس نے مکہ والوں کے خلاف ہتھیار اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

"چھٹا اور آخری دور بیس سورتوں پر مشتمل ہے جو مدینہ میں دی گئی ہیں" (ہ۔ ڈ ۵۰۹) یعنی وہ سورتیں جو ہجرت مدینہ کے پہلے سال سے آنحضرت کی وفات تک نازل ہوئیں۔

کسی دوسری جگہ ہیں ہم نے میور کی پوری فہرست نقل کی ہے۔ اس نے آنحضرت کی زندگی کے جو مختلف دور قرار دئیے ہیں وہ مسلمان مورخوں کے بیانات سے اخذ کئے گئے ہیں لیکن نوئل دیکے کا خیال صحیح ہے کہ میور نے قرآن کے چھ دور قرار دینے میں غلطی کی ہے (ن۔گ ۵۹) علاوہ بریں اس کے پاس کوئی سند نہیں ہے کہ وہ پہلے دور کی سورتوں کو وحی نہ قرار دے۔ گویا اس نے قرآن کی ۱۸ سورتوں کو اس لئے خارج قرآن قرار دیا کہ اس کے قیاس میں وہ رسالت سے پہلے کی سورتیں ہیں۔ اس کے علاوہ ۲۱ سورتوں کے متعلق وہ اعتراف کرتا ہے کہ میں انھیں کسی خاص دور کے ساتھ وابستہ نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ اسے ان کے نزول کے زمانہ کا یقین نہیں ہے۔

(۲) وائل ڈاکٹر گستاف وائل دوسرا مستشرق ہے۔ جس نے قرآن کی سورتوں کی ترتیب تنزیلی معلوم کرنے کی کوشش کی۔ اس کی کتاب "تمہید قرآن" جو ۱۸۷۸ء میں دوبارہ شائع ہوئی۔ اس مبحث پر مشہور کتاب ہے۔ نوئل دیکے نے اس سے بہت کچھ مدد حاصل کی ہے۔ اور عموماً اسی کے خیالات کی پابندی کی ہے۔

اس کی پہلی کوشش یہ تھی کہ "آنحضرت کی سیرت اور قرآن کی زبان کا مطالعہ کرے (ک۔ ہ، ۱۳۱) اس کا قول ہے کہ صرف اسی طرح ہم کسی حد تک قرآن کی مختلف سورتوں کی تاریخ متعین کرسکتے ہیں (ک۔ ہ ۱۳۲)

"محمد کے عربی سیرت نگاروں کی مدد سے ہم قرآن کے ان حصوں کی تاریخ متعین کرسکتے ہیں، جن میں تاریخی واقعات ہیں۔ جہاں یہ بات نہیں ہے وہاں جس چیز سے مدد ملتی ہے وہ وحی کی صورت اور اس کی معنویت ہے

Marfat.com

(ک۔ ہ۔ ۳۲) اسی لئے اس نے آنحضرتؐ کی زندگی کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے۔

(۱) "شروع میں محمد صلعم بحیثیت ایک مصلح کے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں آپ پر غلبۂ جوش و خروش ہے آپ کی زبان مسجع ہے۔ اس میں شاعری کی سچی رنگینی ہے۔ ان سورتوں میں آپ کے مقصد تبلیغ کا ذکر ہے۔ اس میں وہ روحانی کشمکش ہے جس کے آخر میں آپ کو یقین کامل ہو جاتا ہے کہ آپ کو واقعتہً خدا نے مامور کیا ہے کہ آپ اپنی قوم کی باطل پرستی کو دور کریں۔ اور بت پرستی کی جگہ ایک قدیر و بصیر خدا کی پرستش کو جاری کریں، جو بدکردار اور بے ایمان کو اکثر اس دنیا میں کافی سزا دیتا ہے۔ لیکن آنے والی زندگی میں تو یقیناً سزا دیگا۔ اسی کے ساتھ ساتھ ایمان والوں اور نیک کرداروں کو جزائے خیر دیتا ہے اور دیگا۔ اسی زمانہ سے متعلق آپ کے وہ حملے ہیں جو آپ نے مخالفوں پر کئے ہیں۔ وہ مخالف جو آپ کو ذلیل اور کاذب سمجھتے تھے۔ اسی میں وہ آیتیں بھی ہیں جو خدا نے آپ کے استقلال اور استقامت کے لئے نازل کی ہیں۔ اس زمانہ کی بہت سی سورتوں میں جنت کی مسرتوں اور جہنم کی المناکیوں کو مادی رنگ میں رنگا ہے۔ اور اس میں روز جزا کی ہولناکیوں کو خوفناک لفظوں میں بیان کیا ہے۔ باقی سورتوں میں دعائیں۔ بھجن۔ بددعائیں وغیرہ ہیں" ک۔ ہ۔ ۳۳۔۳۴۔)

اب ہمیں یہ سمجھنے کی کوشش کرنا ہے کہ "وحی کی صورت" سے وائل کی کیا مراد ہے۔ صورت سے اس کا منشا مختلف سورتوں کی طوالت ہے۔ اس لئے کہ اس کا خیال ہے کہ قرآن کی سورتوں کی تدوین اس طرح سے کی گئی ہے کہ لمبی سورتیں پہلے اور چھوٹی سورتیں آخر میں بلحاظ طوالت و اختصار رکھی گئی ہیں (ک۔ ہ۔ ۳۳) اس لئے مختصر سورتیں ابتدائی سورتیں ہیں۔ "معنی" سے اس کا مطلب آنحضرتؐ کی اس تعلیم سے ہے۔ جو ان سورتوں میں دی گئی ہے۔ اور اس تعلیم کے متعلق اس کا خیال ہے کہ یہ "ایسے شخص نے دی تھی جو اپنے ابتدائی دور میں جوش و خروش میں بھرا ہوا تھا۔ اور اُسے یقین نہیں تھا کہ وہ خدا کا پیغامبر ہے۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو صرف ایک مصلح سمجھتا تھا۔"

آنحضرتؐ کو صرف مصلح قرار دینے میں وائل نے صحت کی ہو یا نہ کی ہو۔ لیکن اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ صرف "جوش و خروش" اس چیز کی بنیاد قرار دینے میں اس نے سخت غلطی کی ہے۔ تاکہ اسی کی بنیاد پر وہ کسی سورت کو اس دور سے متعلق ہونا بیان کر سکے۔ ہرشفلڈ نے اس نظریہ کے متعلق جو کہا ہے وہ نہایت معقول معلوم ہوتا ہے۔ اور آیندہ ہم نے تفصیل سے ہرشفلڈ کا یہ بیان درج کر دیا ہے۔

علاوہ بریں ابتدائی دور کی سورتوں کے متعلق جو روایتیں ہیں وہ اتنی متضاد ہیں کہ ہمیں ان سورتوں کے اندر ہی کسی ایسی چیز کو تلاش کرنا ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ سورتیں کس زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ ہم کسی سورت کو محض اس لئے کہ وہ لمبی نہیں ہے یا اس میں جوش و خروش یا شاعری نہیں ہے۔ ابتدائی دور میں بغیر معقول وجہ کے نہیں رکھ سکتے۔

(۲) وائل کا قول ہے کہ دوسرے دور میں محمد (صلعم) ایک نئے مذہب کے بانی کی حیثیت سے ظاہر ہوتے ہیں سنجیدہ غور و فکر بجائے بلند تخیل پرستی کے ظاہر ہونے لگتا ہے۔ شاعری کی جگہ خطابت کا زور معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی زبان سنجیدہ اور منطقی ہو جاتی ہے اور پہلے کی طرح دلی جوش و آمد باقی نہیں رہتا"۔ (صفحہ ۳۲)

"سورتیں کسی قدر طویل ہو جاتی ہیں۔ اور اجزائے ایمان کی انفرادی طور پر تشریح کرتی ہیں۔ یا پرانے لوگوں اور نبیوں کے قصوں کو اس پر زور خطابت سے بیان کرتی ہیں کہ مومنوں کے ایمان میں تقویت اور مخالفین کے دلوں میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ حقیقتاً محمد (صلعم) اپنے آپ کو پرانے نبیوں کا مثل سمجھتے ہیں۔ اور ان کے منہ سے وہ باتیں کرتے ہیں جن کا روئے سخن ملکے والوں کی طرف ہوتا ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ ان نبیوں کو ان کے ہمعصروں نے غلط طور

Marfat.com

پر سمجھا تھا۔ یہاں تک کہ حق کی فتح ہوئی اور گنہگار شرمندہ کئے گئے اور تباہ کر دیئے گئے۔ اسی دور سے وہ سورتیں بھی متعلق ہیں جن میں ان کفر آمیز مطالبہ کے خلاف دلائل ہیں جو ثبوت نبوت کے لئے معجزہ طلبی کی صورت میں کئے جاتے تھے۔ لیکن آپ ہمیشہ وحی کی سچائی کے لئے اس کی معنوی صداقت اور صوری کمال کی طرف اشارہ کرکے بتاتے تھے کہ یہی یقینی نشان (معجزہ) اس کے الٰہی ماخذ (وحی) کا ہے۔ اسی زمانہ سے متعلق کئی خواب ہیں جن میں آپ کے جنوں نے عقیدت کا اظہار کیا۔ اسی میں بیت المقدس تک نصف شب کا سفر (معراج) بھی ہے۔ یہ آسمانی سفر آپ کے ہمعصروں کے نزدیک ایک رؤیا تھا اسی دور میں چند اخلاقی احکام اور نصرانیوں کی تثلیث اور مسیحؑ کی مصلوبیت کی تردید ہے۔ ان سب کے علاوہ بہت سی چیزیں جو خدا۔ وحی۔ یوم آخرت اور حشر کے متعلق پہلے کہی جا چکی ہیں وہ بار بار دہرائی گئی ہیں" (ک۔ ۵۔ ۲۴)

بقول وائل کے اس زمانہ کی خصوصیت یہ ہے کہ آنحضرتؐ ایک نیا "مذہب" پیش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو دوسرے نبیوں کا مثل سمجھتے ہیں۔ جہاں تک "نئے مذہب" کا تعلق ہے ہم اس کا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ یہ قرآن کریم میں موجود نہیں ہے۔ حقیقت میں آپ نے کل مذاہب کی بنیادی توحید کو عقلیت کے اصولوں کے مطابق تسلیم کیا ہے۔ جس کا ہم آئندہ تجزیہ کریں گے۔

اس دور میں کسی قدر طویل سورتوں کو بغیر کسی وجہ کے وائل نے جگہ دیدی ہے۔ یعنی اُسے ان سورتوں میں جوش و خروش" نظر نہیں آتا۔ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ پہلی ہی سورت (سورہ ۹۶) اور اس کے بعد کی سورتیں بھی اتنی ہی "سنجیدہ زبان اور فصاحت کے ساتھ" بیان کی گئی ہیں جتنی کہ دوسری سورتیں ہیں۔

اُس نے اس دور میں جن سورتوں کو رکھا ہے۔ ان کا تجزیہ صحیح کیا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بجائے اصل عربی قرآن کے اس کے ترجموں سے کام لیا ہے۔ اس لئے کہ قرآن میں آنحضرتؐ کے آسمانی سفر کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اور آپ کے ہمعصروں نے نہیں بلکہ خود قرآن کریم نے واقعۂ اسریٰ کو رؤیا قرار دیا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب تک کہ قرآن کریم کا اصل عربی میں مطالعہ اس طرح نہ کیا جائے کہ تفسیروں اور ترجموں پر ہی انحصار نہ ہو تو کسی طرح یہ ممکن نہیں کہ کوئی محقق صحیح نتائج اخذ کر سکے۔

(۳) تیسرے دور کے متعلق وائل کا خیال ہے کہ اس کی زبان بالکل معمولی ہے۔ یہ نہ صرف اس وقت بدمزہ معلوم ہوتی ہے جب کہ آپؐ قوانین و احکام جاری کرتے ہیں اور غزوات کا حال بیان کرتے ہیں۔ بلکہ اس وقت بھی پھیکی ہو جاتی ہے جبکہ آپ صفات الٰہی۔ کائنات کا جمال، روز جزا کی ہولناکیاں اور جنت کی شان و شکوہ ظاہر کرتے ہیں (ک۔ ۵۔ ۳۲)

وائل کا یہ کمال نہیں ہے کہ اس نے معلوم کر لیا کہ اس دور کی سورتیں اور آیتیں طویل ہیں۔ اگر کوئی شخص مدنی سورتوں کا ترجمہ بھی پڑھے تو وہ آسانی سے ان چیزوں کو دیکھ سکتا ہے۔ وائل کی توقعات اس دور کے متعلق بالکل غیر ضروری ہیں۔ اس لئے کہ وہ چاہتا ہے کہ مکی سورتوں کی طرح اس دور کا طرز بیان بھی "شاعرانہ" ہو۔ اُسے یہ جاننا چاہیئے تھا کہ طرز بیان کی تبدیلی محض اتفاقی یا غیر ضروری نہ تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ جاہلیت کی شاعری جامد یعنی غیر تخلیقی ہو گئی تھی۔ اور اس نے اپنی زندگی اور نمو کو ختم کر دیا تھا۔ یہ صرف تک بندی ہو کر رہ گئی تھی۔ چنانچہ قرآن نے اس شاعری کو گمراہی قرار دیا اور اُس نے ایک نیا طرز بیان ایجاد کیا۔ آنحضرتؐ نے جو نثری قسمیں اہل عرب کے سامنے پیش کیں وہ عرب کی لٹریری تاریخ میں ایک تخلیقی دماغ کی جملہ خوبیاں پیش کرتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ بحث کی نوعیت

۱۰۳۶۲

Marfat.com

کے لحاظ سے طرز بیان بھی بدلتا رہتا ہے۔ اسی لئے یہ بالکل غیر فطری چیز ہوگی، اگر قوانین کو نظم میں یا "شاعرانہ" نثر (نثر مرصع) میں بیان کیا جائے۔ قرآن کا ایک یہ بھی مقصد تھا کہ نثر سادہ کے نمونے ایجاد کرے۔ اور شاعری اور شعراء کو بہت پیچھے چھوڑ دے ایک قانون ساز سے یہ توقع کرنا کہ وہ قوانین کو شاعری میں ادا کرے عجیب قسم کا خیال ہے۔ مدنی سورتوں کے متعلق ہرشفلڈ نے یہ غلطی ضرور کی ہے۔

بہر حال وائل کو بہت سی تاریخی چیزیں لمبی سورتوں میں ملیں۔ جن کے خیال سے اس نے انھیں مدنی دور میں جگہ دی، .... لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان سورتوں میں بہت سے ایسے رکوع ہیں جو مختلف اوقات میں نازل ہوئے ہیں اور انھیں مختلف سورتوں میں مضامین کے اعتبار سے بعد میں جمع کیا گیا ہے۔ ان کی ترتیب تنزیلی ... نہیں ہے ... لہٰذا ہمیں بعض مدنی سورتوں کو کئی حصوں میں تقسیم کرنا ہوگا .... تاکہ انھیں صحیح طور پر تاریخی ترتیب دی جا سکے۔ ایسا اتفاق بہت ہی کم ہوا ہے کہ ایک پوری سورت (مدنی دور میں) دوسری سورت کے بعد تاریخی حیثیت سے جمع کی گئی ہو۔

نولڈیکے

میور کی "لائف آف محمد" کی اشاعت کے دو سال بعد تھیوڈور نولڈیکے نے اپنی "تاریخ قرآن" ۱۸۶۰ء میں شائع کی۔ "یہ ایک ایسی کتاب تھی جس پر ۱۸۵۹ء میں پیرس اکاڈمی آف انس کرپشنز نے مصنف کو سرکاری اعزازات دیئے"۔ (ر۔ق۔ ۱۱) اس کا خیال ہے کہ قرآن کی تاریخی ترتیب کا ایک عام تصور ہی "قائم کرنا ممکن ہے"۔ اس لئے کہ مکی سورتوں میں بہت ہی کم تاریخی اشارے ہیں اور مدنی سورتوں میں جو کچھ ہیں وہ اس قابل نہیں کہ ان سب پر اعتماد کر لیا جائے۔ یہ واقعات کہ سورہ ۸ میں غزوہ بدر، سورہ ۳ میں غزوہ احد اور سورہ ۴۸ میں صلح حدیبیہ کا ذکر ہے۔ بالکل غیر مشتبہ ہیں لیکن یہ تاریخی اشارے زیادہ نہیں ہیں اور کسی کسی سورہ میں ملتے ہیں" (ن۔گ ۴۸) اس کا خیال ہے کہ ایک حد تک صحیح ترتیب نزول کا معلوم کرنا ناممکن ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "میور نے تفصیلی طور پر ترتیب معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ اس کا معلوم کرنا ناممکن ہے" (ن۔گ ۵۹) لہٰذا باوجود کوشش کے وہ یقینی نتائج تک نہ پہنچ سکا۔ کچھ دنوں بعد جب اس نے انسائکلوپیڈیا برٹینکا میں اس سلسلہ میں ایک آرٹیکل لکھا تو اسے اپنے ابتدائی نظریات بدلنے پڑے اور اس نے سورتوں کے مختلف اجزاء کے متعلق یہ لکھا کہ "حقیقت میں طویل سورتوں کے بہت سے ٹکڑوں کو ایسا ماننا پڑے گا کہ وہ ابتدا میں الگ الگ تھے حتیٰ کہ چھوٹی سورتوں میں بھی ایسے حصے ملیں گے جو ان میں پہلے نہ تھے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ ہمیں اس چھان بین میں زیادہ اہتمام نہ کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ میں نے اپنے ابتدائی نوشتوں میں کیا ہے۔ اور جیسا کہ سپرنگر بھی کبھی کبھی کرتا معلوم ہوتا ہے۔ یہ چیز بدیہی ہے کہ چند سورتیں ابتدائی سے طویل تھیں۔ مثلاً سورہ نمبر ۱۲۔ اس میں ایک چھوٹی سی تمہید ہے۔ پھر یوسفؑ کی تاریخ ہے۔ اس کے بعد کچھ خاتمہ کے الفاظ ہیں۔ اور یہ سورہ پورے طور پر مسلسل ہے۔ اسی طرح سورہ نمبر ۲۰ موسیٰؑ کی تاریخ بیان کرتی ہے اور مکمل ہے۔ یہی حال سورہ نمبر ۱۸ کا ہے وغیرہ وغیرہ" (انسائیکلوپائیڈیا برطانیکا۔ قرآن)

جہاں تک سورتوں کی ترتیب نزول کا تعلق ہے۔ نولڈیکے صحیح کہتا ہے "کہ ایک ہی روایت ہے جس میں جملہ سورتوں کی ترتیب تنزیلی بتانے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ لیکن یہ کہنا بے سود ہے کہ یہی روایتیں مختلف شکلوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور اس میں یہ بھی ذکر نہیں ہے کہ ہماری موجودہ سورتوں میں مختلف تاریخوں کے حصے شامل ہیں اس روایت میں اتنے شبہات ہیں، یا بلاشبہ غلط بیانات ہیں کہ اس کو زیادہ اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ اس کے

Marfat.com

علاوہ یہ بھی ناممکن ہے کہ محمد (صلعم) کے کسی معاصر نے ایسی فہرست تیار کی ہو۔ اور اگر کسی نے کی بھی ہو تو اس کے لئے تقریباً ناممکن ہو گیا ہوگا کہ ابتدائی مکی سورتوں کے متعلق قابل اعتماد اطلاعات حاصل کر سکے۔" (انسائیکلوپائیڈیا برطانیکا۔ قرآن)

نوئل ڈیکے کے معلومات کا منبع وائل اور میور کی تحقیقاتیں ہیں۔ وہ جا بجا میور کی تنقید کرتا ہے۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ آنحضرتؐ نے کس سال نبوت کا اظہار کیا۔ اس لئے وہ بھی میور کی طرح یہ خیال کرتا ہے کہ ابتدائی دور میں بہت سی سورتیں تھیں۔ اور ان میں سے اکثر ضائع ہو گئیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ بیان محض قیاس آرائی ہے۔ اور اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ پروفیسر وائل سے وہ یہ بھی سیکھتا ہے کہ قرآن کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اسے معلوم نہیں کہ کب ایک دور ختم ہوتا اور دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے خیال میں یہ ادوار بالکل الگ الگ تقسیم نہیں ہیں۔ بعض سورتوں کے متعلق وہ کہتا ہے کہ اس میں شبہ ہے کہ انھیں وسطی گروہ میں رکھا جائے کہ ابتدائی یا آخری دور میں۔ اور ان گروہوں میں بھی یہ قطعی ناممکن ہے کہ کسی حد تک صحیح ترتیب نزول مختلف سورتوں کی بھی معلوم کی جا سکے۔" اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کی سورتوں کی ترتیب جو اس نے دینے کی کوشش کی ہے محض ایک قیاسی چیز ہے۔ اور اس کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں ہے۔ لہذا اس نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ آنحضرتؐ کے نفسیاتی ارتقا کو قرآن کے ذریعہ سے معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس طرح مختلف سورتوں کو مرتب کیا ہے۔ یہ صورت بھی ایک خالص مثال اس مغالطۂ منطقی کی ہے جسے "دوریہ" کہتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ قرآن کی ترتیب کو قرآن ہی کی ترتیب سے معلوم کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ بغیر کسی تاریخی ترتیب قرآن کے یہ ناممکن ہے کہ "آنحضرتؐ کے نفسیاتی ارتقاء پر روشنی پڑ سکے۔ وہ آگے چل کر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ "ایسی صورتوں میں انسان ہمیشہ داخلی مفروضات یا محض اوہام کو یقینی چیزیں مان لینے پر مجبور ہوتا ہے"۔ لہذا نوئل ڈیکے کی پوری کوشش کا خود اس کے الفاظ میں خلاصہ ہے کہ "یہی بہتر ہوگا کہ ہم مکی سورتوں کے تین گروہوں کو کسی حد تک ایک خاص ترتیب کے ساتھ یکجا کر لینے ہی پر قناعت کر لیں" (ا۔ب۔ قرآن)، بہ الفاظ دیگر نہ تو اسے معلوم ہو سکا کہ کب ایک مکی دور ختم اور دوسرا دور شروع ہوتا ہے اور نہ وہ ان سورتوں کی ان ادوار میں ترتیب ہی معلوم کر سکا ہے۔

"مدنی حصہ وحی، خواہ وہ پوری سورت ہو، یا کہ کسی سورہ کا جزو ہو، ہم صاف صاف معلوم کر سکتے ہیں اس لئے کہ ان کے مضامین مکی مضامین سے مختلف ہیں" یہ خیال وہ اس پیراگراف کے شروع میں ظاہر کرتا ہے جس میں قرآن کے مختلف ٹکڑوں کی تاریخ کا بیان ہے۔ لیکن دو ہی جملوں کے بعد وہ ایک شرط سے اسے مشروط بنا دیتا ہے یعنی "مدینہ کی سورتوں کے متعلق بھی بہت کچھ غیر متیقن چیزیں باقی رہ جاتی ہیں۔" اس لئے کہ وہ روایات اور تاریخی حوالوں کے ابہام پر کوئی یقینی رائے نہیں قائم کر سکتا۔

"مدنی سورتوں کا ایک حصہ احکام شرعیہ اور دیوانی و فوجداری قوانین بتاتا ہے۔ اسی میں منافقین اور یہود پر زیادہ سختی سے نکتہ چینی بھی ہے۔ اس کا طرز بیان آخری مکی دور کے بیان سے ملتا جلتا ہے، اور زیادہ تر بالکل سادہ نثر ہے، جس میں کہیں کہیں سجع بھی پایا جاتا ہے (ن۔گ۔ ۵۵)

قرآن کریم کے مکی حصہ کو وہ تین ادوار میں تقسیم کرتا ہے:-

(۱) پہلا دور پہلے سال سے پانچویں سال تک (جذباتی دور ہے۔ سورتیں لمبی نہیں ہیں۔ آیتیں چھوٹی چھوٹی ہیں۔ اکثر سورتیں قسم سے شروع ہوتی ہیں۔ ان میں قیامت، جنت، و دوزخ کا ذکر ہے۔" تاہم یہ بہت ہی مشکل ہے

Marfat.com

کان سورتوں کی تاریخی ترتیب دی جا سکے" ان لوگوں کو جو توحید الٰہی، بعث بعد الموت اور جزا و سزا کا انکار و استہزا کرتے تھے۔ سخت عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور رسولوں کے مختصر قصے درج ہیں۔

(۲) دوسرے دور کی سورتوں میں (پانچویں سے چھٹے سال تک) تخییل کی تیزی تدریجی طور پر کم ہو جاتی ہے تاہم اس میں جوش و خروش موجود ہے۔ لیکن بیان تدریجاً سادہ ہو جاتا ہے۔ سورتیں طویل ہوتی جاتی ہیں۔ جن میں فطرت اور تاریخ سے طویل عبارتوں میں اپیل کی جاتی ہے۔ سورہ فاتحہ اس دور کی ابتدائی سورت ہے۔ رحمٰن کا استعمال اس دور میں زیادہ ہے۔ لیکن یقینی نہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس دور سے متعلق ہے یا نہیں"۔

(۳) مکہ کی تیسرے دور کی سورتیں (ساتویں سال سے ہجرت تک) موجودہ قرآن کا بہت بڑا حصہ ہیں۔ یہ تقریباً بالکل معمولی زبان میں ہیں۔ بعض سورتیں۔ اور آیتیں لمبی ہیں۔ ان میں واعظانہ رنگ غالب ہے" (ن۔گ۔ ۵۵)

(۲) اور انسائیکلوپائیڈیا برطانیکا قرآن)

گرم نے بھی قرآن کی مختلف سورتوں کو ان کے طرز بیان کے لحاظ سے مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔

ایچ گرم

فلیچر نے اپنے آرٹیکل موسومہ "محمڈن ریلیجن" میں انسائیکلوپائیڈیا برطانیکا میں گرم کی ترتیب درج کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے قرآنی سورتوں کو تنزیل کے اعتبار سے نہیں بلکہ ان کی عبارت کے لحاظ سے ان کو مرتب کیا ہے۔ اسی لئے وہ سورہ اقرا (۹۶) کو اپنی فہرست میں بارھویں نمبر پر درج کرتا ہے۔ اگرچہ اس میں شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ پہلی سورت ہے۔ اس نے پہلی جگہ گیارہویں سورت کو دی ہے۔ جو یقیناً بعد کی سورت ہے اور یہ باور کرنا قطعی ناممکن ہے کہ آنحضرت نے اپنا مشن "تبت یدا" سے شروع کیا ہو۔ جس میں انھوں نے اپنا چچا ابولہب سے بیزاری ظاہر کی ہے۔ بہرحال گرم نے اپنی سورتوں کے مختلف گروہوں کو اس طرح یکجا کیا ہے:۔

(۱) مکہ کے پہلے گروہ کو قدیم سجع قرار دیتا ہے۔ یہاں یہ نوٹ کر لینا ضروری ہے کہ "قدیم سجع نثر" کے معنی واضح نہیں ہیں۔ جن لوگوں نے "بدیع" پر قلم اٹھایا ہے۔ انھوں نے سجع کی پانچ قسمیں قرار دی ہیں یعنی:۔

(الف) نثر متوازی جس کے دونوں فاصلے ہم وزن اور ہم قافیہ ہوں۔

(ب) نثر مطرف۔ جس میں ہم قافیہ دو فاصلے ہوں لیکن ہم وزن نہ ہوں۔

(ج) نثر متوازی جس میں ہم وزن جملے ہوں لیکن قوافی نہ ہوں۔

(د) نثر مرصع۔ جس میں ایک جملے کا ہر ایک لفظ دوسرے جملے کے مقابل لفظ کا ہم وزن اور ہم قافیہ ہو

(ہ) نثر متماثل۔ یہی نثر مرصع کی طرح ہوتی ہے۔ صرف فرق اتنا ہوتا ہے کہ الفاظ تو ہم وزن ہوتے ہیں لیکن ہم قافیہ نہیں ہوتے۔

پھر ان سب نثروں کی تقسیم بہ اعتبار آیت یا جملوں کی تعداد کے لئے کی گئی ہے۔ جو یا تو قصیر ہوتی ہے یا طویل۔ اس طرح نثر کی دس قسمیں ہو جاتی ہیں۔ گرم نے نثر کی دو قسمیں کی ہیں جو ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ یہاں یہ بھی نوٹ کر لینا چاہئے کہ بدیع پر لکھنے والوں کی خاصی تعداد (مثلاً باقلانی اور اشاعرہ) اس سے منکر ہیں کہ قرآن میں سجع ہے تاہم اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن کی مکی سورتوں میں اکثر جگہ سجع پایا جاتا ہے۔

(۲) گرم کا قول ہے کہ مکی سورتوں کا دوسرا گروہ ڈھیلی سجع میں ہے۔ یہ ڈھیلی سجع کیا ہے؟ معلوم نہیں۔

Marfat.com

(۳) تیسرا گروہ وہ مدنی سورتوں کا ہے۔ اس کو گرم نے زیادہ معقول طریقہ پر تقسیم کیا ہے۔ اس لئے کہ اس میں مشہور غزوات کا حال ہے۔ اس نے ان کے چار گروہ کیے ہیں

(الف) از ہجرت تا غزوۂ بدر۔ اور چند آیتیں جو مکی سورتوں میں ملائی گئی ہیں۔

(ب) غزوۂ بدر سے غزوۂ احد تک

(ج) غزوۂ احد سے فتح مکہ تک

(د) فتح مکہ کے بعد صرف سورہ (۹) کی آیات ۲۵ تا ۱۲۴

مدینہ کی ان سورتوں کو گرم نے تاریخی حوالوں کی بنیاد پر تقسیم کیا ہے۔ جو بیشتر صحیح ہے۔ لیکن جہاں تک مکی سورتوں کی ترتیب، سیح کے لحاظ سے کی گئی وہ قطعاً غلط ہے۔ اور اس ترتیب سے بالکل مختلف ہے جو ہم نے آئندہ چل کر نفسیاتی تاریخی لحاظ سے ترتیب دی ہے۔

عبدالعزیز مدیر حکومت

ہارٹ وگ ہرش فیلڈ — غالباً ہرش فیلڈ آخری یورپین مستشرق ہے۔ جس نے قرآن کو مختلف زمانوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کی کتاب "نئی تحقیقات متعلق قرآن" ان مضامین کا مجموعہ ہے جو "انڈین انٹی کوئری" بمبئی کی ۲۹ اور ۳۰ نمبروں کی جلدوں میں ۱۹۰۰ء اور ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئیں۔ اس نے قرآن کے مختلف اجزا کی تفسیر بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے نظریات کی تائید میں بعض مہمل نظریات بھی وضع کرلئے ہیں۔ مناسب موقعہ پر ہم اُن کا ذکر کریں گے اس نے "نزدیک ترین" "ترتیبِ قرآن کی سورتوں ہی کی نہیں بلکہ مختلف آیات کی دینا چاہی ہے۔

(ملاحظہ ہو انٹی کوئری جلد ۳۰ صفحات ۵۲۶ تا ۵۲۸)

اُس نے سورہ ۱۱۲ کو ترتیب تنزیلی میں جو نمبر درجہ دیا ہے یہ قطعاً غلط ہے۔ آئندہ ہم دیکھیں گے کہ نہ صرف روایات و تاریخ بلکہ اس سورہ کی داخلی شہادت بھی ظاہر کرتی ہے کہ یہ بعد کے زمانہ کی ہے۔ اُس نے جو سندیں دی ہیں وہ زیادہ تر یورپین ترجمونکی ہیں۔ اور اس کی تحقیقات کا رخ بیجا طور پر غلط ہے۔ عموماً وہ اپنے توہمات کی پیروی کرتا ہے مثلاً۔

"میں سمجھتا ہوں کہ سورہ ۱۱۲ کو ابتدائی وحیوں میں جگہ دوں" آگے چل کر پھر لکھتا ہے کہ اب تک میں نے تین سورتوں کو تاریخی جگہ دینے کی جو کوشش کی ہے وہ، ایک حد تک بڑی ابتدا ہے جس کے ذریعہ سے میں نے قرآن کی سورتوں کی تنزیلی ترتیب کی چھان بین شروع کی ہے۔ میں پہلے ہی سے یہ اقرار کیوں نہ کرلوں کہ اس سلسلہ میں قابل اعتماد نتائج حاصل کرنے کی بہت ہی کم امید ہے۔ اگرچہ وہ اسلام کے تاریخی ارتقا کے معلوم کرنے کے لئے کتنے ہی ضروری کیوں نہ ہوں۔ ہمیں کم از کم ایک مثال تو مل ہی گئی۔ جس نے قرآن کے مدون کرنیوالوں کو حیران کردیا تھا کہ اسے کس سورہ کے ساتھ رکھیں۔ اسی طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔ بہت سی سورتوں کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کب نازل ہوئیں اور اس کو دریافت کرنے کے لئے جو معیاری قاعدے ہیں وہ بہت کم ہیں اور بہت کم ان پر بھروسہ ہوسکتا ہے۔" (ا۔ا۔ جلد ۲۹ صفحہ ۲۰۳)

بہرحال وہ وحی قرآنی کے پانچ گروہ قرار دیتا ہے۔ اور حضرت عائشہ کی روایت سے دلیل لاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ بہت سی بیانیہ سورتیں، قانونی احکام سے پہلے نازل ہوئی تھیں۔" یہ روایت ہم پہلے درج کرچکے ہیں۔ لیکن ہرش فیلڈ کہتا ہے کہ وہ تاہم یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ یہ گروہ پورے طور پر منقسم ہیں۔ بخلاف اس کے وہ ایک دوسرے میں داخل ہوجاتے ہیں۔ یعنی ہر گروہ کے اجزا قدیم ترین سورتوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور بعد کے

Marfat.com

اجزا میں گذشتہ رکوعوں کو دہرایا گیا ہے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی موجودہ تخمینی تقسیم پر بھی یقین نہیں رکھتا کہ وہ صحیح ہے اور وہ صاف صاف اقرار کرتا ہے کہ "ہمیں سورتوں (یا خطبات) کی تاریخی ترتیب دینے کے خیال کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دینا چاہئے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ قرآن کو مضامین کے اعتبار سے تبویب کر کے ہم کسی حد تک قرآن کے ان مفاہم و مطالب کو معلوم کر سکتے ہیں جن سے وہ بنا ہے۔ مدینہ کی سورتوں کے لئے واقعات کی رفتار ایک قسم کے رہنما کا کام دیتی ہے اگرچہ اس پر بھی پورا پورا بھروسہ نہیں ہو سکتا (جلد ۲۹ صفحہ ۲۰۴)

مکی دور کے متعلق اس کی تخمینی ترتیب نزول مندرجہ ذیل چھ حصوں میں تقسیم ہے۔

(۱) پہلا خطبہ جو سورہ اقرأ سے شروع ہوتا ہے جس میں پانچ آیتیں ہیں۔

(۲) اس کے بعد ایسی سورتیں نازل ہوئی ہیں جن سے اعلان بالا کی تائید ہوتی ہے یعنی آنحضرتؐ کی نبوت کی تصدیق ہے

(۳) اس کے بعد فصیح و بلیغ زبان میں ترغیب و ترہیب کی سورتیں ہیں "آپ کے صاحب عقل ہونے میں جو شبہات ہیں اُن کی تردید ہے اور گمراہوں کے لئے سخت سزا کی وعید ہے۔ اس میں سخت قسمیں ہیں جن کی زبان مرصع ہے"

(۴) "ان کے بعد بیانیہ سورتیں ہیں جن میں قدیم قصے اور اناجیل کی کہانیاں ہیں" جبکہ رسول کا سوز و گداز ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ مواعظ اور سزاؤں کا بیان کرتے ہیں"

(۵) "تشریحی خطبات (سورتیں) اس وقت دیئے جاتے ہیں جبکہ آپؐ کی کہانیوں کا ذخیرہ قریب قریب ختم ہونے کو ہوتا ہے اس میں قدرت کی نیرنگیوں اور عظمت کا ذکر ہوتا ہے"

(۶) مندرجہ بالا دور کے اختتام پر قانونی خطبات دیئے جاتے ہیں یعنی جب مسلمان ایسے خطبات کے سننے کے لئے پورے طور پر تیار ہو جاتے ہیں اس میں ایمانداروں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ سچے عقیدے والے مسلمانوں کی زندگی کس طرح بسر کی جائے"

ہرشفلڈ نے "اصطلاح "قانونی" کو بہت عام معنوں میں استعمال کیا ہے تاکہ وہ پڑھنے والے کو حقیقی قانونی سورتوں کے لئے تیار کر سکے جو واقعتاً مدینہ میں نازل ہوئی تھیں۔ اور اس لئے بھی کہ اس نے جو نظریہ ایک دور کا دوسرے دور میں داخل ہونے کا بنایا ہے وہ ثابت ہو سکے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ ہر پھر کے اس کا قائل ہے کہ "قانونی" سے اس کا منشا "اخلاقی" تعلیم ہے (جلد ۳ صفحہ ۱۱۷) بہر حال۔ صاف ظاہر ہے اور خود ہرشفلڈ معترف ہے کہ اس نے جو قرآن کی تبویب کی ہے وہ تاریخی نہیں ہے۔

۶۔ راڈول راڈول نے ۱۸۷۶ء میں قرآن کا ترجمہ شائع کیا اس نے مکی سورتوں کو وائل کی ترتیب کے مطابق ترتیب نزولی دی اور مدنی سورتوں کو نوئل ڈیکے کی ترتیب کے مطابق رکھا۔

۷۔ مرزا ابوالفضل الٰہ آباد سے ۱۹۱۱ء میں مرزا ابوالفضل نے قرآن کا لفظی انگریزی ترجمہ شائع کیا۔ ان کا دعویٰ تھا کہ قرآن کی سورتوں کو ایسی تاریخی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے جو اب تک جملہ علماء نے تسلیم کی ہے وغیرہ" لیکن یہ ترتیب دراصل وہی ہے جو نوئل ڈیکے نے دی ہے۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ شروع کی آٹھ سورتوں میں کچھ تبدیلی کی گئی ہے (یعنی کسی کو پہلے اور کسی کو بعد میں کر دیا گیا ہے) یہ ظاہر ہے

Marfat.com

کہ علمائے اسلام نے یہ ترتیب نہیں دی۔ بہر حال معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ ترتیب منسوخ سمجھ کر مرزا صاحب نے دوسرا قرآن شائع کیا ہے جس کی ترتیب وہی ہے جو مصحفِ عثمانی کی ہے۔

نظرِ ثانی

یورپین محققین کے متعلق اب ہم زیادہ نہیں لکھنا چاہتے۔ جہاں تک ترتیب تنزیلی کا تعلق ہے وہ خود مانتے ہیں کہ یہ ان کے امکان سے باہر تھا۔ ہرشفلڈ کی نیچے لکھی ہوئی رائے اس بیان کی تائید کے لئے کافی ہے۔

ہرشفلڈ کہتا ہے کہ "جہاں تک مکی سورتوں کا تعلق ہے کچھ عام نکات نظر وائل اور میور نے قائم کئے ہیں اور ان ہی کو زیادہ تر نولڈیکے نے لیا ہے تاکہ پیچیدگیوں کو سلجھا سکے۔ یہ سب تمام سورتوں کو تین ادوار میں تقسیم کر دیتے ہیں اور یہ تقسیم بہ ظاہر کم ہونے والے جوش نبوی اور کم جذباتی خطبات اور طوالتِ آیات پر مبنی ہے۔ لیکن ہم بیان کر چکے ہیں کہ شروع ہی سے رسول ص کی تقریروں (آیتوں) میں سنجیدہ غور و فکر موجود ہے اور جوش جذبات کا نظریہ ایسا ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہم اس بیان کردہ "جوش" کا تجزیہ کریں تو ہمیں دو چیزوں میں امتیاز کر لینا چاہیئے۔ ایک جوش تو وہ ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر انسان کے دل میں قائم رہ کر کسی خیال کی دھن میں اسے ..... لگا دیتا ہے اور نتائج کی پرواہ کئے بغیر وہ اپنا کام کرتا رہتا ہے۔ دوسرا جوش خالی خولی جذبہ ہے۔ جو منہ سے بات نکلتے ہی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ پہلا جوش محمد صلعم کے دل میں اس وقت سے موجود تھا جبکہ آپ ص نے منہ بھی نہیں کھولا تھا۔ اور یہ اس وقت تک باقی رہا جبکہ یہ کہا جاتا ہے کہ آپ ص کی تقریریں سنجیدہ اور ٹھنڈی ہو گئی تھیں۔

جوش جذبات کے مختلف مدارج ہیں جو کم و بیش تقریروں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کو صرف اس طرح جانچنا چاہیئے جس طرح کسی انسان کے جذبات کی تبدیلیوں کو جانچا جا سکتا ہے۔ خارجی حالات کا جذبات پر بہت اثر پڑتا ہے۔ وقتی جوش تو محض اتفاقیہ طور پر یا کسی ہمت افزا بات سے بھی پیدا ہو سکتا ہے اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ سورتیں جن میں زورِ بیان یا جوش پایا جاتا ہے صرف ابتدائی دور سے متعلق ہیں۔ اگر ایسا مانا جائے تو سورۂ اقرا ہی سے ہمیں ماننا چاہیئے کہ محمد صلعم میں اصلی جذبہ موجود نہ تھا جو سراسر سورۂ اقرا کی تاریخ کے منافی ہے۔" (جلد ۲۹ صفحہ ۲۰۲)

ایسے منگانا نے ان مستشرقین کے متعلق جنھوں نے قرآن کی تنزیلی ترتیب کی کوشش کی ہے، جو خیال ظاہر کیا ہے وہ غالباً آخری بات ہے۔ اس سے زیادہ نہیں کہا جا سکتا۔ اس میں شبہ نہیں کہ ان کی کوششیں ضرور قابلِ تعریف ہیں۔ اس لئے کہ وہ حقیقت تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ لیکن جن تصنیفوں اور ترجموں سے وہ مدد لیتے ہیں وہ ان یورپینوں کی ہوتی ہیں جو اسلام اور بانیٔ اسلام کے متعلق سخت تعصب رکھتے ہیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن کے متعلق غلط نتائج اخذ کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ بات بلا قصد ہوتی ہے۔ علاوہ بریں جیسا کہ ہم اوپر دکھا چکے ہیں، اکثر مستشرقوں کا عربی ادبیات کا علم ناقص ہوتا ہے۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان میں بہت سے اہلِ علم ہیں جنھوں نے ازمنہ وسطیٰ کے تعصبات کو ترک کر دیا ہے۔ اور عربی زبان میں کہیں نہ کہیں کسی لفظ یا محاورہ کا غلط سمجھنا ان لوگوں کے لئے بھی لابدی ہے جو اس زبان کے ماہر ہیں۔ بہر حال ایسے منگانا کا قول اس امر کے لئے کافی ہے کہ مستشرقین کے صحیح ارادوں کی تشریح کرے۔ وہو ہذا۔

"جو کوششیں یورپینوں نے کی ہیں کہ قرآن کو ترتیب نزول کے مطابق مرتب کریں وہ اتنی ہی ناکام رہیں جتنی کہ مقامی لوگوں کی۔ مثال کے طور پر راڈول کے ترجمہ کو لیجئے۔ اس میں سورہ ۱۴ کو ۲۳ قرار دیا ہے۔ اور

Marfat.com

اور سورہ نمبر ۶ کو نمبر ۸۹ بتایا ہے لیکن سورہ نمبر ۱۶ کی انیسویں آیت میں ہے (وعلی الذین هادوا حرمنا ما قصصنا علیک من قبل وما ظلمناهم ولکن کانوا انفسهم یظلمون ۵ یعنی یہ بات پہلے ذکر کی جا چکی ہے اب سورہ نمبر ۶ کی ۱۴۷ ویں آیت کو دیکھئے۔ (وعلی الذین هادوا حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیهم شحومهما الا ما حملت ظهورهما او الحوایا او ما اختلط بعظم۔ ذالک جزینا هم ببغیهم وانا لصادقون ۵)

اس میں اسی بات کا ذکر ہے یعنی بعض چیزوں کو یہودیوں پر حرام کرنے کا ذکر ہے۔ لہذا اگر مختلف سورتوں کو تاریخی حیثیت سے جمع کرنا ممکن ہو تو سورہ نمبر ۶ کو سورہ نمبر ۱۶ سے پہلے جگہ دینا چاہیئے۔

رسول اللہ کے مفروضہ نفسیاتی ارتقا پر کسی سورہ کی تاریخ کو منحصر سمجھنا فطری طور پر ایک غیر علمی طریقہ ہے اور نہ یہ اس طرح ممکن ہے کہ آپ کے علم کی ترقی کو اس ترتیب کی بنا قرار دے کر کچھ فائدہ حاصل کیا جا سکے۔ مثلاً شپرنگر کہتا ہے کہ ۶۱۷ء میں آنحضرت کو یہ معلوم ہوا کہ ہود اور صالح کی کہانیاں موضوعات میں سے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ نے ان کا آئندہ ذکر کرنے میں احتیاط کی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ان کا ذکر سورہ نمبر ۹ کی ۷۱ ویں آیت میں کیا (الم یاتهم نبا الذین من قبلهم قوم نوح وعاد وثمود وقوم ابراهیم واصحاب مدین والموتفکات اتتهم رسلهم بالبینات۔ فما کان اللہ لیظلمهم ولکن کانوا انفسهم یظلمون ۵) اور احادیث کے مطابق یہ سورت قرآن کی آخری یا اس سے پہلی سورت ہے (ہیسٹنگز انسائیکلوپیڈیا جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۴۵)

۴۔ قرآن کی سورتوں کی فہرستیں

(۱) مختلف لوگوں نے جو مختلف سورتوں کی ترتیب نزول بتائی ہے یا معلوم کی ہے وہ فہرست (الف) میں درج

(۲) فہرست (ب) میں سورتوں کی اُس ترتیب کا جو فہرست الف میں درج کی گئی ہے سورتوں کی موجودہ ترتیب سے مقابلہ کیا گیا ہے یعنی اس ترتیب سے جو موجودہ قرآن میں پائی جاتی ہے۔

اشارات:
- غ ۔ غیر مکمل ترتیب جو ہرشفلڈ نے دی ہے ۔ مکمل فہرست آخر میں ہے ۔
- ؟؟ ۔ تاریخ نزول یقینی نہیں ہے ۔
- س ۔ سورہ ۔
- جزء = سورہ کا جزو

فہرست "الف"

نمبر سلسلہ	محمد نعمان بن بشیر	حسن و عکرمہ	ابن عباس	میور	نوئل ڈیکے	اِچ گرم	ہرشفلڈ	محمد جمیل خاں
						قدیم سجع		
۱	۹۶	۹۶	۹۶	۱۰۳	۹۶	۱۱۱	س ۹۶ - ۱-۵	۹۶
۲	۶۸	۶۸	۶۸	۱۰۰	۷۴	۱۰۷	۸۷	۹۳
۳	۷۳	۷۳	۷۳	۹۹	۱۱۱	۱۰۶	[illegible]	۹۴
۴	۷۴	۷۴	۷۴	۹۱	۱۰۶	۱۰۵	۱۱۳	۱۱۳
۵	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱	۱۰۶	۱۰۸	۱۰۴	س ۴۲/۳ - ۵۱-۴۹	۱۰۵
۶	۸۱	۸۱	۸۱	۱	۱۰۴	۱۰۳	س ۵۲ - ۲۲۸-۲۲۱	۹۷
								دوسرا دور رمضان ۱ [illegible] تا محرم ۴ نبوی تک
۷	۸۷	۸۷	۸۷	۱۰۱	۱۰۷	۱۰۲	س ۲۶ - ۸۵-۲۲۹-۲۲۷	۱۰۶

Marfat.com

نمبر سلسلہ	محمد بن نعمان بن بشیر	حسن و عکرمہ	ابن عباس	میور	نولڈیکے	اچ. گرم	ہرشفلڈ	محمد اجمل خاں
۸	۱۰۲	۸۹	۸۹	۱۰۲	۷۵	۱۰۰	س - ۷۳ / ۱-۱۴	۹۲
۹	۸۹	۹۳	۹۳	۱۰۴	۹۲	۹۹	۷۶	۱۰۰
۱۰	۹۳	۹۴	۹۴	۸۲	۹۰	۱۰۸	۹۴	۹۹
۱۱	۹۲	۱۰۳	۱۰۳	۹۲	۹۴	۹۶	س - ۹۶ / ۶-۱۱	۱۰۳
۱۲	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۵	۹۳	۹۵	۱۱۱	۱۰۲
۱۳	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۸۹	۹۷	۹۴	۱۰۴	۱۰۱
۱۴	۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲	۹۰	۸۶	۹۳	س - ۷۹ / ۱۵-۲۶	۱۱۴
۱۵	۱۰۷	۱۰۷	۱۰۷	۹۳	۹۱	۹۲	س - ۵۳ / ۱-۱۸، ۲۴، ۶۲	۹۱
۱۶	۱۰۹	۱۰۹	۱۰۹	۹۴	۸۰	۹۱	۹۳ / ۱-۸	۱۰۴
۱۷	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۸	۶۸	۹۰	۱۰۹	۶۰
				ابتدائے رسالت			خطابی سورتیں	
۱۸	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۳	۹۶	۸۷	۸۹	۸۱	۸۰
۱۹	۱۱۱	۱۱۴	۱۱۴	۱۱۲	۹۵	۸۸	۸۲	۹۰
۲۰	۱۱۴	۱۱۲	۱۱۲	۷۴	۱۰۳	۸۷	۸۴	۸۹
۲۱	۵۳	۵۳	۵۳	۱۱۱	۸۵	۸۶	۹۹	۸۷
				ہجرت حبشہ کے بعد				
۲۲	۸۰	۸۰	۸۰	۸۷	۷۳	۸۵	۸۰	۱۰۸
۲۳	۹۷	۹۷	۹۷	۹۷	۱۰۱	۸۴	۸۶	۱۰۷
۲۴	۹۱	۹۱	۹۱	۸۸	۹۹	۸۳	۷۵	۱۱۱
۲۵	۸۵	۸۵	۸۵	۸۰	۸۲	۸۲	۸۳	۸۶
۲۶	۹۵	۹۵	۹۵	۸۴	۸۱	۸۱	۸۸ س - ۷۹ / ۱-۱۴۰	۷۳
۲۷	۱۰۶	۱۰۶	۱۰۶	۸۱	۵۳	۸۰	۷۷ س - ۶۹ / ۱-۳۹	۹۵

Marfat.com

نمبر سلسلہ	محمد نعمان بن بشیر	حسن و عکرمہ	ابن عباس	میور	نوئل ڈیکے	انج گرم	ہرشفلڈ	محمد اجمل خاں
۲۸	۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱	۸۶	۸۴	۷۹	۷۰	۸۴
۲۹	۷۵	۷۵	۷۵	۱۱۰	۱۰	۷۸	۵۶ { س-۵۲ / ۱۰-۲۸	۸۲
۳۰	۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴	۸۵	۷۹	۷۷	۷۰	۷۷
۳۱	۷۷	۷۷	۷۷	۸۳	۷۷	۷۶	۱۰۰	۷۵
۳۲	۵۰	۵۰	۵۰	۷۸	۷۸	۷۵	۱۰۱	۵۶
۳۳	۹۰	۹۰	۹۰	۷۷	۸۸	۷۴	۱۰۶	۷۱
۳۴	۵۵	۸۶	۸۶	۷۶	۸۹	۷۳	۱۰۷	۷۹
۳۵	۷۲	۵۴	۵۴	۷۵	۷۵	۷۰	۱۰۸	۸۵
۳۶	۳۶	۳۸	۳۸	۷۰	۸۳	۶۹	۹۰	۷۴
۳۷	۳۸	...	۷	۱۰۹	۶۹	۶۸	۹۲	۸۳
۳۸	۲۵	۷۲	۷۲	۱۰۷	۵۱	۱۱۴	۹۱	۶۸
۳۹	۳۳	۳۶	۳۶	۵۵	۵۳	۱۱۳	۱۰۵	۸۱
۴۰	۳۵	۲۵	۲۵	۵۶	۵۶	۵۶	۱۰۲	۵۱
				سنہ ۶ تا سنہ ۱۰ نبوی				
۴۱	۱۹	۳۵	۳۵	۶۷	۷۰	۵۵	۹۷	۶۹
۴۲	۲۰	۲۰	۱۹	۵۳	۵۵	۵۴	۹۸	۵۴
								رجب سنہ ۵ تا محرم سنہ ۶
۴۳	۵۶	۵۶	۲۰	۳۲	۱۱۲	۵۳	۸۹	۸۸
۴۴	۲۶	۲۶	۵۶	۳۹	۱۰۹	۳۴	۷۲	۷۸
۴۵	۲۷	۲۷	۲۶	۷۳	۱۱۳	۵۱	جز ۸۵	۷۶
۴۶	۲۸	۲۸	۲۷	۶۹	۱۱۴	۵۰	۱۰۳	۵۵
۴۷	۱۷	۱۷	۲۸	۵۴	۱	۱۵	۹۵	ہجرت اولیٰ حبشہ کے بعد ۵۰

Marfat.com

نمبر سلسلہ	محمد بن نعمان بن بشیر	حسن و عکرمہ	ابن عباس	میور	نولڈیکے	اچ۔ گرم	ہرشفلڈ	محمد اجمل خاں
					سنہ ۵ اور سنہ ۶ نبوی		بیانیہ	
۴۸	۱۱	۱۰	۱۷	۳۴	۵۴	۲۲	جزو ۶۸	۵۳
۴۹	۱۲	۱۱	۱۰	۳۱	۳۷	۱۴	۵۱	۶۷
						معمولی سجع		
۵۰	۱۰	۱۲	۱۱	۶۹	۷۱	۴۶	جزو۔ ۲۶	۴۶
۵۱	۱۵	۱۵	۱۲	۶۸	۷۶	۷۲	۵۴	۴۴
۵۲	۳۶	۶	۱۵	۴۱	۴۴	۴۵	۳۷	۱۱۲
۵۳	۳۱	۳۷	۶	۷۱	۵۰	۴۷	۴۴	۳۷
۵۴	۲۳	۳۱	۳۷	۵۲	۲۰	۴۱	۳۸ } جزو۔ ۲۷	۳۲
								ہجرت ثانیہ حبشہ کے بعد
۵۵	۳۴	۳۴	۳۱	۵۰	۲۶	۹۷	۲۸	۱۹
۵۶	۲۱		۳۴	۴۵	۱۵	۴۰	۱۵	۵۲
۵۷	۳۹	۳۹	۳۹	۴۴	۱۹	۳۹	۱۸	۳۸
۵۸	۴۰	۴۰ } ۴۴	۴۰	۳۷	۳۸	۳۸	۱۲	۱۵
۵۹	۴۱	۴۱	۴۱	۳۰	۳۶	۳۷	۱۹	۱۸
							جزو۔ ۳۳	
۶۰	۴۲	۴۲	۴۲	۲۶	۴۳	۳۶	۲۱	۲۰
۶۱	۴۳	۴۳	۴۳	۱۸	۷۲	۳۵	۱۴	۲۳
۶۲	۴۴	...	۴۴	۵۱	۶۷	۳۴	۲۰	۲۱
۶۳	۴۵	۴۵	۴۵	۴۶	۲۳	۳۲	۱۱	۳۶
۶۴	۴۶	۴۶	۴۶	۷۲	۲۱	۳۱	۳۴	۲۶
۶۵	۵۱	۵۱	۵۱	۳۵	۲۵	۶۷	جزو ۷	۱۳
۶۶	۸۸	۸۸	۸۸	۳۶	۱۷	۳۰	جزو ۱۷	۲۵
۶۷	۱۸	۱۸	۱۸	۱۹	۲۷	۲۹	جزو ۴۰	۴۲

Marfat.com

نمبر سلسلہ	محمد بن نعمان بن بشیر	حسن ج عکرمہ	ابن عباس	میور	نولڈکے	ایچ۔ گرم	ہرشفلڈ	محمد اجمل خاں
۶۸	۶	۱۶	۱۶	۱۸	۱۸	۲۸	جزء - ۲۹	۳۴
					سنہ نبوی سے ہجرت تک			
۶۹	۱۶	۷۱	۷۱	۲۷	۳۲	۲۷	جزء - ۱۰	۴۰
۷۰	۷۱	۱۴	۱۴	۴۲	۴۱	۲۶	جزء - ۲۳	۳۹
								چوتھا دور محرم سنہ سے ذی الحجہ سنہ ۹ تک
۷۱	۱۴	۲۱	۲۱	۴۰	۴۵	۷۱	جزء - ۴۶	۱۰۹
۷۲	۳۲	۲۳	۲۳	۳۸	۱۶	۲۵	جزء - ۵	۳۱
۷۳	۵۲	۳۲	۳۲	۲۵	۳۰	۲۰	جزء - ۲	۲۸
۷۴	۶۷	۵۲	۵۲	۲۰	۱۱	۲۳	جزء - ۶	۱۳
۷۵	۶۹	۶۷	۶۷	۴۳	۱۴	۴۳	۱	۱۴
								محرم سنہ تا صفر سنہ ۱۱ھ
							بیانیہ	
۷۶	۶۰	۶۹	۶۹	۱۲	۱۲	۲۱	جزء - ۶۹ / جزء - ۷۱	۳۰
۷۷	۷۸	۶۰	۶۰	۱۱	۴۰	۱۹	جزء ۵۵ / جزء ۵۰	۷
۷۸	۷۰	۷۸	۷۸	۱۰	۲۸	۱	۴۵ / ۴۲	۲۹
۷۹	۸۲	۶۹	۷۹	۱۴	۳۹	۴۲	۴۱ / ۳۵	۳۵
۸۰	۸۴	۸۴	۸۲	۶	۲۹	۱۸	۳۲ / ۶۷	۴۱

Marfat.com

نمبر سلسلہ	محمد بن نعمان بن بشیر	حسن و عکرمہ	ابن عباس	میور	نولڈیکے	ایچ۔ گرم	ہرشفلڈ	محمد اجمل خاں
۸۱	۳۰	۸۲	۸۴	۴۲	۳۱	۱۷	جزو ۲۵ جزو ۲۳	۷۴
۸۲	۲۹	۳۰	۳۰	۲۸	۴۴	۱۲	جزو ۱۶ جزو ۴۳	۱
۸۳	۸۳	۲۹	۲۹	۲۳	۱۰	۱۳	۱۳	۴۵
۸۴	۵۴	۰۰۰ مدنی سورتیں	۸۳	۲۴	۳۴	۱۲	۱۱۳ ۱۱۴	۴۳
۸۵	۸۶ مدنی سورتیں	۸۳	۲۹۱ مدنی سورتیں	۲۱	۲۵	۱۱	۱۷	۲۷
۸۶	۲	۲	۲	۱۷	۵	۱۰	جزو ۳۱	۱۷
۸۷	۸	۳	۸	۱۶	۴۶	۷	۳۶ جزو ۷	۱۱
۸۸	۷	۸	۳	۱۳	۶	۶	جزو ۳۰ ۳۹	۱۴
۸۹	۳	۳۳ ۵	۳۳	۲۹	۱۳ مدنی سورتیں	۹۸	جزو ۴۲ جزو ۴۰ جزو ۲	۱۹
۹۰	۶۰	۶۰	۶۰	۷	۲	۱۰۹ و ۱۱۲ ہجرت مدینہ بدر ۲ سنہ ہجری	جزو ۲۹ جزو ۱۷ جزو ۷	۶ مدنی سورتیں
۹۱	۲	۴	۴	۹۸؟؟	۹۸	۲		۲ سلسلہ دوم

نمبر سلسلہ	محمد بن نعمان بن بشیر	حسن عکرمہ	ابن عباس	میور	نولڈیکے	ایتح۔ گرم	مہر شفلڈ	محمد اجمل خاں
							اس کے بعد قانونی سورتیں ہیں جن کی فہرست آخر میں درج ہے	
۹۲	۹۹	۹۹	۹۹	۲ ؟؟	۶۴	۶۲		۶۲ سنہ ۱ھ
۹۳	۵۷	۵۷	۵۷	۶۴ ؟؟	۶۲	س - ۵		۸ سنہ ۲ھ
۹۴	۴۷	۴۷	۴۷	سنہ ۲ ہجری س - ۸	۸	۸۹-۱۵ ۱۲۰-۱۰۸ ۴۷ اور مکی سورتوں کی کچھ آیتیں	—	۴ سنہ ۲ھ
۹۵	۱۳	۱۳	۱۳	س - ۴۷	۴۷	۸ - ۴ بدر سے	—	۴۷
۹۶		۵۵	۵۵	سنہ ۲ ہجری تا سنہ ۱۰ ہجری	۳	۲۴ احد تک	—	۶۱
۹۷	۷۶	۷۶	۷۶	۶۱ ؟؟	۶۱	۵۹	—	سنہ ۳ھ
۹۸	۶۵	۶۵	۶۵	۵۷ ؟؟	۵۷	۳ احد سے فتح مکہ تک	—	۹۸
۹۹	۹۸	۹۸	۹۸	۴ ؟؟	۴	س - ۲۹	—	۵۹ سنہ ۴ھ
۱۰۰	۵۹	۵۹	۵۹	۶۵ ؟؟	۶۵	۱۲- ۴	—	۶۳
۱۰۱	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰	۵۹ سنہ ۴ ہجری	۵۹	۵۷	—	۲۴ سنہ ۵ھ
۱۰۲	۲۴	۲۴	۲۴	س - ۳۳ ؟؟	۳۳	۶۴	—	۵۸
۱۰۳	۲۲	۲۲	۲۲	۶۳ سنہ ۷ ہجری	۶۳	۶۱	—	۳۳
۱۰۴	۶۳	۶۳	۶۳	سنہ ۵ ہجری س - ۲۴	۲۴	۶۰	—	۴۸ سنہ ۶ھ

Marfat.com

نمبر سلسلہ	محمد بن نعمان بن بشیر	حسن عکرمہ	ابن عباس	میور	نولڈکے	اچ۔ گرم	ہرشفلڈ	محمد اجمل خاں
۱۰۵	۵۸	۵۸	۵۸	۵۸؟؟	۵۸	۵۸	—	۶۰
۱۰۶	۴۹	۴۹	۴۹	۱۱۴؟؟	۲۲	۶۵	—	۱۱۰
۱۰۷	۶۶	۶۶	۶۶	۴۸ سنہ ۶	۴۸	۳۳	—	۵۷
۱۰۸	۶۲	۶۱	۶۲	۶۶ سنہ ۵ھ	۶۶	۶۳	—	۶۴
۱۰۹	۶۴	۶۲	۶۴	۶۰ سنہ ۷ھ	۶۰	۴۹	—	۴۹ سنہ ۹ھ
۱۱۰						۱۱۰	—	۶۶
۱۱۱	۶۱	۶۴	۶۱	۱۱۳؟؟	۱۱۰	۴۸ س۔ ۵ ۱-۱۴	—	۶۵
۱۱۲	۴۸	۴۸	۴۸	۴۹؟؟	۴۹	۶۶	—	۲۲
۱۱۳	۵		۵	سنہ ۶ تا سنہ ۱۰ ہجری	۹	فتح مکہ کے بعد	—	۹
۱۱۴	۹	۹	۹		۵	۹	—	۵

Marfat.com

فہرست "ب"

نمبر سلسلہ	نام سورہ	ابن عباس	محمد بن النعمان بن بشیر	میور	نوئل ڈیکے	راڈول	محمد اجمل خاں
۱	الفاتحہ	؟؟	؟؟	۶	۴۸	۸	۸۲
۲	الم البقرہ	۸۶	۸۷	؟؟	۹۱	۹۱	۹۱
۳	آل عمران	۸۸	۹۰	سنہ ۲ تا ۱۰ ھ	۹۷	۹۷	۹۷
۴	النساء	۹۱	۹۲		۱۰۰	۱۰۰	۹۴
۵	المائدہ	۱۱۲	۱۱۲	سنہ ۶ تا ۱۰ ھ	۱۱۴	۱۱۴	۱۱۴
۶	الانعام	۵۴	۶۹	۸۱	۸۹	۸۹	۹۰
۷	الاعراف	۳۸	۸۹	۹۱	۸۷	۸۷	۷۷
۸	الانفال	۸۷	۸۸	سنہ ۲ ھ	۹۵	۹۵	۹۳
۹	البرائت (توبہ)	۱۱۳	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۳	۱۱۳	۱۱۳
۱۰	یونس (آلر)	۵۰	۵۱	۷۹	۸۴	۸۴	۸۸
۱۱	ہود (آلر)	۵۱	۴۹	۷۸	۷۵	۷۵	۸۷
۱۲	یوسف (آلر)	۵۲	۵۰۵	۷۷	۷۷	۷۷	۷۴
۱۳	رعد (آلمر)	۹۶	۹۶	۸۹	۹۰	۹۰	۷۵
۱۴	ابراہیم (آلر)	۷۱	۷۲	۸۰	۷۶	۷۶	۷۵
۱۵	الحجر (آلر)	۵۳	۵۲	۶۲	۵۷	۵۷	۵۸
۱۶	النحل	۶۰	۷۰	۸۸	۷۳	۷۳	۸۹
۱۷	بنی اسرائیل	۴۹	۴۸	۸۷	۶۷	۶۷	۸۶
۱۸	الکہف	۶۸	۶۸	۶۹	۶۹	۶۹	۵۹
۱۹	مریم (کہیعص)	۴۳	۴۲	۶۸	۵۸	۵۸	۵۵
۲۰	طٰہٰ	۴۴	۴۳	۷۵	۵۵	۵۵	۶۰
۲۱	الانبیا	۷۲	۵۷	۸۶	۶۵	۶۵	۶۲
۲۲	الحج	۱۰۳	۱۰۳	۸۵	۱۰۷	۱۰۷	۱۱۲
۲۳	المومنون	۷۳	۵۵	۸۴	۶۴	۶۴	۶۱
۲۴	النور	۱۰۲	۱۰۲	سنہ ۵ ھ	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۱
۲۵	الفرقان	۴۱	۳۹	۷۴	۶۶	۶۶	۶۶
۲۶	الشعرا (طسم)	۴۶	۴۵	۶۱	۵۶	۵۶	۶۴
۲۷	النمل (طس)	۴۷	۴۶	۷۰	۶۸	۶۸	۸۵
۲۸	القصص (طسم)	۴۸	۴۷	۸۳	۶۹	۶۹	۷۳

Marfat.com

نمبر سلسلہ	نام سورہ	ابن عباس	محمد بن نعمان بن بشیر	میور	نوئل ڈیکے	راڈول	محمد اجمل خاں
۲۹	العنکبوت (الٓمٓ)	۸۴	۸۳	۹۰	۸۱	۸۱	۷۸
۳۰	الروم (الٓمٓ)	۸۳	۸۲	۶۰	۷۴	۷۴	۷۶
۳۱	لقمان (الٓمٓ)	۵۶	۵۴	۵۰	۸۲	۸۲	۷۲
۳۲	السجدہ (الٓمٓ)	۷۴	۷۳	۴۴	۷۰	۷۰	۵۴
۳۳	الاحزاب	۸۹	۴۰	۹۹	۱۰۳	۱۰۳	۱۰۲
۳۴	السبا	۵۷	۵۶	۷۹	۸۵	۸۵	۶۸
۳۵	الفاطر	۴۲	۴۱	۶۶	۸۶	۸۶	۷۹
۳۶	یٰسین (یٰسٓ)	۴۰	۳۷	۶۷	۶۰	۶۰	۶۳
۳۷	الصّٰفّٰت	۵۵	۵۳	۵۹	۵۰	۵۰	۵۳
۳۸	صاد (صٓ)	۳۷	۳۸	۷۳	۵۹	۵۹	۵۷
۳۹	الزمر	۸۵	۵۸	۴۵	۸۰	۸۰	۷۰
۴۰	المومن	۵۹	۵۹	۷۲	۷۸	۷۸	۶۹
۴۱	فصّلت (حٰمٓ)	۶۰	۶۰	۵۳	۷۱	۷۱	۸۰
۴۲	الشوریٰ (حٰمٓ)	۶۱	۶۱	۷۱	۸۳	۸۳	۶۷
۴۳	الزخرف (حٰمٓ)	۶۲	۶۲	۷۶	۶۱	۶۱	۸۴
۴۴	الدخان (حٰمٓ)	۶۳	۶۳	۵۸	۵۳	۵۳	۵۱
۴۵	الجاثیہ (حٰمٓ)	۶۴	۶۴	۵۷	۷۲	۷۲	۸۳
۴۶	الاحقاف	۶۵	۲۷	۶۴	۸۸	۸۸	۵۰
۴۷	محمدؐ	۹۴	۹۵	۹۹	۹۶	۹۶	۹۵
۴۸	الفتح	۱۱۱	۱۱۱	سنہ ۶	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۴
۴۹	الحجرات	۱۰۶	۱۰۶	۹۹	۱۱۲	۱۱۲	۱۰۹
۵۰	قاف (قٓ)	۳۳	۳۳	۵۶	۵۴	۵۴	۴۷
۵۱	الذاریات	۶۶	۶۶	۶۳	۳۹	۴۳	۴۰
۵۲	الطور		۶۷	۵۵	۴۰	۴۴	۵۶
۵۳	النجم	۲۲	[illegible]	۴۳	۲۸	۴۸	۴۸
۵۴	القمر	۳۶	۸۸	۴۸	۴۹	۴۹	۴۲
۵۵	الرحمٰن	۹۶	۳۵	۴۰	۴۳	۴۸	۴۶
۵۶	الواقعہ	۴۵	۴۴	۴۱	۴۱	۴۵	۴۲

Marfat.com

نمبر سلسلہ	نام سورہ	ابن عباس	محمد بن نعمان بن بشیر	میور	نوئل ڈیکے	راڈول	محمد اجمل خاں
۵۷	الحدید	۹۳	۹۴	؟؟	۹۶	۹۹	۱۰۷
۵۸	المجادلہ	۱۰۵	۱۰۵	؟؟	۱۰۶	۱۰۶	۱۰۲
۵۹	الحشر	۱۰۰	۱۰۰	سنہ ۴ھ	۱۰۲	۱۰۲	۹۹
۶۰	الممتحنہ	۹۰	۹۱	سنہ ۷ھ	۱۱۰	۱۱۰	۱۰۵
۶۱	الصف	۱۰۱	۱۰۱	؟؟	۹۸	۹۸	۹۶
۶۲	الجمعہ	۱۰۸	۱۰۸	؟؟	۹۴	۹۴	۹۲
۶۳	المنافقین	۱۰۴	۱۰۴	سنہ ۶ھ	۱۰۴	۱۰۴	۱۰۰
۶۴	التغابن	۱۰۹	۱۰۹	۸۲	۹۳	۹۳	۱۰۸
۶۵	الطلاق	۹۸	۹۸	؟؟	۱۰۱	۱۰۱	۱۱۱
۶۶	التحریم	۱۰۷	۱۰۷	سنہ ۷ تا ۸ھ	۱۰۹	۱۰۹	۱۱۰
۶۷	الملک	۷۶	۷۵	۴۲	۶۳	۶۳	۴۹
۶۸	القلم (ن)	۲	۲	۵۲	۱۸	۱۷	۳۸
۶۹	الحاقہ	۷۷	۷۶	۵۱	۳۸	۴۲	۴۱
۷۰	المعارج	۷۸	۷۷	۳۷	۴۲	۴۷	۱۷
۷۱	نوح	۷۰	۷۱	۵۴	۵۱	۵۱	۳۲
۷۲	جن	۳۹	۳۶	۶۵	۶۲	۶۲	۸۱
۷۳	المزمل	۳	۳	۴۶	۲۳	۳	۲۶
۷۴	المدثر	۴	۴	۲۱	۲	۲	۳۶
۷۵	القیامہ	۳۰	۳۰	۳۶	۳۶	۴۰	۳۱
۷۶	الدہر	۹۷	۹۷	۳۵	۵۲	۵۲	۴۵
۷۷	المرسلات	۳۲	۳۲	۳۴	۳۲	۳۶	۳۰
۷۸	النبا	۷۹	۷۸	۳۳	۳۳	۳۷	۴۴
۷۹	النازعات	۸۰	۷۹	۴۷	۳۱	۳۵	۳۴
۸۰	عبس	۲۳	۲۳	۲۶	۱۷	۲۴	۱۸
۸۱	التکویر	۶	۶	۲۷	۲۷	۳۲	۳۹
۸۲	الانفطار	۸۱	۸۰	۱۱	۲۶	۳۱	۲۹
۸۳	تطفیف	۸۵	۸۴	۴۲	۳۷	۴۱	۳۷
۸۴	الانشقاق	۸۳	۸۱	۲۸	۲۹	۴۳	۲۸

Marfat.com

نمبر سلسلہ	نام سورہ	ابن عباس	محمد بن نعمان بن بشیر	میور	نولڈیکے	راڈول	محمد اجمل خاں
۸۵	البروج	۲۶	۲۶	۳۱	۳۲	۲۸	۳۵
۸۶	الطارق	۳۵	۸۶	۲۹	۱۵	۲۲	۲۵
۸۷	الاعلیٰ	۷	۷	۲۳	۱۹	۲۵	۲۱
۸۸	الغاشیہ	۶۷	۶۷	۲۵	۳۴	۳۸	۴۳
۸۹	الفجر	۹	۱۰	۱۴	۳۵	۳۹	۲۰
۹۰	البلد	۳۴	۳۴	۱۵	۱۱	۱۸	۱۹
۹۱	الشمس	۲۵	۲۵	۴	۱۶	۲۳	۱۵
۹۲	واللیل	۸	۱۲	۱۲	۱۰	۱۶	۸
۹۳	والضحیٰ	۱۰	۱۱	۱۶	۱۳	۴	۲
۹۴	الم نشرح	۱۱	۸	۱۷	۱۲	۵	۳
۹۵	والتین	۲۷	۲۷	۸	۲۰	۲۶	۲۷
۹۶	العلق	۱	۱	۱۹	۱	۱	۱
۹۷	القدر	۲۴	۲۴	۲۴	۱۴	۲۱	۶
۹۸	البینہ	۹۹	۹۹	۱۲؟؟	۹۲	۹۲	۹۸
۹۹	الزلزلۃ	۹۲	۹۲	۳	۲۵	۳۰	۱۰
۱۰۰	العادیات	۱۳	۱۳	۲	۳۰	۳۴	۹
۱۰۱	القارعہ	۲۹	۲۹	۷	۲۴	۲۹	۱۳
۱۰۲	التکاثر	۱۵	۱۵	۹	۸	۱۵	۱۲
۱۰۳	العصر	۱۲	۹	۱	۲۱	۲۷	۱۱
۱۰۴	الھمزہ	۳۱	۳۱	۱۰	۶	۱۳	۱۶
۱۰۵	الفیل	۱۸	۱۸	۱۳	۹	۱۹	۵
۱۰۶	القریش	۲۸	۲۸	۵	۴	۲۰	۷
۱۰۷	الماعون	۱۶	۱۶	۳۹	۷	۱۴	۲۳
۱۰۸	الکوثر	۱۴	۱۴	۱۸	۵	۱۲	۲۲
۱۰۹	الکافرون	۱۷	۱۷	۳۸	۴۵	۹	۴۱
۱۱۰	النصر	۱۰۱	۱۰۱	۳۰	۱۱۱	۱۱۱	۱۰۶
۱۱۱	اللھب	۵	۵	۲۲	۳	۱۱	۲۴
۱۱۲	الاخلاص	۲۱	۱۹	۲۰	۱۴	۱۰	۵۲
۱۱۳	الفلق	۱۹	۲۰	؟؟	۴۲	۶	۴
۱۱۴	الناس	۲۰	۲۱	؟؟	۴۳	۷	۱۴

Marfat.com

تخمینی ترتیب نزول از ہارٹ وگ ہرشفلڈ (انڈین انٹی کوری جلد نمبر ۳۰ سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۵۲۶ تا صفحہ ۵۲۸)

الف ۔ مکی وحیاں

۱۔ پہلا اعلان

سورہ ۹۶ آیت ۱۔۵

۲۔ تائیدی وحیاں

سورہ ۸۷	سورہ ۹۴
〃 ۶۸ آیت ۱۔۳۳	〃 ۹۶ آیت ۶ ۔ ۱۷
〃 ۱۱۲	〃 ۱۱۱
〃 ۶۹ آیت ۴۰۔۵۲	۲ ۱۲۴ آیت ۱۰۴
〃 ۲۶ 〃 ۲۲۱۔۲۲۸	〃 ۷۹ 〃 ۱۵ ۔ ۲۶۔
〃 ۵۲ 〃 ۲۹ ۔ ۴۹	〃 ۵۳ 〃 ۱۔۱۸، ۲۴۔۶۲
〃 ۷۴ 〃 ۱۔۳۰ ۳۵۔۵۵	〃 ۹۳ 〃 ۱ ۔ ۸
〃 ۷۳ 〃 ۱۔۱۴۔	〃 ۱۰۹
〃 ۷۶	

۳۔ فصیح و بلیغ وحیاں

سورہ ۸۱	سورہ ۶۹ آیت ۱ ۔ ۳۹
〃 ۸۲	〃 ۷۸
〃 ۸۴	〃 ۵۶
〃 ۸۹	〃 ۵۲ آیت ۱ ۔ ۲۸
〃 ۸۰	〃 ۷۰
〃 ۸۶	〃 ۱۰۰
〃 ۷۵	〃 ۱۰۱
〃 ۸۳	〃 ۱۰۶
〃 ۸۸	〃 ۱۰۷
〃 ۷۹ آیت ۱۔۱۴	〃 ۱۰۸
〃 ۷۷	

Marfat.com

سورہ ۹۱	سورہ ۸۹
〃 ۱۰۵	〃 ۷۲
〃 ۱۰۲	〃 ۸۵ آیت ۱-۸، ۱۲-۲۲
〃 ۹۷	〃 ۱۰۳
〃 ۹۸	〃 ۹۵

۴۔ بیانیہ وحیاں

سورہ ۶۸ آیت ۳۴-۵۲	سورہ ۲۰
〃 ۵۱	〃 ۱۱
〃 ۲۶ 〃 آیت ۱-۲۲	〃 ۳۴
〃 ۵۴	〃 ۷ آیت ۱-۲۷؛ ۵۷-۱۵۵۔ ۱۸۶-۲۰۵
〃 ۳۷	〃 ۱۷ آیت ۱-۸؛ ۱۰۳-۱۱۱
〃 ۴۴	〃 ۷۳ 〃 ۱۵-۱۹
〃 ۳۸	〃 ۴۰ 〃 ۱-۱۴، ۲۴-۵۷
〃 ۲۷ آیت ۱-۵۹	〃 ۲۹ 〃 ۱۳-۴۲
〃 ۲۸	〃 ۱۰ 〃 ۷۲-۱۰۹
〃 ۱۵	〃 ۲۳ 〃 ۲۳-۵۲
〃 ۱۸	〃 ۴۶ 〃 ۲۰-۳۵
〃 ۱۲	〃 ۵ 〃 ۲۳-۳۸، ۱۰۹-۱۲۰
〃 ۱۹	〃 ۲ 〃 ۲۰۰-۲۱۰
〃 ۴۳ آیت ۲۵-۸۹	〃 ۶ 〃 ۷۴-۹۱
〃 ۲۱	〃 ۱
〃 ۱۴	

۵۔ تشریح کرنے والی وحیاں

سورہ ۷۹ آیت ۲۷-۴۶	سورہ ۳۵
〃 ۷۱	〃 ۳۲
〃 ۵۵	〃 ۶۷
〃 ۵۰	〃 ۲۵ آیت ۱-۶۳
〃 ۴۵	〃 ۲۳ 〃 ۱-۲۲، ۵۳-۱۱۸
〃 ۴۲	〃 ۱۶ 〃 ۱-۱۱۵
〃 ۴۱	〃 ۴۳ 〃 ۱-۲۴

Marfat.com

سورہ ۱۳
" ۱۱۳
" ۱۱۴
" ۱۰ آیت ۱-۵۷، ۵۸-۷۱
" ۳۱ " ۱-۱۰، ۱۹-۳۴
" ۳۶
" ۲۷ " ۶۰-۹۵
" ۳۰

سورہ ۳۹
" ۲۲ آیت ۱-۱۳، ۶۲-۷۱
" ۴۰ " ۷-۲۳، ۵۸-۸۵
" ۲ " ۱۵۸-۱۶۲
" ۲۹ " ۴۳-۶۹
" ۱۷ " ۸۶-۱۰۲
" ۶ " ۹۲-۱۱۷

۲- قانونی وحیاں

سورہ ۲ آیت ۱-۴۵، ۴۶-۶۳
" ۹۳ " ۹-۱۱
" ۲۵ " ۴۴-۶۲
" ۳۱ " ۱۱-۱۸
" ۷ " ۲۸-۵۶
" ۲۹ " ۱-۱۲

سورہ ۴۲ آیت ۱-۱۹
" ۱۷ " ۹-۸۶
" ۶ " ۱۵۲-۱۶۵
" ۹ " ۱۲۹-۱۳۰
" ۸۵ " ۹-۱۱

ب- مدنی وحیاں

سورہ ۳ آیت ۱-۱۹ الف
" ۱۹ ب-۳۷
" ۳۸-۵۸
" ۵۹
سورہ ۵ " ۶۱-۸۸
" ۲ " ۷۰-۹۷
" " ۹۸-۱۱۵
" ۱۱۶-۱۴۷
" ۱۴۳-۱۸۴
" ۲۱۱-۲۴۳
" ۲۴۴-۲۶۸
" ۲۶۹-۲۸۱
سورہ ۸ " ۱-۱۴ (بقیہ پیرا)

سورہ

سورہ ۸ آیت ۴۲-۷۶
" ۳ " ۱-۲۹
" " " ۳۰-۷۵
" " " ۷۶-۹۰
" ۴۷
" ۳ " ۹۱-۱۱۳ (۹)
" " ۱۱۴-۱۳۷
" " ۱۳۹-۲۰۰
" ۵۷
" ۶ " ۱۴۲-۱۸۵
" ۵۹

Marfat.com

سورہ ۶۱
〃 ۶۲
〃 ۱۶ آیت ۱۱۶-۱۲۸ (؟)
〃 ۶۴
〃 ۴ 〃 ۱-۴۵
〃 ۱۲۶-۱۲۹
〃 ۴۶-۶۲
〃 ۷۳-۸۶ (الجد احمد)
〃 ۲
〃 ۴ 〃 ۸۷-۹۵
〃 ۵ 〃 ۵۶-۶۳
〃 ۲ 〃 ۲۸۳-۲۸۴
〃 ۴ 〃 ۹۶-۱۰۵ (سنہ ۴)
〃 ۱۰۶-۱۲۵
〃 ۱۳۰-۱۳۸(؟) ۱۳۹(؟)
〃 ۱۴۰-۱۴۵
〃 ۱۴۶-۱۶۵
〃 ۳۳ سنہ ۵
〃 ۲ آیت ۲۲۴-۲۴۳
〃 ۶۵
〃 ۲۴
〃 ۶۶
〃 ۶۳
〃 ۵۸
〃 ۲۲ آیت ۱۴-۶۱ (سنہ ۶)
〃 ۶۲-۷۸
〃 ۵ 〃 ۳۹-۴۴ (سنہ ۶)

سورہ ۲ آیت ۲۸۵-۲۸۶
〃 ۴۸ 〃 ۱۸-۲۸
〃 ۲ 〃 ۱۸۵-۱۹۶ ۱۹۶ الف، ۱۹۶ ب
〃 〃 〃 ۱۹۹ (سنہ)
〃 ۶۰
〃 ۱۱۰
〃 ۴۹ سنہ ۹
سورہ ۹ آیت ۲۳-۲۶
〃 ۳۸-۷۳
〃 ۴۸ 〃 ۱-۱۷
〃 ۹ 〃 ۷۴-۹۴ (سنہ ۱۰)
〃 ۱۲۰-۱۲۸
〃 ۹۵-۱۱۹
〃 ۱-۱۲
〃 ۳۶-۳۷
〃 ۱۳-۴۲
〃 ۲۸-۳۵
سورہ ۷ 〃 ۱۵۶-۱۶۲
〃 ۵ 〃 ۱-۱۷
〃 〃 〃 ۱۰۹-۱۲۰
〃 ۱۸-۲۲
〃 ۴۵-۵۵
〃 ۶۴-۷۰
〃 ۸۹-۱۰۸ (؟)
سورہ ۶ 〃 ۱۱۷-۱۵۱
〃 ۷۳ 〃 ۲۰ (؟)
〃 ۷۴ 〃 ۳۱-۳۴ (؟)

Marfat.com

غیر معیّن

سورہ	۵۳	آیت	۱۹-۲۳
〃	۳	〃	۱۳۸
〃	۳۳	〃	۴۰
〃	۴۷	〃	۲

سورہ	۴۸	آیت	۲۹
〃	۶۱	〃	۶
〃	۵	〃	۶۳ (؟)
〃	〃	〃	۱۰۱ (؟)

Marfat.com

(الف) مکی اور مدنی سورتوں میں امتیاز کرنے کا طریقہ

گذشتہ مقالہ میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ اب تک قرآن کریم کی تنزیلی ترتیب کے متعلق جتنی بھی کوششیں کی گئی ہیں۔ وہ سب ناکام رہیں۔ مستشرقین نے اپنی شکست کا اعتراف کر لیا ہے اور دوسری طرف خصوصیت سے مسلمانوں نے) اس کی کبھی کوشش ہی نہیں کی۔ ہماری ناچیز کوشش اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے۔ لیکن بفحوائے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ہم سعی کرتے ہیں۔ انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اب تک جو کچھ نتائج نکل سکے ہیں وہ بلا مبالغہ اتنے اچھے اور اطمینان بخش ہیں کہ ابتدا میں وسعت کار کے لحاظ سے ہمیں امید نہ تھی۔ یہ سب توفیق الہٰی کا نتیجہ ہے

یہ تو ہم جانتے ہی ہیں کہ قرآن کریم کی سورتوں کی موجودہ ترتیب ایسی ہے کہ اس میں مکی اور مدنی سورتیں ملی جلی ہیں۔ علاوہ بریں جن سورتوں کی شروع میں مکیہ لکھا ہوا ہے ان میں سے بعض میں مدنی آیتیں شامل کر دی گئی ہیں۔ یا خود مکی آیتیں ایسی ہیں جو مختلف زمانوں میں نازل ہوئی ہیں۔ بہر حال جہاں تک مکی سورتوں کا تعلق ہے ہم ان کو آسانی سے مدنی سورتوں سے الگ کر سکتے ہیں اور یہ بھی معلوم کر سکتے ہیں کہ ایک ہی سورت کے مختلف ٹکڑے (یا رکوع) ایک دوسرے سے الگ ہیں یا نہیں۔ بعض اوقات یہ چیز قرآن کریم کے طرز بیان ہی سے واضح اور نمایاں ہو جاتی ہے، بعض دفعہ سورت کے مضامین سے اور بعض دفعہ دونوں سے۔ لیکن اس زمانہ (مکی) کی سورتوں کو یکے بعد دیگرے تنزیلی ترتیب یا ترتیب تاریخی دینا آسان نہیں ہے۔

جہاں تک مدنی حصہ قرآن کا تعلق ہے ہمیں مورخوں اور محدثوں سے بہت مدد ملتی ہے۔ اگرچہ کبھی کبھی ان کی شہادت بھی متضاد اور ناقابل اطمینان ہوتی ہے۔ لہٰذا ترتیب تنزیل کے متعلق یہی بہترین طریقہ ہو سکتا ہے کہ ہم اسے قرآن کے مضامین کے اندر ہی تلاش کریں

اس میں ہماری رہنمائی کے لئے بہت سے اشارات مل جاتے ہیں۔

سب سے پہلے حضرت عائشہؓ سے ہمیں ایک روایت ملتی ہے جس سے قرآن کے مضامین کی تدریجی ترقی معلوم ہوتی ہے۔

امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک عراقی آیا۔ اور آپؓ سے آپ کے قرآن کا نسخہ طلب کیا تاکہ وہ اپنے قرآن کی مختلف سورتوں کو اسی ترتیب کے ساتھ مرتب کر لے جس طرح ان کے قرآن

Marfat.com

میں بھی لیکن آپ نے فرمایا کہ تم جس ترتیب سے چاہو قرآن کی مختلف سورتوں کو پڑھ سکتے ہو۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ "پہلے چھوٹی چھوٹی سورتیں نازل ہوئی تھیں۔ جن میں جنت و جہنم کا تذکرہ تھا" (اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی مکی سورتوں میں آنحضرت کی حیثیت زیادہ تر ایک منذر یا مزکّی کی تھی۔ یعنی آپ بری باتوں سے ڈراتے تھے اور نیک کام کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دیتے تھے۔) "پھر وہ زمانہ آیا کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی (یعنی ہجرت مدینہ کے بعد) اور حلال حرام کے متعلق احکام نازل ہوئے۔ اگر ابتدائے اسلام ہی سے شراب کی قطعی حرمت کردی جاتی تو لوگ شراب نہ چھوڑتے اسی طرح حرامکاری وغیرہ کے خلاف بھی احکام نازل ہوئے ......" اس حدیث سے مکی اور مدنی حصص قرآن میں امتیاز کرنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث ایک اہم مسئلہ کو بھی حل کر دیتی ہے۔ یعنی قرآن کی مختلف سورتوں کو کسی بھی ترتیب سے پڑھنے میں نہ تو کوئی حرج ہے نہ ناجائز ہے۔

اگر ہم مکی سورتوں کے طرز بیان پر نظر ڈالیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مدنی سورتوں سے بہت زیادہ مختلف ہے۔ مکہ میں آنحضرت ؐ کے پاس ملک و حکومت نہ تھی۔ لہذا یہ قدرتی نتیجہ ہے کہ وہاں قانونی آیتوں کی ضرورت نہ تھی۔ مکہ میں صرف فلسفہ اخلاق پر زور دیا گیا تھا۔ یعنی مکی قرآن اخلاقیات اسلام ہے اور مدنی سیاسیات اسلام۔ اس وسیع بنیاد پر ہم قرآن کے دو حصے آسانی سے کر سکتے ہیں جس میں ایک حصہ قبل ہجرت کا ہوگا اور دوسرا بعد ہجرت کا۔

مندرجہ ذیل قاعدوں سے ہم مکی اور مدنی قرآن میں امتیاز کر سکتے ہیں:۔

(۱) "قرآن کی ہر وہ آیت جو یاایہا الناس کے الفاظ سے شروع ہوئی ہے مکی ہے۔ لیکن اگر یاایہا الذین امنو سے شروع ہو تو وہ مدنی ہے۔ اس پر بھی سورۂ مومنون کے متعلق شبہ ہے" (کتاب التبیان صفحہ ۳) اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتدائے تبلیغ میں آنحضرت ؐ کا روئے سخن مکہ والوں اور دیگر کفار کی طرف تھا۔ اسی لئے انھیں "الناس" کہا گیا۔ نہ کہ مومن یا مسلم وغیرہ

(۲) ہر وہ آیت یا سورہ جس میں لفظ "کلّا" استعمال کیا گیا ہے مکی ہے" (ک۔ ت ۔ ۳) اس کے معنی یہ ہیں کہ مکی طرز بیان مدنی طرز بیان سے مختلف تھا اور خاص زمانوں میں مخصوص الفاظ متواتر استعمال کئے جاتے تھے مثلاً رحمٰن، غنی حمید، لطیف خبیر وغیرہ

(۳) ہر وہ سورت جو حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہے مکی ہے۔ سوائے بقرہ اور آل عمران کے" (ک۔ ت۔ ۳) لیکن یہ الجزائری کی رائے ہے۔ ہم بہرحال ان دونوں سورتوں کی داخلی شہادت پر غور کریں گے اور اس نظریہ کا بھی لحاظ رکھیں گے

(۴) "ہر وہ سورت جس میں آدم و ابلیس ہے مکی ہے۔ سوائے البقرہ کے جو مدنی ہے" (ک۔ ت ۳)

(۵) ہر سورت جس میں منافقین کا ذکر ہے مدنی ہے۔ سوائے عنکبوت کے جو مکی ہے (ک۔ ت۔ ۳) چونکہ عنکبوت میں لفظ "منافقین" ان معنوں میں استعمال نہیں ہوا جن میں یہ مدنی دور میں ہوا ہے۔

(۶) ہر وہ سورت جس میں زمانہ قدیم کے قصص ہیں مکی ہے۔ البتہ سورہ ۹ کی ۶۹ ویں آیت میں

Marfat.com

(الم یاتکم نبأ الذین) کا ذکر نہایت اختصار سے اس لئے آگیا ہے کہ گذشتہ قرآنی تعلیم کا خلاصہ بتایا جا رہا ہے اور یہ سورت مدنی ہے۔

(۷) ہر وہ سورت جس میں اوامر و نواہی اور حدود کا تذکرہ ہے مدنی ہے" (صحیح بخاری حدیث عائشہ رض)

(۸) ہر وہ سورت جس میں سجدہ کا ذکر ہے مکی ہے" (ک۔ت۔۴)

(۹) مکی آیتوں کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ مدنی آیتوں کے مقابلہ میں چھوٹی ہیں اور ان میں بہت سی ایسی ہیں جن میں ایک قسم کا سجع ہے جو مدینہ میں نہیں پایا جاتا۔

تاریخی ترتیب تنزیلی کے اصول

ان اصولوں کو سامنے رکھ کر ہم پورے قرآن کی سورتوں کو مکی اور مدنی میں تقسیم کر سکتے ہیں لیکن مشکل اور بہت بڑی مشکل اس وقت پیش آتی ہے جب ہم اس طرح مرتب کی ہوئی سورتوں کو ترتیب تاریخی کے ساتھ مرتب کرنا چاہتے ہیں۔ مکی قرآن نے یورپین مستشرقین کو حیرانی میں ڈال دیا ہے" اس لئے کہ اس میں انھیں "بہت ہی کم" تاریخی اشارات ملتے ہیں۔ انھوں نے چند عام عنوانات قائم کر لئے تھے۔ جن کے ماتحت مختلف سورتوں کے گروہوں کو تقسیم کر دیا تھا۔

البتہ جہاں تک مدنی سورتوں کا تعلق ہے ان کی تنزیلی ترتیب اتنی مشکل نہیں ہے جتنی کہ مکی کی ہے ان میں تاریخی اشارات بھی پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے ان کی تنزیل کا قطعی صحیح زمانہ متعین کیا جا سکتا ہے لہذا قرآن کے مختلف حصوں (رکوعوں) اور سورتوں کے مخصوص زمانہ نزول کو متعین کرنے کے لئے ہم مندرجۂ ذیل اصول سے مدد لے سکتے ہیں اور ان سے صحیح اور یقینی نتائج مستنبط ہو سکتے ہیں۔

(۱) اصول ارتقا

تاریخ و احادیث سے ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ آنحضرتؐ اپنے ابنائے وطن کی اخلاقی اور سیاسی پستی دیکھ کر بہت زیادہ متاثر ہوئے تھے۔ آپ نے ان کی اصلاح کرنا چاہی تھی۔ مکہ میں تعقل و تفکر د تواریخ کی روشنی میں اخلاقی اصلاح پیش نظر تھی

آپؐ ان میکانیکی اور جامد قوانین کو جو سوسائٹی میں مذہب اور سماج کے نام پر رائج تھے دور کر دینا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لئے آپ نے ایک انقلاب پیش فرمایا اور یہ انقلاب تاریخی استنتاج پر مبنی تھا۔ لہذا آپ نے تدریجی طور پر مستقل اور پائدار بنیادوں پر عملی اخلاقیات کی قائم کرنا شروع کیں۔ عامۃ الناس کے سامنے تدریجاً (یعنی رفتہ رفتہ ارتقائی طریقہ پر) آپ نے ان خیالات کو پیش کیا۔ مستہزئین اور مکذبین سے کہا کہ فکر و تدبر سے کام لو اور گذشتہ تاریخ پر نظر ڈالو۔ مشکلات نے آپ کو ذرہ بھر بھی اس راستہ سے الگ نہیں کیا جو آپ نے اختیار فرمایا تھا۔ آپ کی شان ہمیشہ ایک معلّم کی سی رہی۔ آپ نے اپنی تعلیم کو فلسفیانہ اور مابعد الطبیعی نظریات سے شروع نہیں کیا اور سننے والوں کا لحاظ رکھا چونکہ وہ ایسی چیزوں کو سننے اور سمجھنے کی کوشش بھی نہ کرتے۔ حتیٰ کہ شروع کی سورتوں میں توحید کے مسئلہ کو بھی نہیں چھیڑا گیا۔ ایک مخصوص سلسلے سے

Marfat.com

مختصر خطبات یعنی قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں عامۃ الناس کے سامنے لائی گئیں، اور ان میں اخلاقیات کی اصطلاحوں کو رفتہ رفتہ بتایا گیا۔

اخلاقی حقائق کو اس لئے بار بار دہرایا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں یہ چیزیں مرتسم ہو جائیں، اور ان کے ذہن انھیں قبول کرلیں۔

اس طرح جب ہم قرآن پر نظر ڈالیں گے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ بہت سی سورتیں نہایت سادہ خیالات سے شروع ہوتی ہیں پھر رفتہ رفتہ "یہ سبق" مفصل اور مشرح ہوتے جاتے ہیں۔ یعنی ان کی شرح قصوں، تمثیلوں اور تاریخ سے کی جاتی ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بنیادی ذرات رفتہ رفتہ عظیم الشان عمارت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں گویا اس اصول کے ماتحت ہم یہ کریں گے کہ سادہ اور مختصر سورتوں کو پہلے رکھیں گے اور ان کے بعد تدریجی طور پر تشریحی سورتوں کو بڑھاتے جائیں گے۔

۲۔ اصول ادبی

اگر آپ کسی مصنف کی تصنیف کو سامنے رکھیں اور اس کا تجزیہ کریں تو آپ کو یہ بات صاف نظر آئے گی کہ اپنی ادبی زندگی کے کسی مخصوص زمانے میں وہ چند مخصوص لفظ اور جملے زیادہ استعمال کرتا ہے لیکن دوسرے زمانہ میں وہ اس کثرت سے ان کا استعمال نہیں کرتا۔ یہ چیز قرآن کریم میں بہت نمایاں ہے۔ آنحضرت ایک مخصوص زمانہ میں بعض ایسے جملے اور الفاظ استعمال فرماتے ہیں۔ جو دوسرے دور میں نہیں پائے جاتے۔ اس کی مثال قرآن کے وہ الفاظ ہیں (مثلاً اسماے الٰہی۔ کلّا۔ حروف مقطعات وغیرہ) جن کو مختلف عرب محدثین و مفسرین نے بھی قرآن میں پایا ہے۔ اس بنا پر وحی کے مختلف دور قائم کئے جاسکتے ہیں۔ اور ہر دور کے الفاظ اور انداز بیان میں نمایاں فرق پایا جاسکتا ہے۔

(۳) اصول تاریخی

آنحضرت کی زندگی کے بڑے بڑے چند تاریخی حصے کئے جاسکتے ہیں، اور پھر مندرجہ بالا اصولوں (یعنی اصول ارتقا اور اصول ادبی) کے لحاظ سے جو ترتیب سورِ قرآنی پائی جاتی ہے اس کا ان سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے اس مقابلے سے ایک معمولی سمجھ والا آدمی بھی یہ سمجھ سکے گا کہ ہمارے نتائج یقینی اور بدیہی ہیں اور ذیل میں جو ترتیب تنزیلی دی گئی ہے وہ بالکل فطری اور حقیقی ہے۔

(ب) مکی سورتوں کا خصوصیات تعلیم کے اعتبار سے تجزیہ

قرآن کریم کی جملہ ۱۱۴ سورتوں کے مطالعہ کے بعد ہم انھیں آسانی سے مکی اور مدنی ادوار میں تقسیم کرسکتے ہیں یہ اصول تقسیم اوپر درج کئے جاچکے ہیں۔

اب ہمیں مختلف سورتوں کی داخلی خصوصیات پر نظر ڈالنا ہے ہر سورت کو پڑھنے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس میں مخصوص مضامین ہیں اور اس کے مضامین کئی عنوانات کے ماتحت لکھے جاسکتے ہیں۔ اس طرح ہم نے مختلف سورتوں کے مضامین کو علیحدہ علیحدہ مندرجہ ذیل عنوانات کے ماتحت مرتب کیا ہے۔

Marfat.com

(۱) اسم سورہ اور اسی کے ساتھ قرآن کی موجودہ ترتیب سُوَر میں جو عدد ہے وہ بھی درج کیا گیا ہے مثلاً سورۂ فاتحہ کا نمبر پہلا ہے اس کے بعد سورہ بقرہ ہے جس کا نمبر دوسرا ہے۔

(۲) قرآن کی تعلیمات میں سب سے پہلا درجہ یہ ہے کہ بنی نوع انسان کو ایک ترقی کناں زندگی کے لئے ایک مشترک مرکز بنائے تاکہ وہ مسرت ونعیم کی زندگی پا سکے۔ یہ مرکز ایک اچھے خدا کا تخیل ہے اس لئے شروع ہی میں ہمیں ہر سورہ میں ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ خدا کا نام کتنی بار اور کس صفت یا صفات کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے

(۳) قرآن کریم کی دوسری تعلیمات پر غور کرنے سے پہلے ہمیں مندرجہ ذیل چیزیں نوٹ کر لینا چاہئیں یعنی (الف) وہ اسمار جو آنحضرت صلعم کو بحیثیت ایک معلم کے دیئے گئے (ب) اور خود اس تعلیم کو کس نام سے موسوم کیا گیا۔ ان دونوں چیزوں کے متعلق یہ بھی نوٹ کر لینا چاہیئے کہ مختلف سورتوں میں اسمار رسول دو طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ جو آپ کو خدا نے دیئے۔ دوسرے وہ جو کفار نے دیئے۔ اسی طرح قرآن کریم کی تعلیم کے بھی دو دو نام اکثر سورتوں میں ملتے ہیں۔

(۴) اس کے بعد جن لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے ان کے اسمار کو نوٹ کیا گیا ہے۔ یعنی وہ مومن ہیں یا کافر۔ اچھے ہیں یا بُرے۔

(۵) اس کے بعد قرآن کریم کی کی تعلیم کا (جسے ہم اخلاقیات قرآن کہہ سکتے ہیں) تجزیہ کیا گیا ہے۔ ان سورتوں کے مضامین سے ہمیں ان سورتوں کی حالت کا اندازہ ہو جاتا ہے جن سے قرآن نے خطاب کیا ہے۔ اس طرح ہم ہر سورت کو ان لوگوں کی زندگی کے ایک خاص دور سے متعلق کر سکتے ہیں۔

(۶) اگر کسی سورہ میں کوئی مخصوص یا نئی تعلیم ہے تو وہ علیحدہ عنوان کے ماتحت درج کی گئی ہے یعنی ایسی تعلیم جو پہلی دفعہ کسی سورہ میں دی گئی ہے۔ اور اس سے پہلے دوسری جگہ نہیں دی گئی وہ نوٹ کی گئی ہے اس سے ہمیں اس امر میں مدد ملتی ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ قرآن کے بنیادی اصول کس ترتیب سے انسانوں کے سامنے لائے گئے۔

(۷) اس کے بعد قرآن کے وہ بیانات ہیں جو جنت دوزخ۔ بعث بعد الموت، یوم الدین وغیرہ سے متعلق ہیں

(۸) مندرجۂ بالا عنوان سے ملتا جلتا ہوا عنوان ان مضامین سے متعلق ہے جو ہیئت قرآنیہ اور غیب کا ذکر کرتا ہے۔ مثلاً خلق سماوات وارض شیطان، جن فرشتے۔ آیات (معجزات) وغیرہ

(۹) جن لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے انھیں کس طرف لیجایا جا رہا ہے یعنی وہ اعمال جن کی ان سے امید کی جاتی ہے یا جن کی طرف انھیں متوجہ کیا گیا ہے ان کی دو قسمیں، اچھے اعمال اور بُرے اعمال ہیں انھیں خیر وشر کے عنوانات کے ماتحت رکھا گیا ہے۔

(۱۰) خاتمہ پر قدیم تاریخ وقصص بھی نہایت اختصار کے ساتھ نوٹ کئے گئے ہیں۔

اس طرح ہم نے قرآن کریم کی مختلف سورتوں کی جدولیں بنائی ہیں۔ جن سے ایک نظر میں معلوم

Marfat.com

ہو جاتا ہے کہ قرآن کے مختلف پہلو کس طرح تدریجی طور پر لوگوں کے سامنے لائے گئے۔ یہ فہرستیں اس مضمون کے خاتمہ پر درج کر دی گئی ہیں اور ان سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم چند مخصوص حصوں پر تقسیم ہے۔ یہ حصے آنحضرت کی مکی زندگی سے کامل مطابقت رکھتے ہیں اگرچہ آنحضرت کے مکی زندگی کے پورے حالات کتب سیر و احادیث سے فراہم ہونا دشوار ہیں۔ تاہم جہاں جہاں آنحضور کی سیرت میں خلا نظر آتا ہے وہ قرآن کی سورتوں سے پورا ہو جاتا ہے اور ان سے بہت سے واقعات پر صحیح تاریخی روشنی پڑ سکتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم کی سیرت پر قرآن کریم کی ترتیب تنزیلی کی روشنی میں ایک مکمل سیرت لکھے جانے کی سخت ضرورت ہنوز باقی ہے اور اس میں تو شبہ کی ذرا بھی گنجایش نہیں کہ بہت سی مشکلیں اور مبہم اخلاقی اصطلاح قرآن کو ترتیب تنزیلی کی صورت میں مطالعہ کرنے سے، نہ صرف روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہیں بلکہ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر قرآن کی تاریخی ترتیب پیش نظر ہوتی، تو بہت سے اسلامی فرقے محض لفظوں کے ہیر پھیر میں پڑ کر ایک دوسرے سے آویزش نہ کرتے

لہذا تیسری چیز جو قرآن کریم کی تاریخی ترتیب سمجھنے میں معاونت کر سکتی ہے وہ رسول کریم کی سیرت بحیثیت ایک انسان کے ہے۔ ایک ایسے انسان کی سیرت جنھوں نے نہایت غور و خوض اور الہی روشنی (وحی) کی مدد سے اس چیز کو اپنا مقصد حیات بنا لیا کہ نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کی اصلاح ہونا چاہئے۔ ایسے انسان کے لئے ضروری تھا کہ خدا کی مدد سے وہ ایک مخصوص طریقہ کار سامنے رکھے اور یہ طریقہ کار ان لوگوں کے اخلاقی اور طبعی ماحول کا بھی لحاظ رکھے جن کے سامنے ابتداء میں یہ طریقہ پیش کیا جائے

(ج) سیرت رسول اللہ صلعم ایام جاہلیہ میں

آنحضرت کی مکی زندگی کو بہت سے ادوار میں اس لحاظ سے تقسیم کیا جا سکتا ہے کہ آپ کو کیا کرنا پڑتا تھا۔ اور کن کن دشواریوں کا تدریجی اور فطری طور پر سامنا کرنا ہوتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک مسئلہ کو جب انسانی مواد سے کام پڑتا ہے تو اسے مخصوص طریقہ سے ہی کام کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ کار وہ خود سوچ سمجھ کر انسانی ضروریات کے لحاظ سے بناتا ہے۔ کبھی تو اسے اپنے طریقۂ کار کو بدلنے کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی اسے دوسرے مصلحوں کے تجربات کو استعمال کرنا پڑتا ہے، یعنی ایسے تجربات جن کا تاریخی اثر اس زمانے میں باقی ہو

اسلام کی اصطلاح میں رسول اللہ اسے کہتے ہیں جو اس خدائی جوہر سے معمور کیا گیا ہو جس کے ذریعہ سے انسانیت کی اصلاح ہو سکتی ہو۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جو اپنے وقت کے امام تھے "حقیقت نبوت" کے متعلق (فصل ۵۶ حجۃ اللہ البالغہ) حقیقت النبوۃ و خواصھا کے عنوان سے اس مضمون کی نہایت عالمانہ اور واضح تشریح فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"اعلیٰ ترین انسان وہ ہیں جن میں عقل و بصیرت ہے (یعنی مفہّم) یہ مفہّم اصلاح کنندہ ہوتے ہیں۔

Marfat.com

ان کی ملکوتی صفات بہت اونچی ہوتی ہیں۔ وہ کسی مقصد کی امداد خدائی مدد کے ذریعے سے کر سکتے ہیں۔ علم اور احوال الٰہی کا ملاءِ اعلیٰ سے ان پر نزول ہوتا ہے۔ ایسے اصحاب کی طبیعت اور چلن ہمیشہ متوازن ہوتا ہے۔ (یعنی وہ افراط اور تفریط سے بچ کر ہمیشہ اوسط کی راہ پر رہتے ہیں) یہ طبیعتیں نہ تو جزئی امور سے زیادہ پریشان ہوتی ہیں نہ اتنی زیادہ حساس ہوتی ہیں کہ جزئیات سے کلیات نہ اخذ کر سکیں، یا صورت سے معنی نہ الگ کر سکیں۔ وہ اتنے کم عقل بھی نہیں ہوتے کہ جزئی سے کلی یا صورت سے معنی تک نہ جا سکیں۔ وہ نہایت ثبات کے ساتھ سنت راشدہ پر عمل کرتے ہیں۔ وہ عبادت میں توازن قائم رکھتے ہیں، اور معاملات انسانی میں انصاف کرتے ہیں۔ وہ انتظام امور میں کلی یا عام طریقہ (تدبیر کلی) اختیار کرتے ہیں تاکہ انسانیت کا عمومی طور پر فائدہ ہو۔ وہ کسی کو ایذا نہیں پہونچاتے سوائے اس کے کہ اتفاقاً کسی کو تکلیف پہونچ جائے یا اس ایذا رسانی سے بنی نوع انسان کا مشترک فائدہ ہو۔ وہ ہمیشہ عالم غیب کی طرف مائل رہتے ہیں اور اس کا اظہار ان کے چہرے، گفتگو اور چلن سے ہوتا ہے۔ ان کے پورے وجود سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مدد غیب سے ہو رہی ہے۔ وہ اپنے تھوڑے سے عمل سے خدا کی وہ نزدیکی اور طمانیت قلب حاصل کر لیتے ہیں جو دوسرے انسان نہیں حاصل کر سکتے۔ یہ اصحاب یعنی مفہّمین کئی قسموں کے ہوتے ہیں اور ان میں مختلف قابلیتیں ہوتی ہیں۔

(۱) الکامل۔ وہ مفہّم ہوتا ہے جو زیادہ تر خدا سے وہ علوم حاصل کرتا ہے، جو انسان کے انفرادی دلوں کو عبادت کے ذریعہ سے پاکیزہ بنا سکیں۔

(۲) الحکیم۔ کو خدا وہ مکمل اخلاقی قوانین بتاتا ہے جو انسان کی خانگی اور منزلی زندگی کو خصوصاً اور دوسری چیزوں کو عموماً ترقی دینے میں مدد دیتے ہیں۔

(۳) الخلیفہ۔ وہ ہوتا ہے جو خدا سے ایسے علوم حاصل کرتا ہے جن سے انسانوں کی سیاسی زندگی کی تنظیم ہو سکے۔ پھر اس کی خدا اس طرح مدد کرتا ہے کہ وہ انسانوں میں عدل قائم رکھ سکتا ہے اور دوسروں کے مظالم کے خلاف جنگ کر سکتا ہے۔

(۴) المؤید بروح القدس وہ انسان ہوتا ہے جو ملاءِ اعلیٰ تک رسائی رکھتا ہے۔ یہ جماعت فرشتگان اس سے بات چیت کرتی ہے۔ تعلیم دیتی ہے۔ اپنے آپ کو اس پر ظاہر کر دیتی ہے۔ اور اس سے بہت سے معجزات ظہور میں آتے ہیں۔

(۵) الھادی والمزکی وہ ہوتا ہے جو اپنے دل اور زبان میں فرشتوں سے نور حاصل کر لیتا ہے۔ لوگ اس کی صحبت سے ہدایت پاتے ہیں۔ اس کے پیرو فراغت اور نور حاصل کرتے ہیں وہ ان کے تزکیہ اور ہدایت کا ہمیشہ کوشاں رہتا ہے۔

(۶) الامام وہ شخص ہوتا ہے جس کے علم کا اکثر حصّہ کسی قوم کی اصلاح اور تجدید سے نسبت رکھتا ہے اور وہ ہمیشہ احیائے ملّت میں سرگرم رہتا ہے۔

(۷) المنذر وہ شخص ہے جو اس دنیا کی آنے والی مصیبتوں سے ڈرانے کے لئے مامور

Marfat.com

من اللہ ہوتا ہے یا وہ یہ کہتا ہے کہ ایک خاص قوم اللہ کی لعنت کی مستحق ہے یا وہ اُن واقعات کی خبر دیتا ہے جو مرنے کے بعد پیش آنے والے ہیں (قبر) اور دوبارہ زندہ ہونے کے بعد کے واقعات (حشر) بتاتا ہے۔ یہ باتیں وہ اپنے نفس سے علیحدہ ہوکر (تجرد عن نفس کے بعد) معلوم کرتا اور بتاتا ہے

(۸) النبی۔ جب خدا کی مصلحت یہ تقاضا کرتی ہے کہ انسانوں کے پاس ایک مفہّم بھیجے، تاکہ انھیں تاریکی سے روشنی میں لانے کا سبب بنے، تو وہ ایک قانون بناتا ہے کہ انسان اس کی جسمانی اور روحانی فرمانبرداری کریں وہ ملائے اعلیٰ میں فرمان جاری کرتا ہے کہ جو لوگ اس (نبی) کی پیروی نہ کریں ان پر لعنت بھیجیں۔ خدا اُس (نبی) کی خبر دیتا ہے اور اس کی اطاعت فرض ہو جاتی ہے ایسے شخص کو نبی کہتے ہیں۔ (الحجۃ اللہ البالغہ فصل ۵۶)

مندرجۂ بالا بے مثل تحلیل کی روشنی میں، جس سے نبوت تک پہنچنے کے مدارج کا سلسلہ معلوم ہوتا ہے ہم آنحضرت کی زندگی کو کئی ادوار میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ نبی ہونے سے پہلے کی زندگی ہمیں مفصل طور پر دستیاب نہیں ہوسکتی لیکن یہ ضروری ہے کہ ہم آپ کی اس زندگی کو خاص حالات کا بغور مطالعہ کریں تاکہ آپ کی نبوی زندگی کا صحیح اندازہ ہوسکے اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اس زمانے کے عرب کی حالت کا بھی مطالعہ نہایت ضروری ہے اس سے نہ صرف "ایام تمر دسر کشی وجہل" کی عام حالت معلوم ہوگی، بلکہ وہ تمام مذاہب اور توہمات بھی معلوم ہوجائیں گے جو اس زمانے میں پھیلے ہوئے تھے، اس طرح اسلام کا ایک تقابلی مطالعہ، یعنی ایسا مطالعہ جس میں اس کا دوسرے مذاہب سے تقابل کیا جائے ناگزیر ہو جاتا ہے۔

اس لئے اب ہم نہایت اختصار سے آنحضرت ؐ کی اُس زندگی کے حالات لکھتے ہیں جب آپ درجۂ نبوت تک نہیں پہنچے تھے۔

آپ کے دادا کا نام عبد المطلب تھا۔ عبد المطلب کی یثرب میں ۴۹۷ء میں ولادت ہوئی اور بالغ ہونے کے بعد مکّہ میں سکونت اختیار کرلی یہ مقام (یعنی مکّہ) عبد المطلب کے بزرگوں کا وطن رہ چکا تھا۔ اور ان کا تعلق قبیلہ قریش کی ایک چھوٹی شاخ بنو ہاشم سے تھا گویا ان کا خاندان مکّے کے شرفا کے بہترین گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ عبد المطلب کے والد کا نام ہاشم تھا۔

مکّے میں ایک مقدس عبادت گاہ تھی جس کا نام کعبہ تھا۔ یہاں عربستان کے ہر حصّہ سے کعبہ اور اس کے بتوں کی پرستش کے لئے عرب جمع ہوتے تھے۔ مکّے کا تاریخی کنواں (زمزم) (جہاں حضرت اسمٰعیل معہ اپنی والدہ حضرت ہاجرہ کے قیام کر چکے تھے) عرصہ ہوا خشک ہو چکا تھا۔ اب تجارتی کارروانوں نے اپنا راستہ بدل دیا تھا اور مکہ سے ان کا گذرنا بند ہو چکا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ رومیوں نے سمندر کا راستہ دریافت کرلیا تھا اور اسی راستے سے یمن اور ہندوستان سے تجارت ہونے لگی تھی۔ لیکن چونکہ ابتک (موہنجودارو) کے ٹھیکروں پر لکھے ہوئے کتبات کا صحیح حل نہیں ہوسکا۔ اس لئے یہ بتانا مشکل ہے کہ سندھ اور یمن کی قدیم تہذیب اور شاداب زمین کس طرح تباہ ہوگئی۔ بہر حال خشکی کا راستہ دوبارہ پانچویں یا چھٹی صدی عیسوی میں جاری ہوگیا تھا اور زیادہ پانی کی احتیاج نہ صرف زائرین وحجاج کے لئے ہونے لگی تھی، بلکہ ان کارروانوں کے لئے بھی، جو ایک سوق (یا بازار) سے دوسری سوق اور ایک ملک سے دوسرے ملک تک آتے جاتے

لگے تھے اور مکہ پھر گزرگاہ خلائق بن گیا تھا۔

عبدالمطلب کو خیال پیدا ہوا کہ وہ مقام کھودا جائے جہاں کسی زمانے میں زمزم کنواں تھا۔ اس سے نہ صرف یہ مشکل حل ہوجاتی تھی کہ دور دراز کے کنوؤں سے پانی لایا جائے، بلکہ عبدالمطلب کی شہرت بھی بڑھ جاتی تھی کہ وہ قدیم روایت کا احیا کر رہے ہیں یعنی حضرت اسمٰعیل کی یادگار کو دوبارہ منصۂ شہود پر لاتے ہیں۔

اس کے چند دنوں کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے بیٹے عبداللہ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن یہ بھی چاہتے ہیں کہ کسی ترکیب سے اس کی جان بچ جائے۔ ہوا یہ تھا کہ انھوں نے منّت مانی تھی کہ اگر میرے دس بیٹے پیدا ہوجائیں گے تو ان میں سے ایک کو خدا کے نام پر ذبح کردوں گا۔ اتفاق سے قرعۂ فال عبداللہ کے نام پر پڑا۔ لیکن ایک عورت نے ترکیب بتائی تو ان کی جان بچی۔ یعنی قربان گاہ کے کاہن سے کہا گیا کہ ایک طرف دس اونٹ رکھو اور دوسری طرف عبداللہ۔ اور قرعہ ڈالو۔ ہر دفعہ عبداللہ ہی کے نام پر قرعہ پڑتا تھا اور ہر دفعہ دس اونٹ بڑھائے جاتے تھے۔ تاآنکہ سو اونٹ ایک طرف اور عبداللہ ایک طرف ہوگئے۔ آخرکار قرعہ سو اونٹوں پر پڑا اور عبداللہ کی جان بچی۔ کہتے ہیں کہ اسی وقت سے انسان کا خوں بہا سو اونٹ قرار پایا۔ یہ عبداللہ جو ذبیح اللہ بھی ہوگئے تھے آنحضرت صلعم کے والد تھے اور یہ حدیث کہ آنحضرت دو ذبیحوں (یعنی عبداللہ اور اسمٰعیل ع) کے بیٹے ہیں، اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ یہ قصّہ اپنی بنیادیں صداقت پر رکھتا ہے۔

عبدالمطلب کے مال اور اولاد، اور فیاضی نے انھیں حرب بن امیہ بن عبدشمس کی آنکھوں کا کانٹا بنا دیا۔ یہ عبدشمس عبدالمطلب کا چچا تھا۔ اس لئے حرب عبدالمطلب کا بھتیجہ ہوا۔ ان دونوں کی دشمنی اتنی بڑھی کہ قدیم دستور کے مطابق حرب نے اپنے مالدار اور فیاض چچا (عبدالمطلب) کو مفاخرت کا چیلنج دیدیا۔ ایسے مفاخرت کے مقابلوں میں دونوں مقابلہ کرنے والے اپنی اپنی فیاضی، شجاعت اور مروّت کے کارنامے سناتے تھے مفاخرت ہوئی۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حرب کو شکست ہوئی۔ اور ہاشمیوں اور امویوں میں منافرت کی دیوار حائل ہوگئی۔

اب وہ سال آیا جس نے عرب کے اجتماعی حالات میں ایک تغیر عظیم پیدا کر دیا۔ ۵۷۰ء میں یمن کے حاکم ابرہہ نے اپنے شہنشاہ یعنی شاہ حبشہ (ابی سینیا) کے حکم سے مکہ پر اس غرض سے حملہ کر دیا کہ بتخانۂ کعبہ کو مسمار کر دے۔ ابرہہ نصرانی تھا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ عرب کے لوگ خانۂ کعبہ کی بتوں کو چھوڑ کر اس کے بنائے ہوئے کنیسہ کے خداؤں کی پرستش کرنے لگیں۔ لیکن جب اس کی فوج مکہ کے قریب پہنچی تو کارکنانِ قضا و قدر نے ایسے قدرتی اسباب مہیّا کر دیئے کہ اس کا پورا لشکر تباہی کے منہ میں جا پڑا۔ ایک سخت وبا بھی نمودار ہوئی اور فوج کا اکثر حصہ لقمۂ اجل ہوگیا۔ بیہقی کا قول ہے کہ چیچک کی ابتدا اسی وقت سے ہوئی ہے (س۔ ق۔ ۴۳)۔ عربوں کا قاعدہ تھا کہ اپنی تاریخیں کسی مشہور لڑائی کے نام سے شروع کرتے تھے۔ اب اس لڑائی کے نام سے یہ سال نامزد ہوا۔ اور چونکہ اس میں ہاتھی بھی لائے گئے تھے اس لئے یہ سال "عام الفیل" کے نام سے مشہور ہوگیا۔ اور اسی لڑائی کے سال سے جنتری کا شمار ہونے لگا، جیسے

Marfat.com

نصرانیوں کی جنتری حضرت عیسیٰ کے وفات سے شروع ہوتی ہے۔ اسلام کے بعد ہجرت مدینہ والا سال بہت اہم قرار پایا۔ اور حضرت عمرؓ نے سال ہجرت سے تاریخ کا شمار مقرر کیا۔

عبداللہ بن عبدالمطلب ۵۴۵ء میں پیدا ہوئے تھے ان کا حضرت آمنہ سے ۲۴ سال کی عمر میں (یعنی عام الفیل سے ایک سال پہلے) نکاح ہوا تھا۔ عبداللہ شام میں بغرض تجارت گئے تھے۔ واپسی میں ان کا انتقال یثرب میں ہوگیا اور اس کے چند دنوں کے بعد ابتدائے موسم بہار، یعنی ربیع الاول ۵۷۰ء میں جناب محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت مکہ میں ہوئی۔

قبیلہ سعد کی ایک دائی حلیمہؓ نامی نے دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا اور آپ نے حلیمہؓ سعدیہ کے بچوں کے ساتھ پانچ سال تک صحرا کی پاک وصاف ہوا میں تربیت پائی اور قبیلہ بنی سعد میں خالص ترین عربی زبان سیکھی اس کے بعد ایک سال تک اپنی والدہ کے ساتھ رہے اور ان کے ساتھ یثرب گئے پھر مکہ واپس ہوئے۔ راستے میں ابواء کے قریب ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا اور یتیم محمدؐ (صلعم) کو ماں کا سایہ اٹھ جانے کے بعد عبدالمطلب کے پاس لایا گیا۔ عبدالمطلب نے مرتے وقت اس بچہ کو ابوطالب کے سپرد کر دیا۔

ابوطالب کے ساتھ آپ ۵۸۲ء میں شام کے ایک تجارتی سفر میں گئے۔ وہاں آپ نے عربوں اور غیر عربوں کا (جو زیادہ تر یہودی، نصرانی، اور کچھ بت پرست رومی بھی تھے) فرق دیکھا ہوگا اتنی کسنی میں یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ آپ نے مختلف یہودی فرقوں اور نصرانی نسطوریوں، آریوں اور کنفیوشیوں کے اختلافات پر عمیق نظر ڈالی ہوگی۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ سفر نے آپ کو مختلف اقوام و ممالک کی ایسی معلومات بہم پہنچائی ہوگی جو اس ماحول سے بالکل مختلف تھی جس میں آپ نے پرورش پائی تھی۔

آپ نے ان اقوام کے قصے بھی سنے ہوں گے جو کسی زمانے میں ان مقامات میں آباد تھیں اور جو آپ کے زمانے میں موجود تھیں ممکن ہے کہ آپ ؐ ابیحر کے کھنڈروں سے بھی گذرے ہوں، جو قدیم زمانے کی قوموں کی یادگار کی طور پر اب تک شام کے راستے میں ملتے ہیں۔

جب یہ سب شام سے واپس ہوئے تو حرب فجار شروع ہوگئی اور چار سال تک قریش وہوازن کے قبیلوں نے جنگ کرنے کے بعد آخر کار صلح کی۔ کہا جاتا ہے جناب محمد (صلعم) اس لڑائی میں اپنے چچاؤں کو تیر لاکر دیتے تھے۔ اس کے بعد ہم آپ کو ایک جماعت کا رکن بنتے ہوئے دیکھتے ہیں جس کا نشا غریبوں اور مسکینوں کی حمایت وحفاظت کرنا تھا۔ اس جماعت کا نام حلف الفضول تھا۔ پھر آپ اس حیثیت سے نظر آتے ہیں کہ آپ ایک حکم (سرپنچ) ہیں اور خانہ کعبہ کی دیوار میں حجر اسود کو لگا رہے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی، اور آپ کے فیصلے نے ایک خونریز جنگ سے نہ صرف قبائل مکہ کو بچالیا بلکہ انھیں آپ کے فیصلے سے خوشی اور اطمینان بھی حاصل ہوگیا آپ اتنے متدین اور پرہیزگار تھے کہ سب آپ کو الامین کے لقب سے پکارتے تھے۔

تاریخ وسیرت سے اس زمانہ کے زیادہ حالات معلوم نہیں ہوتے آپ کے متعلق ہمیں یہ بات بھی معلوم ہے

Marfat.com

کہ آپ مکہ کی ایک مالدار خاتون کے تجارتی کاموں کے ذمہ دار ہو گئے تھے اور دمشق اور دوسرے مقامات میں گئے تھے" (الف لام ۲۲) حضرت خدیجہ کو آپ کی نگرانی تجارت کی وجہ سے زیادہ فائدہ ہوا تھا۔ ان کی عمر چالیس سال کی تھی اور گذشتہ دو شوہروں سے اولاد بھی ہوئی تھی۔ اس وقت آپؐ کی عمر پچیس سال کی تھی۔ حضرت خدیجہ نے ایسے متدین شوہر کو پسند کیا ان کا نکاح ہو گیا۔ حضرت خدیجہ کے والد خویلد ایک طاقت ور سردار تھے اور حرب فجار میں قریش کے ایک دستہ کے کپتان تھے۔ بہر حال نکاح ہر طرح مبارک ثابت ہوا۔ اور دونوں کی زندگی مطمئن اور مسرت بخش ثابت ہوئی۔

۲۵ سے ۴۰ سال کی عمر تک آپؐ کی متاہل زندگی کے کوئی حالات ہم تک نہیں پہنچے۔ بس اتنا معلوم ہے کہ ۳۵ سال کی عمر میں آپ نے حجر اسود نصب کیا اور عام طور سے آپ الامین مشہور تھے۔ لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ۲۵ سے چالیس سال کی عمر تک آپ نے ایک خاموش (غور و فکر کی) زندگی بسر کی۔ ہم یہ بھی قیاس کر سکتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کے کاروبار کی نگراں کی حیثیت سے آپ نے عربستان کے مختلف اسواق (بازار) ضرور دیکھے ہوں گے۔ آپ کو نہ صرف عربستان کا علم تھا، بلکہ آپ اپنے پڑوس کے ملکوں کے مذہبوں، رسموں اور طرز حکمرانی سے بھی واقف تھے۔ آپ نہ صرف حنیفی (ابراہیمی) صابی اور بت پرستوں کے مذاہب کو جانتے تھے۔ بلکہ آپ کے پاس کافی ذرائع معلومات تھے کہ آپ بنو تمیم اور ایران کے مذاہب زردشتی و مانوی کو جان لیں اور یثرب کی یہودیت اور یمن، شام، اور حبشہ کی نصرانیت کو بھی سمجھ لیں۔

ظاہر ہے کہ چالیس سال تک کی عمر کا زمانہ اس امر کے لئے کافی تھا کہ آپؐ کی ذہنی اور روحانی تربیت ہو جائے۔ چالیس برس کی پختہ عمر میں آپ ایسے عظیم الشان کام کے لئے تیار ہو چکے تھے جس میں ایک تجربہ کار انسان کے پُر سکون قلب کی ضرورت تھی نہ کہ ایک جوشیلے نوجوان کی آتش مزاجی کی۔ آپ کی آئندہ زندگی کے تاریخی حالات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہ صرف ابی سینیا اور یمن سے واقف تھے بلکہ آپ عرب اور بیرون عرب کے کل بادشاہوں سے واقف تھے۔ اخیار کے سلسلہ میں آنحضرتؐ کے خطوط سب سے قدیم ہیں، اور ان سے پورے طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ تمام ان اقوام و ملوک سے واقف تھے جو عرب کے چاروں طرف تھے۔

آپ کی قبل بعثت کی زندگی کا ایک اور واقعہ قابل توجہ ہے اور مورخوں نے اس پر بہت ہی سطحی نظر ڈالی ہے۔ عام طور پر یہ بات کہی جاتی ہے کہ ابولہب آنحضرت کا سخت ترین دشمن تھا۔ لیکن یہ چیز یاد رکھنا چاہیئے کہ بعثت سے قبل وہ آپؐ کا اور آپ کے خاندان کا گہرا دوست تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ ابولہب کا نام ایک برا لقب ہے، جو آنحضرتؐ نے اسے دیا تھا۔ لیکن ابن سعد اس کی تردید کرتا ہے اور کہتا ہے "کہ یہ لقب اس کے والد کا دیا ہوا تھا" اس لئے کہ ابولہب بہت وجیہہ اور جمیل تھا۔ اور اس کے گال آتشیں سرخی لئے ہوئے تھے" (س۔ ط۔ ۱۵۷) دوسروں کا خیال ہے کہ ایک دفعہ ابولہب اور ابو طالب میں کسی بات پر کشتی ہو گئی۔ ابولہب نے ابو طالب کو گرا دیا اور سینہ پر بیٹھ گیا یہ دیکھ کر محمد (صلعم) نے ابولہب کو اس کے بال پکڑ کر گھسیٹ لیا۔ جس پر ابولہب نے کہا ہم دونوں تمہارے چچا ہیں، تمہیں کسی طرف نہ بولنا چاہیئے تھا۔ لیکن آپ نے جواب دیا کہ میں ابو طالب کو تم سے زیادہ چاہتا ہوں (س۔ ق۔ ۵۷) لیکن یہ سب کہانیاں

بعد کی تصنیف معلوم ہوتی ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ یہ ابولہب ہی تھا جس نے اپنی لونڈی ثویبیّہ کو آپ کی ولادت کے بعد ہی دودھ پلانے کو بھیجا تھا اسی دائی نے ابولہب کے چھوٹے بھائی حمزہؓ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ (م۔ ل۔

۵) اور دونوں خاندانوں میں دوستانہ تعلقات اتنے بڑھتے رہے تھے کہ جناب محمد (صلعم) کی دو بیٹیاں رقیہ اور ام کلثوم، ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو بیاہی گئی تھیں۔ غالباً ابولہب کی بیوی ام جمیل اور اس کے بیٹے آنحضرت کی بیٹیوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے تھے۔ اس لئے کہ عتبہ نے رقیہ کو اور عتیبہ نے ام کلثوم کو طلاق دیدی تھی ان میں سے رقیہ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا گیا۔ اور ام کلثوم آنحضرت کے ساتھ مکہ میں رہیں اور ہجرت کے کچھ دنوں بعد مدینہ لائی گئیں اور رقیہ کے انتقال کے بعد ۶۲۳ء میں غزوۂ بدر کے بعد ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا گیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ ابولہب اپنے قبیلۂ بنو ہاشم سے بالکل الگ ہوکر دوسرے قبائل کے ساتھ ہوگیا تھا اور شعب ابوطالب میں اپنے قبیلہ کے ساتھ محصور نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ ابوطالب کا دشمن تھا۔ اور آنحضرت کا بھی مخالف تھا۔ مزید برآں آنحضرت کی آخری مکی زندگی میں مسلسل آنحضرت کو بُرا بھلا کہتا رہا۔ ذاتی نفرت رفتہ رفتہ اسلام کی نفرت میں بدل گئی۔ لیکن ابتدا محض خانگی جھگڑوں سے شروع ہوتی معلوم ہوتی ہے۔ آخر کار وہ مکہ میں بدر کی فتح کے بعد مر گیا............ غالباً وہ اتنا ضعیف ہوگیا تھا کہ وہ خود کفار قریش کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوسکا۔

مکے کی سورتوں میں اکثر مقامات پر آپ کی قبل بعثت کی زندگی کی نہایت گہری تصویر نظر آتی ہے آپ کی یتیمی، آپ کی غریبوں اور غلاموں سے محبت، آپ کے تجارتی تجربے اور فطری ماحول سے قربت سب ابتدائی سورتوں میں ظاہر ہے۔

(د) رسالت کے بعد آنحضرتؐ کی زندگی کے مختلف مدارج

محمد (صلعم) کی تبلیغی زندگی اس وقت شروع ہوئی۔ جب آپ کی عمر کا چالیسواں سال تھا۔ اسی سال آپ رسول اللہ ہوئے۔ عام الفیل کے بعد یہ چالیسواں سال تھا۔

اسلام کے مبلغ کی حیثیت سے مکی زندگی میں آپ کو متعدد لقب دیئے جا سکتے ہیں۔ بہترین خطابات وہ ہیں جن میں آنحضرت کو خود قرآن نے مختلف سورتوں میں مخاطب کیا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے مفہم کے تخیل کا جو تجزیہ کیا ہے اور جسے ہم اوپر درج کر چکے ہیں، وہ قرآن سے ماخوذ ہے۔ ان تعریفوں کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت کا کام بہ یک وقت مختلف القاب کے ماتحت آسکتا ہے۔ لیکن اگر ہم ایک ہی لقب کی توصیف کرنے لگیں، تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری صفات آنحضرت میں موجود نہیں تھیں۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی ایک زمانے میں آپ میں بجائے 'انذار' کے 'ہدایت' کی صفت زیادہ غالب ہو اور ہم یہ کہہ سکیں کہ آپ اس وقت زیادہ "ہادی" ہیں "نذیر" نہیں۔ اس طرح سے کسی ایک مقررہ وقت میں آپ کے کام کا نمایاں عنصر ایک ہی لقب کے ماتحت بیان کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

مزید برآں یہ ایک حسن اتفاق ہے کہ آنحضرت کے "قرآنی القاب" قرآن کو مخصوص ادوار میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے ان خطابات کے ماتحت تدریجاً نئے نظریات بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً جب آپ بطور امام کے کام کرتے ہیں تو خدا کے لئے "رب" کا نام استعمال ہوتا ہے۔ لیکن جب آپ "منذر" ہو جاتے ہیں تو رب کے ساتھ ملایئکہ کا نام استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح آپ کی تبلیغی زندگی کا ہر دور دوسرے سے ممتاز نظر آتا ہے۔ لیکن آپ کے اعمال و خیالات کا تسلسل باقی رہتا ہے۔

آنحضرت کے مخصوص نفسیاتی پہلوؤں کا ذکر مختلف سورتوں کے مجموعوں کے ساتھ کیا جائیگا۔ یہاں ہم اختصار کے ساتھ صرف آپ کی مکی زندگی کے مختلف مدارج نمایاں کر دینا چاہتے ہیں۔

(۱) امام (۱۷ رمضان ۴۰ھ سے ۴۳ھ محمدی تک)

شاہ ولی اللہ نے جو مدارج حیات اوپر بتائے ہیں۔ ان میں سے کئی درجے آپ طے کر چکے تھے۔ آپ کامل حکیم اور ہادی ہو چکے تھے۔ جوں ہی آپ کو اس امر کا شعور ہوا کہ اب وقت آگیا ہے کہ روح القدس اور ملائے اعلیٰ کی امداد سے آپ اپنے دوستوں سے سوسائٹی کی تجدید کے لئے اعانت چاہیں اور فطری مذہب کے اُن اصولوں پر عمل کرائیں جو بہت زمانہ پہلے حضرت ابراہیمؑ نے شروع کیا تھا، آپ امام ہو گئے۔ آپ نے پہلی وحی کے بعد اس چیز کا فیصلہ کیا کہ ایک عرصہ تک خاموشی اور خفیہ طریقہ پر کام کیا جائے۔ یہ زمانہ کم و بیش تین سال کا تھا۔ اس تیاری کے زمانہ کا اکثر حصہ اس زمانے سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے جس میں کہ وحی کی لوگوں کو ضرورت نہ تھی۔ یہ وقفہ جس میں "وحی" کا عوام کے لئے نزول بند ہو گیا تھا، فترۃ الوحی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ اقرأ (سورہ ۹۶) کے بعد آپ پر ضرور وحی نازل ہوئی تھیں جنھیں آپ نے اپنے مخصوص دوستوں کو سنایا ہوگا۔ اس زمانے میں آپ اپنے دوستوں اور مددگاروں کو خفیہ طریقے پر منظم کر رہے تھے۔ اس زمانے کی وحیاں (یا سورتیں) بہت کم ہیں جو صرف مخصوص دوستوں کے لئے تھیں (دیکھئے بخاری باب اول بدء الوحی) اس دور عمل میں آنحضرت کے کوئی لقب قرآن میں مذکور نہیں ہیں۔ اور نہ اس کی ضرورت تھی۔ علانیہ تبلیغ کا یہ زمانہ نہیں تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ خفیہ سوسائٹی کے ممبروں کو بھرتی کرنے میں سرگرم تھے۔ دوست تیار کئے جا رہے تھے۔ کہ قربانی، ضبط و نظم اور خدمت کی زندگی بسر کریں۔ ان لوگوں کے سامنے ایک صاف اور واضح نصب العین رکھ دیا گیا تھا جو بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے تیار ہوئے تھے۔

(۲) منذر و مزکی (۴۴ھ سے وسط ۴۵ھ محمدی تک)

جب آپ کی زندگی کا چوالیسواں سال شروع ہوا تو آپ نے علانیہ تبلیغ شروع کر دی۔ سب سے پہلے اپنے خاندان بنی ہاشم سے شروع کیا۔ اور رفتہ رفتہ یہ دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ جس میں پہلے مکہ کے اطراف کے لوگوں سے تبلیغ کی گئی۔ اسی زمانے سے کفار نے مخالفت شروع کی۔ اس طرح آپ نے ایک،

Marfat.com

سال سات ماہ تفکر اور تزکیہ خلق میں صرف کیا۔

(۳) نبی و بشیر۔ (رجب ۴۵ھ تا ختم ۴۶ھ نبوی)

آپ نے اپنی عمر کے پینتالیسویں اور چھیالیسویں سال عوام کے اعتراضات کے جواب دینے میں صرف کئے اس زمانے میں قدیم تاریخ کی مثالیں دی گئیں۔ اسی لئے نبی (یعنی ان واقعات کی خبر دینے والا، جن کا عوام کو عام طور پر علم نہ تھا) آپ کا لقب قرار پایا۔ آپ اس زمانے میں ایک بشارت دینے والے کی حیثیت سے بھی کام کر رہے تھے۔ اس لئے کہ آپ ان لوگوں کو ایک اچھی زندگی کی خوش خبری دیتے تھے جو صراط مستقیم کی پیروی کریں۔

اسم رحمٰن سب سے پہلی دفعہ اسی زمانہ میں قرآن میں استعمال کیا گیا۔

(۶) رسول (تیاری رسالت) تین سال۔ شعب ابو طالب

محرم ۴۷ھ سے ۴۹ھ محمدی کے ختم تک آپ مع اپنے خاندان بنو ہاشم اور بنو مطلب کے شعب ابو طالب میں محصور کر دیئے گئے۔ یہاں آپ نے آیندہ جدوجہد کے لئے اپنی قوتوں کو منظم کرنا شروع کیا اور اپنے ساتھیوں کو آنے والی زندگی کی امیدوں پر خوش رکھنے کی کوشش کی اور اپنا وقت آیندہ کے عمل کا خاکہ بنانے میں صرف کیا۔ اسی درمیان میں قرآن کے اندر بنو اسرائیل کی پرانی روایات زیادہ تفصیل سے بیان ہوئی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقابلتاً یہ زندگی اتنی جدوجہد کی نہیں تھی۔ اگرچہ آپ کا اور آپ کے ہمراہیوں کا مقاطعہ بہت سخت تھا۔ جس طرح آپ نے تین سال خفیہ تبلیغ میں بسر کئے تھے اور آپ بحیثیت منذر کے ظاہر ہوئے تھے اسی طرح رسول یعنی قانون ساز اور سلطنت کے بنانے والے کی حیثیت سے ظاہر ہونے کے لئے یہ ضروری تھا کہ آپ پھر تین سال کے لئے تیاری کی زندگی بسر کریں۔

(۵) رسول۔ (تین سال دو ماہ) تبلیغ فی القبائل۔

محرم ۵۰ھ سے صفر ۵۳ھ نبوی تک، پھر آپ کو تنہا بغیر کسی رفیق کے کام کرنا پڑا۔ اس کے بعد مقاطعہ ختم ہو گیا۔ آپ جہاں چاہتے جا سکتے تھے۔ اس زمانے کے متعلق تاریخ اور حدیث سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ آپ کو مکے میں بھی دعوت و ارشاد کی اجازت تھی۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ آپ نے حوالی مکہ میں جو قبائل تھے ان میں کام کیا۔ اس زمانے کے لئے رسول کا خطاب نہایت ہی موزوں ہے۔ کیونکہ اس سے ایک ایسے پیغام برالٰہی کا تخیل ظاہر ہوتا ہے، جس میں اخلاقی اور سیاسی قوتیں، انسانیت کے مفاد کے لئے جمع ہو جائیں۔ درحقیقت یہ زمانہ گذشتہ دور ہی سے تعلق رکھتا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ شعب میں آپ عامۃ الناس میں تبلیغ نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن اس دور میں آپ جہاں چاہتے جا سکتے تھے۔

Marfat.com

یہ زمانہ آپ کی عمر کے تریپنویں سال میں ختم ہوتا ہے۔ جب کہ صفر کے مہینہ میں آپ نے ہجرت یثرب کی

ہماری ترتیب نزول

مکی قرآن کے متعلق ہم نے مندرجہ بالا طریقے سے کام لیا۔ سب سے پہلے ہم نے یہ کیا کہ ہر سورت کو ان مضامین کے اعتبار سے جو اس میں بیان کئے گئے ہیں مختلف عنوانات کے ماتحت تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد ہم نے ادبی، ارتقائی اور تاریخی اصولوں کی روشنی میں ہر سورت کو یکے بعد دیگرے مرتب کیا۔

اس طرح سے جو نتائج حاصل ہوئے۔ ان سے تعلیم کا تسلسل پورے طور پر نمایاں ہو گیا ہے۔ یہ نتائج آنحضرت کی مکی زندگی کے مختلف ادوار سے کلیتہً تطابق رکھتے ہیں۔

قرآن کے مدنی حصے کے متعلق جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے، اس میں یہ چیز نمایاں ہے کہ غزوات رسول سے کافی مدد لی گئی ہے۔ یہ قرآن کے ایک تہائی حصے سے بھی کم ہے۔ اسی لئے اس کی تاریخی ترتیب بھی زیادہ مشکل نہیں ہے۔

مکی قرآن کے متعلق جو فہرستیں ہم نے دی ہیں، وہ کافی مفصل ہیں۔ اور ایک ہی نظر میں مکی قرآن کے پورے ارتقاء کو ذہن نشین کر دیتی ہیں۔

وہ مضامین جو مکہ میں زیر بحث تھے اور اخلاقی اصولوں کا تدریجی ارتقاء ان فہرستوں میں کافی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ فقہ اسلامی کے وہ مسائل جو بعد میں پیدا ہوئے اور جن کی وجہ سے بہت سے فرقے پیدا ہو گئے، ان فہرستوں کے ذریعے سے بہت آسانی سے سلجھ جاتے ہیں لیکن سب سے اہم چیز جو قرآن کی اس تاریخی ترتیب سے معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ خود آنحضرت کی زندگی ایک نئی روشنی میں ہمارے سامنے آجاتی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ بہت سی مبہم آیتیں نہ صرف حل ہو جاتی ہیں، بلکہ ان کے مخصوص اور مستند معنی بھی معلوم ہو جاتے ہیں۔

مسائل و اوہام و شکوک متعلق اسلام

اسلام کے متعلق، عدم فہم قرآن کی وجہ سے، غیر مسلموں نے بہت سے ایسے نظریات قائم کر لئے ہیں۔ جو خود قرآن میں نہیں پائے جاتے۔ لیکن اس کی ابتدا مسلمانوں ہی سے ہوئی۔ اور کیوں نہ ہوتی جبکہ اسلام کو سمجھانے والی بنیادی کتاب یعنی قرآن کریم ہی بڑی حد تک ناقابل فہم ہو گیا۔ لہٰذا ہم چند مسائل و اوہام و شکوک کو درج ذیل کرتے ہیں۔ اور اگرچہ ان کا تفصیلی حل سیرت محمد صلعم کے سلسلہ میں ہو گا۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ تدبر و تعقل سے کام لیا جائے تو ہر چیز کا صحیح اندازہ قرآن کے اس پورے دور کے مطالعے سے ہو سکے گا جس سے وہ مسئلہ، وہم یا شک متعلق ہے۔

قرآن کے دو حصے ہیں۔ مکی اور مدنی۔ مکی حصہ میں اخلاقیات کی تعلیم ہے، اور یہ تعلیم صرف مسلمانوں کے لئے نہیں، بلکہ کل انسانوں کے لئے ہے۔ مدنی حصہ سیاسیات پر حاوی ہے۔ اور اسی سے

Marfat.com

ان اصول کی معلومات ہوتی ہے، جو نظام حکومت قائم ہونے کے بعد عمل میں لائے جا سکتے ہیں۔ اور جن کی تکمیل ارباب فہم اور اولی الامر کرتے رہتے ہیں اور آیندہ بھی ضروریات زمانہ اور اقتضائے فطرت بشری کے اعتبار سے ہمیشہ کرتے رہیں گے۔

اخلاقیات قرآن

دور اول

(۱) کیا قرآن نے اس دور میں توحید باری تعالیٰ کی تعلیم دی ہے؟۔ (۲) قرآن نے واجب الوجود کی کون سی صفت سب صفتوں پر حاوی بتائی ہے (۲) علم سے قرآن کی کیا مراد ہے۔ اور سائنس و تاریخ کو کیا درجہ دیا گیا ہے (۳) اخلاقیات کی اقتصادی بنیاد کے متعلق قرآن کیا کہتا ہے (۴) سحر کا عقائد اسلام سے کیا تعلق ہے (۵) ملائکہ اور روح کسے کہا گیا۔ (۶) خلق کے لفظ پر ابتدائی دور میں کیوں زور دیا گیا۔

دور ثانی

(۱) خدا کے اسماء ذات کیا کیا ہیں۔ (۲) قرآن نے خدا کی صفت ملک کیوں قرار دی۔ (۳) جنت دوزخ کے متعلق قرآن کیا کہتا ہے۔ (۴) کیا حیات بعد الموت ممکن ہے، اگر ممکن ہے تو دیگر مذاہب میں اس کے متعلق کیا خیال ہے اور مذہب عقل کی کیا رائے ہے؟ (۵) اس دور میں تعلیم اخلاق کے کیا کیا مدارج بتلائے گئے (۶) قرآن نے کس چیز کی تکذیب کی، اور کیوں (۷) آیت کسے کہا گیا ہے (۷) کیا اسماء قرآنی وغیرہ کے قرآنی بیانات موجودہ سائنس کی معلومات سے مطابقت رکھتے ہیں؟ (۸) تاریخ سے قرآن نے کیا نتائج نکالے؟

دور ثالث

(۱) رحمٰن کے متعلق قرآن اور تاریخ لسان و مذہب سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ (۲) کیا ہجرت حبشہ سے پہلے نصرانیت و دیگر مذاہب کا تذکرہ قرآن نے کیا ہے؟ (۳) کیا غیب کا علم غیر اللہ کو بھی ہو سکتا ہے۔ (۴) یوم الخروج و نفخ صور سے کیا مراد ہے۔ (۵) شیطان کیا ہے اور رجوم الشیاطین کی کیوں ضرورت ہوئی (۶) کیا "بستة ایام" اور "ماء" وغیرہ کے نظریات قرآن سے پہلے بھی تھے، اور کیا یہ سائنس کی بنیادوں پر ہیں؟ (۷) کفار قریش کن چیزوں کو بطور آیات کے طلب کرتے تھے اور قرآن نے اُن کا کیا جواب دیا؟ (۸) خود قرآن نے کن کن معجزات کا ذکر کیا، کیا یہ سب عقل میں آنے والی باتیں ہیں؟ (۹) اخلاقیات کی کس کس تعلیم پر اس دور میں زور دیا گیا۔ (۱۰) کیا اسی زمانہ قرآن کو سیاسی تنظیم کی ضرورت ہوئی؟ اگر ہوئی تو ان الارض یرثہا عبادی الصالحون (۲۱ الانبیاء) کا نزول کدھر اشارہ کرتا ہے؟ (۱۰) مخالفوں سے کس قسم کے سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔ (۱۱) کیا قرآن خدا نے نازل کیا، اگر کیا تو کیوں؟ وحی اور قول من عند اللہ کے کیا معنی ہیں؟ (۱۲) عبادت اور اس کی حقیقت کیا ہے (۱۳) رسالت کے کیا معنی ہیں۔ رسول کی شناخت کیا ہے۔ کیا رسالت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے (۱۴) کیا صرف قرآن نے یہ تعلیم دی ہے، کہ خدا ہے، اور وہ ایک ہے، یا دوسرے مذاہب بھی یہی تعلیم دیتے ہیں؟ آمنا باللہ وحدہ (الزمر) ھو الواحد (ابراہیم)

Marfat.com

والھنا والھکم الٰہ واحد (عنکبوت پ۲۱) واحد کے کیا معنی ہیں؟

دور رابع (۱) شعب ابو طالب میں اگر قرآن نازل ہوا، تو وہ کن لوگوں کی ہدایت کے لئے تھا؟ (۲) اس زمانہ میں ان الحکم الا للّٰہ نازل ہوئی حالانکہ ابھی سیاسیات کا زمانہ شروع نہیں ہوا تھا، اس کی کیا وجہ ہے؟ (۳) سورہ یوسف میں ہے کہ قرآن تفصیل کل شئی ہے، اور دوسری جگہ ہے کہ رطب و یابس سب قرآن کریم میں ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ (۴) ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیاک (آیت ۱۰۲ سورہ یوسف) ان چیزوں کو غیب بتاتی ہے جو غیب نہیں تھیں اس کی کیا وجہ ہے؟ (۵) آیات موسوی سائنس کی بنیادوں پر قائم ہیں یا نہیں؟

دور خامس (۱) رومیوں کی شکست کس قسم کی پیشین گوئی تھی؟ (۲) قرآن میں اب تک کن کن مذاہب کا ذکر ہوا ہے، ان کے متعلق کیسے خیالات کا اظہار ہوا؟ (۳) بنی الامی (الاعراف) ام الکتاب (الزخرف) عالمین (الفاتحہ) کی تفسیر کیا ہے۔ (۴) اس دور میں اخلاقیات کی تعلیم کی خصوصیات کیا کیا تھیں؟ (۵) قرآن میں اس دور تک صلوۃ و زکوۃ کے تخیلات کا کس طرح ارتقا ہوا؟ اور مکی دور میں وہ صلوۃ جو عرف عام میں نماز کہی جاتی ہے کس طرح ادا کی جاتی تھی۔ (۶) نماز کی کیا ضرورت ہے؟ اور یہ ضرورت کس خاص طریقے کی پیروی سے پوری ہو سکتی ہے یا ہر شخص کی انفرادی رائے اس معاملہ میں آزاد ہے۔ (۷) اس دور میں مخالفین کے متعلق کیا طرز عمل اختیار کرنے کا حکم ہوا، اور کیوں؟ (۸) اعجاز قرآن کے متعلق قرآنی استدلال کیا ہے؟ اور معجزہ طلبی کا آخری جواب کیا ہے؟ (۹) "رجال جن" اب بھی موجود ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو ان کا مشاہدہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ (۱۰) واقعہ اسراء کی تفصیل کیا ہے؟ (۱۱) مکی تعلیم کا ماحصل کیا ہے؟

سیاسیات قرآن

ہجرت سے بدر تک (۱) صلاۃ جمعہ کی کیا ضرورت تھی، اور اس کے شروع کرنے میں کیا مصالح تھے؟ (۲) مہاجرین اور یہود و نصاریٰ سے جو معاہدہ ہوا اس سنت میں ترمیم کی گنجائش ہے یا نہیں؟ (۳) یہود کن چیزوں کو مسلمانوں سے چھپاتے تھے اور کیوں؟ (۴) قتال کی آیت کا کیا اثر ہوا؟ (۴) تحریف کتاب اللّٰہ سے کیا مراد ہے؟ اور یہ محرف کون تھے؟

بدر سے احد تک (۱) روزے کیوں فرض کئے گئے؟ (۲) انفاق کی حقیقت کیا ہے؟ (۳) وعلمک مالم تکن تعلم (سورہ نساء رکوع ۱۷) کی تفسیر کیا ہے۔ (۴) اکل مال بالباطل کسے کہتے ہیں (۵) بدر میں ملائکہ نے مسلمانوں کی مدد کی لیکن احد میں کیوں شکست ہوئی؟ (۶) لا یتخذ المومنین الکافرین اولیاء کے حکم کے باوجود حنین میں کفار سے کیوں مدد لی گئی؟

احد سے فتح مکہ تک (۱) حضرت عیسیٰ کی ولادت اور ان کے معجزات کے متعلق قرآن کا بیان کیا معنی رکھتا ہے (۲) بنو نضیر کا اجلاء اور بعض یہود کا خفیہ قتل کن اصول کی بنا پر جائز تھا؟ (۳) آیت

Marfat.com

حجاب کی کیوں ضرورت ہوئی، اور اس کے بعد مسلمات کا کیا طرز عمل رہا؟ (۴) لا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا کی کیا مصلحت تھی؟ (۵) سیاسی معاہدات کے متعلق قرآنی تعلیم کیا ہے؟

فتح مکہ سے غزوۂ حنین تک (۱) فتح مکہ کے بعد کس قسم کی اخلاقی تعلیم دی گئی (۲) کفار سے استعانت کرنا اور ان سے دوستانہ تعلقات رکھنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

غزوۂ حنین سے وفات رسولؐ تک (۱) لکل امۃ جعلنا منسکا سے کیا یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ ہر امت اپنے طور پر بطور میلہ یا تہوار عبادت کے الگ الگ مناسک قائم رکھ سکتی ہے، اور اسلام اس میں کوئی مداخلت نہیں کرتا؟ (۲) ملۃ ابراہیم کیا تھی؟ (۳) لکل امۃ جعلنا شرعۃ و منہاجا کی تفسیر کیا ہے؟ (۴) تکمیل دین سے کیا مراد ہے؟ (۵) کیا مدینہ میں اسلام کی سیاسی تعلیم مکمل ہو گئی تھی، اگر نہیں تو کیوں؟ (۶) قرآن کا نظریہ سلطنت کیا ہے؟ (۷) اسلام اور دیگر مذاہب کی تعلیم میں کیا فرق ہے؟

Marfat.com

فہرست کتب

اس مقالہ کے سلسلے میں جن کتابوں کو دیکھا جاسکتا ہے وہ درج ذیل ہیں :-

نمبر سلسلہ	اشارات	اسم مصنف	اسم کتاب
۱	ق		قرآن کریم
۲	......	......	احادیث و اخبار
۳	ا - ک	ابو الحسن علی بن اسماعیل اللغوی (ابن سیدہ)	کتاب المخصص - مصر سنہ ۱۳۱۶ھ
۴	ا - ت	حافظ محمد اسلم جیراج پوری	تاریخ القرآن - علی گڑھ سنہ ۱۳۴۱ھ
۵	ا - غ	مرزا ابو الفضل	غریب القرآن - الہ آباد ۱۹۲۵
۶	ذ - م	ذہبی	میزان الاعتدال
۷	ا	—	انسائیکلوپیڈیا برطانکا - عرب - قرآن - محمد
۸	ا - س	ابن ہشام (المتوفی سنہ ۲۱۳ھ)	سیرۃ النبیؐ - (مصر)
۹	ا - ب	محمد بن سعد کاتب الواقدی	کتاب الطبقات الکبیر (لیدن ۱۹۰۵)
۱۰	الف - ک	ابن حجر عسقلانی (سنہ ۷۷۳-۸۵۲ھ)	کتاب الاصابہ فی تمییز الصحابہ (کلکتہ ۱۸۵۶ء)
۱۱	الف - الف	ابن عبد البر قرطبی (سنہ ۳۶۸-۴۶۳ھ)	کتاب الاستیعاب فی معرفت الاصحاب (حیدر آباد ۱۳۳۶ھ)
۱۲	ج - ہ	JARRET	ترجمہ تاریخ الخلفاء از السیوطی (کلکتہ 1887)
۱۳	ل - س	لین پول	خطبات محمدؐ
۱۴	لسان	محمد بن مکرم (سنہ ۶۳۰-۷۱۱ھ)	لسان العرب
۱۵	م - س	امام مالک بن انس (سنہ ۹۰-۱۷۹ھ)	المؤطا
۱۶	ن - گ	نوئل ڈیکے	گشیختے دیس قرآنس (۱۸۵۹)
۱۷	ن - ت	سید علی نقی	تحریف قرآن کی حقیقت لکھنؤ شیعہ مشن سنہ ۱۹۳۳
۱۸	ن - ف	(محمد بن اسحاق) الندیم	الفہرست سنہ ۳۷۷ھ - (مصر سنہ ۱۹۲۳ء)
۱۹	ن - ہ	نکلسن	اے لٹریری ہسٹری آف عربس
۲۰	ر - ق	راڈول	دی قرآن (۱۸۶۱) لندن
۲۱	ش - ن	شہرستانی (المتوفی سنہ ۵۴۸ھ)	کتاب الملل والنحل (مصر سنہ ۱۳۴۷ھ)
۲۲	ش - س	شبلی نعمانی	سیرۃ النبیؐ (اعظم گڑھ)
۲۳	س - ا	حافظ جلال الدین السیوطی (سنہ ۹۱۱ھ)	الاتقان فی علوم القرآن سنہ ۸۰۰ھ (کلکتہ سنہ ۱۸۵۴ء)
۲۴	س - غ	السجستانی	غریب القرآن مصر (سنہ ۱۹۲۴ء)
۲۵	س - ل	حافظ جلال الدین السیوطی	لباب النقول فی اسباب النزول (حاشیہ تفسیر ابن عباس مصر سنہ ۱۹۲۶ء)
۲۶	س - خ	"	الخصائص الکبریٰ (حیدر آباد سنہ ۱۳۱۹ھ)
۲۷-۲۸	و - ج	امام ولی اللہ محدث دہلوی	حجۃ اللہ البالغہ و ازالۃ الخفاء -
۲۹	و - ف	-	والفوز الکبیر فی اصول التفسیر -

نوٹ :- مقالہ کے سلسلے میں بعض مستشرقین کی کتابوں کا ذکر کر دیا گیا ہے - مکمل فہرست سیرت محمدؐ میں درج ہے ۔

Marfat.com

نمبر سورت / وزن	اسماء: الملک	اسماء: الجن	خلق اولی	خلق جدید	الغیب والآیات	جمع القرآن	تاریخ وقصص	مخصوصات
								اِقرأ - علم قلم
			الاولی	الآخرہ				اخلاقِ ثلاثہ (ابتدا قسم سے)
عُسر						ابتدا سوال سے (فکر و تدبر)		الیٰ ربّک فارغب
								(سحر)
ضلیل							وامطرنا علیہم حجارۃ من سجیل (الحجر) اصحاب فیل	(تاریخ)
	ملائکہ الروح							انزلناہ نزول ملائکہ

میں غزوہ بدر کے بعد کا واقعہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ رکوع سورہ بقرہ میں پہلے نازل ہوا اور اس کے بعد رکوع ۲۳
نازل ہوا۔

اسی طرح ایک ان شروع ہوئی تو اسی زمانہ کے قریب قریب سورہ الجمعہ نازل ہوئی لیکن یہ بھی بقرہ
کے رکوع ۱۷ سے

پھر سورہ (۲۲) (تمنیٰ) .... الخ) سورہ والنجم کی آیتوں سے متعلق ہے جن میں لات و منات کا
ذکر ہے۔ اسی طرح ا زمر۔ اور لقمان) میں خاص طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ
رکوع مدینہ ہی میں اس ہے ہوں۔ اسی لئے ہم نے اس سورہ کے تسلسل کو قائم رکھا ہے، اور اس رکوع
تھے سامنے سوال کا نش

یورپ کے مستشرقین

اسلئے سے مختلف رکوع ایک ہی بڑی سورت میں ہیں اسی سلسلہ سے وہ نازل

ہرش فلڈ نے ہیں اور آیتوں اور رکوعوں میں کافی تقدیم و تاخیر کی ہے۔ اگر اس کی نظر
تاریخی روایات پر بھی ہو کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ (مدینہ میں) سامنے موجود ہیں (ومن الناس من یعجبک
قولہ ...... الی آخر) سورہ کی ابتدائی آیتیں بطور بیان یا تمہید کے ہو سکتی ہیں۔ تاہم ان کا مکی
ہونا لازمی نہیں۔ اس لامہ جعلنا منسکا ہم ناسکوہ ...... مستقیم) صاف صاف حج کا ذکر کر رہی ہے
اور اس سورہ کے تسلسل

سورہ بقرہ کی چا لفظوں میں تجدید کی گئی ہے جس پر رسول اللہ صرف مکہ ہی میں قادر تھے۔ یہ خیال
غلط ہے اس لئے کہ قرآ ہے لیکن طوالت آیات، اور ہجرت کے بعد ہی طرز بیان کی کیت سے یہ نتیجہ
نہیں نکالنا چاہئے کہ وہ مکی

ہرش فلڈ سورہ مائدہ حضرت موسیٰ کا ذکر ہے وہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ مدینہ میں یہودیوں کے سامنے
ہو رہا ہے اس پر طرہ یہ کہ

بقول ہرش فلڈ یت سے اور پہلی آیت سے یہودیوں اور نصرانیوں کی ان گروہ بندیوں کا پتہ چلتا ہے
جن کا آنحضرت کو اور مسلمانو

ہماری ترتیب کی خص

ہیں
ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو آپ نے قبا پہنچ کر قیام کیا۔
اور یہود سے گفت و شنید شر مختلف سورتیں خاص خاص تاریخی واقعات سے متعلق ہیں۔

(۳) ہم نے مختلف ری فرمائے تھے ایک الگ جدول میں مرتب کر دیا ہے اور ان ہی کے ساتھ
مدنی زندگی کی خاص اخلاقی
چونکہ ہم ابتدائی کو بکی د

Marfat.com

ترتیب نزول قرآن کریم بعد ہجرت الی وفات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲ ربیع الاول سنہ ۱ھ تا ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ

نمبر ترتیب نزول	اسم سورہ معہ ترتیب موجودہ	تاریخ نزول	نمبر رکوع	تذکرہ اقوام	واقعات متفرقہ	انفاق وجہاد	قوانین و حلال حرام	مخصوصات رکوع
	الفاتحہ	نصف آخر بعد ہجرت		یہود و نصاریٰ				دعا
۱	البقرہ (۲)	بعد ہجرت مدینہ سنہ ۱ھ	۱			انفاق		ختم اللہ علی قلوبہم ....
			۲	منافقین				
			۳					فاتوا بسورۃ من مثلہ
			۴					سجدۂ ابلیس و آدم
			۵	بنی اسرائیل				آمنوا بما انزلت مصدقا لما معکم
			۶-۷	"	من و سلویٰ - ۱۲ عینا			
			۸	یہود و نصاریٰ				ومن آمن باللہ والیوم الآخر وعمل
			۹	یہود				(تحریف کتاب)
			۱۰-۱۲	موسیٰ عیسیٰ کتاب	افتطمعون ان			نبذوا کتاب اللہ وراء ظہورہم (۱۰۱)
			۱۳		نسخ و نسیان آیت		لا تقولوا راعنا	
			۱۴	یہود و نصاریٰ				لولا یکلمنا اللہ او تاتینا آیۃ
			۱۵-۱۶	بنی اسرائیل				
		شعبان سنہ ۲ھ	۱۷		تحویل قبلہ			
			(۱۸)					
			۱۹			شہداء		ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدیٰ
			۲۰					آیات بحر
			۲۱				میتہ - دم - (حرام)	دوبارہ کتمان بینات - دیکھو رکوع ۱۹
			۲۲		ذکر تحویل قبلہ		قانون قصاص و وصیت	
		بعد بدر رمضان سنہ ۲ھ	۲۳			کتب علیکم الصیام		

Marfat.com

نمبر شمار	اسم سورہ معہ ترتیب موجودہ	تاریخ نزول	نمبر رکوع	تذکرہ اقوام	واقعات متفرقہ	انفاق و جہاد	قوانین حرام و حلال	مخصوصات رکوع
۱	البقرہ (۲)		۲۴	-	آیت قتال	فاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم حج عمرہ	=	
			۲۵	-	الحج اشہر معلومات			
			۲۶	-	-	کتب علیکم القتال وہو کرہ لکم		
		بعد سریہ عبداللہ بن جحش بعہد ۲ سنہ	۲۷	-	سریہ عبداللہ بن جحش	قتال فیہ کبیر	خمر، میسر، نکاح مشرکہ	
			۲۸-۲۹ ۳۰-۳۱	-	مسائل النساء	-	-	آیات کے بیچ میں صلوٰۃ وسطیٰ کی آیت
			۳۲	قصہ طالوت				
			۳۳	قصہ طالوت و جالوت				
			۳۴	عیسیٰ روح القدس	-	انفاق	-	-
			۳۵	-	-	-	-	قد تبین الرشد من الغی۔ طاغوت
			۳۶ ۳۷ ۳۸	ابراہیم احیاء موتی	- -	انفاق -	کتابت دین شہادت	انفاق یعنی امداد مجاہدین
			۳۹	-	-	-	-	-
			۴۰	-	-	دعا	-	-
۲	الجمعہ ۶۲	بعد ۸ سنہ	۱	الذین حملوا التوراۃ				
			۲	-	-	-	-	صلاۃ جمعہ
۳	الانفال ۸	بعد بدر ۱۷ رمضان ۲ سنہ میں ہوا	۱	-		الانفال للہ والرسول	-	الف ملائکہ مردفین
			۲	-	-	-	-	ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اگرچہ
			۳	-	-	-	-	اطیعوا اللہ و رسولہ
			۴	-	-	-	-	انما اموالکم و اولادکم فتنۃ اذا تتلی ... قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل ہذا

Marfat.com

نمبر ترتیب بلحاظ نزول	اسم سورہ معہ ترتیب موجودہ	تاریخ نزول	نمبر رکوع	تذکرہ اقوام	واقعات متفرقہ	انفاق و جہاد	قوانین حلال حرام	مخصوصات رکوع
	الانفال		۴					اساطیر الاولین (آیات مکیۃ؟ قرآن امیری)
			۵	-	یوم التقی الجمعان	للہ خمسہ وللرسول	-	-
			۶	-	-	-	-	اطیعوا اللہ ورسولہ
			۷	منافقون	-	-	-	دأب آل فرعون
			۸	-	-	-	-	ان جنحوا للسلم فاجنح لہا
			۹	-	-	حرض المومنین علی القتال	کلوا مما غنمتم حلالا طیباً	عشرون صابرون یغلبوا مائتین
			۱۰	اولیاء مومنین اولیاء کافرین	-	-	-	-
۴	النساء	سنہ ۲ھ	۱	-	-	-	نکاح یتامی	
			۲	-	-	-	قانون وراثت	
			۳	-	-	-	زنا، توبہ، نکاح سوتیلی ماں	
			۴	-	-	-	محرمات شرعیہ	
			۵	-	-	-	(سود - جوا؟)	لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل
			۶	-	-	-	الرجال قوامون علی النساء	عصوا الرسول - بخل، احسان والدین
			۷	-	بنی اسرائیل یحرفون الکلم	-	لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ	-
			۸	-	-	-	-	اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
			۹	-	-	-	-	من یطع اللہ والرسول (طاغوت)
			۱۰	-	-	فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشترون الحیوٰۃ الدنیا بالآخرۃ -		طاغوت - اولیاء شیطان
			۱۱	-	-	فلما کتب علیہم القتال ... یخشون ...	-	من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

Marfat.com

نمبر ترتیب نزول	اسم سورہ مع ترتیب موجودہ	تاریخ نزول	نمبر رکوع	تذکرہ اقوام	واقعات متفرقہ	انفاق وجہاد	قوانین حرام وحلال	مخصوصات رکوع
			۱۲	منافقین				
			۱۳	-	-	قاعدین۔ مجاہدین	قتل مومن	
۴	النساء		۱۴	-	-	-		توصیف ہجرت
			۱۵	-	-	-	قصر صلات	
			۱۶	الناس	-	-	-	انا انزلنا الیک الکتاب بالحق
					-	مجادلہ نہ کرو	-	لتحکم بین الناس بما اراک اللہ
			۱۷	-	-	-	-	انزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم
			۱۸	ملت ابراہیم	-	-	-	-
			۱۹	-	-	-	یتامی النساء	-
			۲۰	-	-	-	آمنوا باللہ ورسولہ (والقرآن۔ والکتب قدیمہ)	آیات قرآنی (ذکر معجزات)
			۲۱	منافقین	-	-	-	-
			۲۲	اہل الکتاب	-	-	ربوٰا۔ بہتان مریم اکل مال بالباطل	ان تنزل علیہم کتابا من السماء قالوا ارنا اللہ جہرۃ
			۲۳	اہل الکتاب	-	-	-	انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ
			۲۴	-	-	-	(میراث کی ایک آیت بیچ میں ہے)	
۵	محمد ۴ / ۴۷	بعد بدر ۲ھ	۱	-	-	-	(قیدیوں سے منًّا او فداءً)	
			۲	-	-	-	-	جنت ۔ سانپ

Marfat.com

نمبر ترتیب نزول	اسم سورہ و نمبر ترتیب موجودہ	تاریخ نزول	نمبر رکوع	تذکرہ اقوام	واقعات متفرقہ	انفاق وجہاد	قوانین حلال حرام	مخصوصات رکوع
٥	٤٧ محمد		٣	منافقین	-	-	-	شیطان
			٤	-	-	انفاق۔ بخل	-	اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
٦	الصف ٦١	بعد بدر	١	-	-	یقاتلون فی سبیلہ صفا	-	بشارت عیسیٰ۔ اسمہ احمد۔
			٢	حواریین عیسیٰ	-	جاہدوا فی سبیل اللہ باموال والنفس		نصر من اللہ وفتح قریب وبشر المومنین
٧	آل عمران ٣	شوال ٣ھ غزوہ احد ستون آیہ فی یوم احد	١	-	-	-	-	انزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی للناس
			٢	-	-	-	-	ان الدین عند اللہ الاسلام
			٣	-	-	لا یتخذ المومنین الکافرین اولیاء	-	اللھم مالک الملک، تؤتی الملک من تشاء
			٤	آل عمران	امرأۃ عمران، زکریا یحییٰ	-	-	اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
			٥	-	عیسیٰ بشر نفخ روح فی طیر	-	-	-
			٦	-	-	-	-	انی متوفیک ورافعک الی۔
			٧	-	اہل الکتاب	-	-	قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم .... وتکتمون الحق وانتم تعلمون
			٨	طائفہ یہود	آمنوا وجہ النہار واکفروا آخرہ	-	-	ان منہم لفریقا یلوون السنتہم بالکتاب ... وما ھو من الکتاب
			٩	-	-	-	-	رسول مصدق لما معکم۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ
			١٠	-	-	انفقوا مما تحبون	حرم اسرائیل علی نفسہ ؟؟	ھدی للعالمین

Marfat.com

نمبر ترتیب نزول	نام سورۃ و نمبر ترتیب موجودہ	تاریخ نزول	نمبر رکوع	تذکرہ اقوام	واقعات متفرقہ	انفاق وجہاد	قوانین حلال وحرام	مخصوصات رکوع
۸	البینۃ ۹۸		۱	الذین کفروا من اہل الکتاب	-	-	-	صحفا مطہرہ۔ کتب قیمۃ
۹	الحشر ۵۹	ربیع الاول ۴ھ غزوہ بنو نضیر	۱	الذین کفروا من اہل الکتاب	-	-	-	کتب اللہ علیہم الجلاء
			۲	منافقین	-	-	-	تحسبہم جمیعا وقلوبہم شتی
			۳	الذین نافقوا	-	-	-	لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل
۱۰	المنافقون ۶۳		۱	المنافقون	ان المنافقین لکاذبون	یقولون لاتنفقوا		قاتلہم اللہ انی یؤفکون
			۲	-	-	انفقوا		
۱۱	النور ۲۴	رمضان ۵ھ	۱	-		-	حد زنا	
			۲	-	ذکر افک	-	-	(قبل غزوہ خندق۔ ابن ہشام)
			۳	-	-	-	رمی محصنات پر لعنت	
			۴	-	-	-	استئذان۔ حجاب	غض بصر مومنات۔ کاتبوہم کتاب
			۵	-	-	صلات۔ زکات	-	ذکر جلی
			۶	-	-	-	-	-
			۷	-	-	صلات۔ زکات	-	لیستخلفنہم فی الارض اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
			۸	-	-	-	استئذان	-
			۹	-	-	-	استئذان	-
۱۲	المجادلہ ۵۸	۵ھ	۱	-	-	-	طلاق۔ ظہار منسوخ	-
			۲	-	-	تقدیم صدقہ	النجوی من الشیطان	اطیعوا اللہ ورسولہ
			۳	حزب الشیطان حزب اللہ	-	-	-	-

Marfat.com

نمبر ترتیب نزول	اسم سورۃ معہ ترتیب موجودہ	تاریخ نزول	نمبر رکوع	تذکرہ اقوام	واقعات متفرقہ	انفاق جہاد	قوانین حلال حرام	مخصوصات رکوع
۱۳	الاحزاب ۳۳	بعد غزوہ خندق ۵ھ شوال یا ذی قعدہ	۱	کافرین منافقین			ظہار	اتبع ما یوحی الیک من ربک
			۲	-	ارسلنا علیہم ریحا وجنودا لم تروھا	-	-	-
		-	۳	-	-	-	-	ظاہروھم من اہل الکتاب
			۴	-	-	-	-	قل لازواجک.. (طلاق)
			۵	-	واقعہ زید		-	فلما قضی زید منہا وطرا زوجنکہا
			۶	-	امرأۃ وہبت نفسہا للنبی	-	طلاق	لا تطع الکافرین والمنافقین لا یحل لک النساء من بعد
			۷	-	-	-	لا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا استئذان دخول بیوت النبی	
			۸	-	-	-	جلابیب	
			۹	-	-	-	-	-
۱۴	الفتح ۴۸	بعد صلح حدیبیہ ۶ھ ذیقعدہ نزلت بعد الجمعہ فی الطریق عند الانصراف من الحدیبیہ	۱		انا فتحنا لک فتحا مبینا	ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم		(رحمن ۔ بسمک اللہم) (رسول اللہ ۔ محمد بن عبد اللہ)
			۲	الاعراب		المخلفون من الاعراب		کلام اللہ ۔ سیلمون
		-	۳	-	-	-	-	لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا
			۴	-	-	-	-	لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا (صدق ۔ مستقبل)
۱۵	الممتحنہ ۶۰	بعد صلح حدیبیہ ۶ھ ذی الحجہ(؟) غالباً ۶ھ میں	۱	-	-	جہاد ۔ اسوۂ ابراہیم	-	-
			۲	-	-	لا ینہاکم اللہ.... ان تبروہم وتقسطوا الیہم ۔	مومنات مہاجرات لا ترجعوہن الی الکفار	بیعت مومنات الاسلام لا یعصینک فی معروف احتراز من زنا قتل اولاد

Marfat.com

نمبر ترتیب نزول	اسم سورہ و نمبر ترتیب موجودہ	تاریخ نزول	نمبر رکوع	تذکرہ اقوام	واقعات متفرقہ	انفاق و جہاد	قوانین حلال و حرام	مخصوصات رکوع
۱۶	النصر ۱۱۰	بعد فتح مکہ رمضان ۸ھ جنوری ۶۳۰ء	۱	الناس	نصر اللہ و الفتح	-	-	یدخلون فی دین اللہ افواجا
۱۷	الحدید ۵۷	بعد فتح مکہ	۱	-	-	انفق من قبل الفتح وقاتل	-	خلق السموات والارض فی ستۃ ایام
			۲	-	-	-	-	آیات ۔ احیاء الارض بعد موتہا
			۳	-	-	-	-	تکاثر ۔ تفاخر ۔ اولاد ۔ اموال ۔ وانزلنا الحدید
			۴	-	-	-	رہبانیۃ ن ابتدعوھا ماکتبناھا علیہم	
۱۸	التغابن ۶۴		۱	الذین کفروا		-		زعم .. ان لن یبعثوا کذبوا آیاتنا یوم الجمع ۔ یوم التغابن
			۲	-	-	انفقوا ان تقرضوا اللہ قرضا حسنا یضاعفہ لکم ویغفر لکم		اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ازواجکم واولادکم عدو لکم
۱۹	الحجرات ۴۹	قدوم وفد بنو تمیم ۹ھ در نزول سورہ ھذا	۱	-	-	-	اصلحوا بین المومنین اقتتلو	لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی
			۲	-	-	-	لا یسخر ۔ اجتنبوا ظن تجسس ۔ اغتاب	ایمان و اسلام

Marfat.com

نمبر ترتیب نزول	نام سورہ مع نمبر ترتیب موجودہ	تاریخ نزول	نمبر رکوع	تذکرہ اقوام	واقعات متفرقہ	انفاق وجہاد	قوانین حلال وحرام	مخصوصات رکوع
۲۰	التحریم ۶۶	سنہ ۹ھ	۱	-	-	-	ان طلقکن ان یبدلہ ازواجاً خیراً منکن	لم تحرم ما احل اللہ لک
			۲	الکفار والمنافقین	امراۃ نوح وامراۃ لوط خانتاھما مریم احصنت فرجہا	جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم	-	-
۲۱	الطلاق ۶۵	سنہ ۹ھ	۱	-	-	-	عدت طلاق	اللہ الذی خلق سبع سماوات ومن الارض مثلہن
			۲	-	-	-	-	
۲۲	الحج ۲۲	سنہ ۹ھ	۱	-	-	-	-	ساعۃ - ریب من البعث
			۲	مومن - یہود نصاریٰ مجوسی مجرم	-	-	-	جہنم
			۳	-	-	-	-	جنت
			۴	ابراہیم	-	-	-	حج - اجتناب شرک
			۵	-	-	-	لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤھا	لکل امۃ جعلنا منسکا بُدن
			۶	-	-	-	-	(صوامع ... مسجد)
		(مکی؟)	۷	-	-	-	-	وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان .....
		(مکی؟)	۸	-	-	-	-	العلی کبیر لطیف خبیر الغنی الحمید فلک تجری فی البحر
			۹	-	-	-	-	لکل امۃ جعلنا منسکا.....
			۱۰	-	-	جاہدوا فی اللہ حق جہادہ	-	ہو سماکم المسلمین ملۃ ابیکم ابراہیم

Marfat.com

نمبر ترتیب نزول	نام سورہ مع ترتیب موجودہ	تاریخ نزول	نمبر اقوام	تذکرہ اقوام	واقعات متفرقہ	انفاق جہاد	قوانین حلال و حرام	مخصوصات رکوع
۲۳	التوبہ ۹	ذی الحجہ ۹ھ ۴۰ آیتیں	۱	المشرکین		اذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین		بسم اللہ شروع میں نہیں ہے
			۲	-	-	قاتلوہم	-	(یعذبہم اللہ)
			۳	-	-	اقام الصلاۃ وآتی الزکاۃ		ولم یخش الا اللہ
			۴	-	یوم حنین	-	الجزیہ	سکینہ جنود الم تروھا
			۵	الاحبار	-	-	(احبار یاکلون المال بالباطل)	قاتلہم اللہ انّیٰ یؤفکون
			۶	-	-	انفقوا۔ جاہدوا		سکینہ۔ جنود الم تروھا
			۷	-	-	انفقوا	-	ریب۔ فتنہ ۳
		خروج الی تبوک ۹ھ	۸	المنافقین	-	-	تقسیم صدقات	المؤلفۃ قلوبہم وفی الرقاب
			۹	المنافقین والمنافقات	-	صلاۃ۔ زکاۃ	معروف۔ منکر	
			۱۰	-	-	جاہد الکفار والمنافقین		ان تستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم
			۱۱	مخلفون قاعدین	غزوہ تبوک ۹ھ حر شدید			
			۱۲	معذرون من الاعراب خوالف				
			۱۳	مہاجرین انصار	مسجد ضرارا	-	-	الذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا
			۱۴	المومنین	-	-	-	ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ
			۱۵	اہل مدینہ	-	-	-	اذا کتب علیہم
			۱۶	-	-	قاتلون الکفار	-	فتنہ (لقد جاءکم ... الخ مکیان)

Marfat.com

نمبر ترتیب نزول	اسم سورہ مع نمبر ترتیب موجودہ	تاریخ نزول	نمبر رکوع	تذکرہ اقوام	واقعات متفرقہ	انفاق جہاد	قوانین حلال حرام	مخصوصات رکوع
۲۴	المائدہ ۵	سنہ ۱ھ	۱				غذائے حرام فسق ہے اوفوا بالعقود	الیوم اکملت لکم دینکم محصنات اہل کتاب حلال ہے وضو
			۲	-	-	-	-	یحرفون الکلم عن مواضعہ۔
			۳	یہودی	-	-	-	ولنسوا حظا مما ذکروا بہ۔
			۴	-	-	-	-	موسیٰ احدا من العالمین
			۵	-	آدم۔ قصہ ہابیل وقابیل			
			۶	(یہودی)	-	-	سارق۔ سارقہ	ویحرفون الکلم من بعد مواضعہ وعندہم التورا فیہا حکم اللہ
			۷				العین بالعین لکل منکم جعلنا شرعۃ ومنہاجا	تورات ھدی ونور انجیل مصدقا لتورات قرآن مہیمنا علیہ
			۸	-	-	-	لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء	
			۹	-	-	-	لا تتخذوا اوتوا الکتاب والکفار اولیاء	اوقدوا نار حرب وفساد اکلہم السحت
		سنہ ۱۰ھ و سنہ ۱۱ھ تا وفات	۱۰	الذین ھادوا والصابئون والنصاریٰ			تثلیث غلط مسیح صرف رسول تھے	لستم علی شیٔ حتی تقیموا التوراۃ والانجیل
								نصاریٰ مقابلۃً قریب الاسلام
			۱۱	-	-	-	-	
			۱۲	-	-	-	خمر۔ میسر۔ ازلام انصاب۔ لغو فی الایمان	
			۱۳	-	-	-		
			۱۴	-	-	-	لا تقتلوا الصید وانتم حرم احل لکم صید البحر وطعامہ	

Marfat.com

نمبر ترتیب نزول	اسم سورہ مع ترتیب موجودہ	تاریخ نزول	نمبر رکوع	تذکرہ اقوام	واقعات متفرقہ	انفاق جہاد	قوانین حلال حرام	مخصوصات رکوع
			۱۴	-	-	-	لا تکتموا الشہادۃ	بحیرہ۔ سائبہ
			۱۵	-	-	-		احدا من العالمین
			۱۶	-	-	-	-	عیسیٰ و امہ (الہین) آخری آیتیں یکتاں

سیرت محمدؐ قرآنی روشنی میں

قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ یہ کتاب مبین ہے۔ اور اس کی تعلیم اتنی روشن اور واضح ہے کہ کسی تفسیر و تشریح کی محتاج نہیں۔ لہذا ترتیل کے لیے ہم کسی بھی ترتیب سے پڑھیں لیکن اسلام کی حقیقی تعلیم سے ہم جبھی بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں کہ مندرجہ بالا ترتیب تاریخی کی روشنی میں سیرت محمدؐ کا مطالعہ ہو۔ ہم اس قسم کی سیرت انگریزی میں مرتب کر چکے ہیں۔ اردو داں حضرات کی خواہش پر اس کا مکمل ترجمہ شائع ہو سکتا ہے۔ اس سیرت سے نہ صرف قرآن کریم کی آنحضرتؐ کی عملی زندگی کی روشنی میں تفسیر ہو جاتی ہے۔ بلکہ اسلام کا ارتقاء اور اس کا حقیقی پروگرام اپنے بنیادی خط و خال کے نمایاں ہو جاتا ہے۔ ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ

ترتیب تنزیل کے سلسلہ میں ہماری جد و جہد کی غایت بھی یہی تھی کہ ہم اسلام کی بنیادی تعلیم کو جو قرآن کریم میں محفوظ ہے، آنحضرتؐ کی عملی زندگی سے ہم آہنگ کر سکیں۔ مقام شکر ہے کہ ہماری کوششوں کا اتمام تائید غیبی سے ہوا۔ اور اب قرآن و سیرت کا کوئی پہلو تشنۂ تفسیر و تشریح نہیں رہا۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ

Marfat.com

اسلام کے حقیقی و بنیادی خط و خال

جلد دوم

ترتیب نزول قرآن کریم

پروفیسر محمد اجمل خاں ایم۔ اے
(مصنف مقدمۂ فلسفہ، سیاسیات، بنیادی ہندوستانی وغیرہ)

قیمت مجلد پانچ روپیہ
کتاب گھر
الہ آباد

Marfat.com